کلمہ نبی دا عُمراں دا گھناں
پڑھدا پڑھیندا احسن نماناں

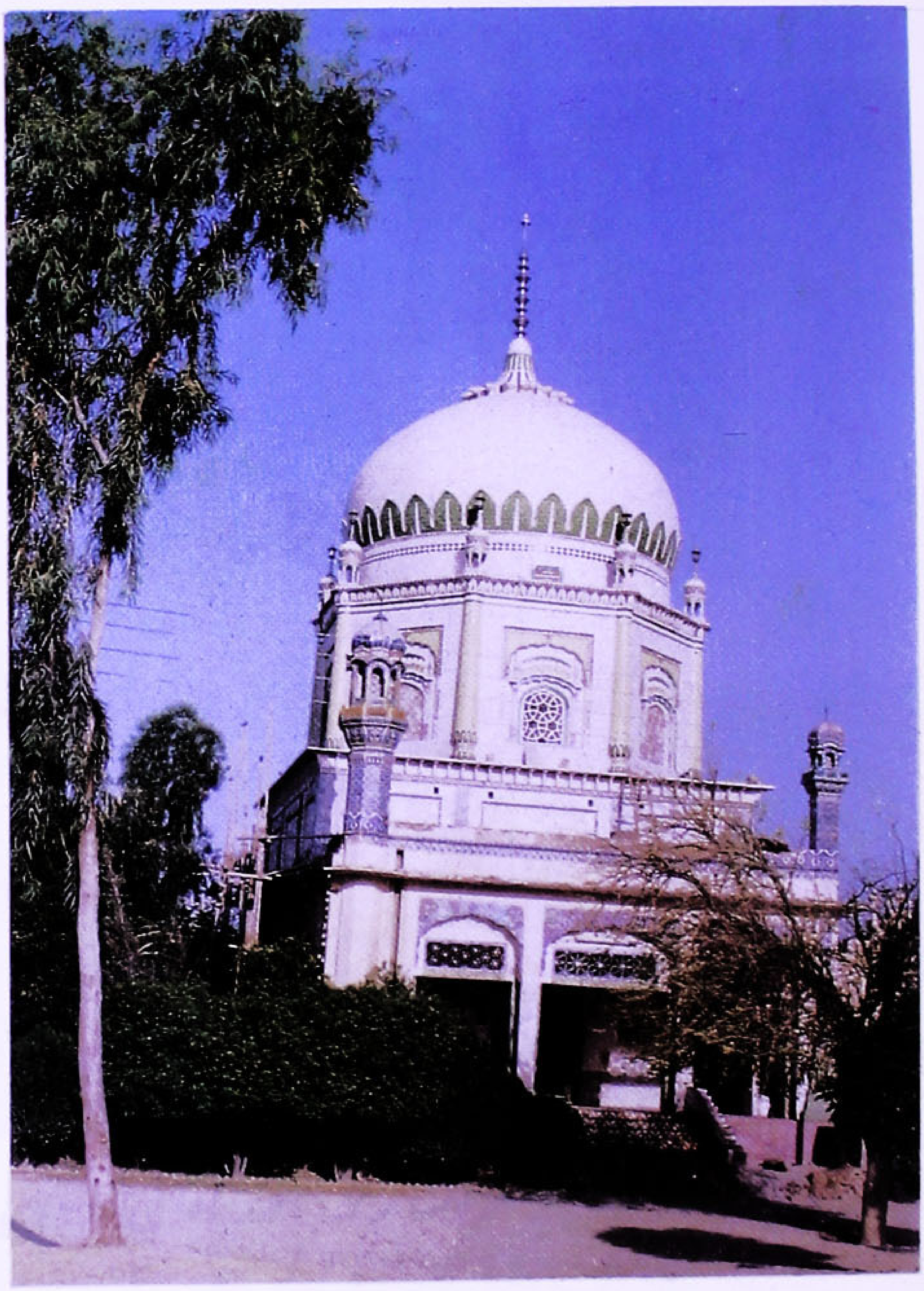

روضہ شریف

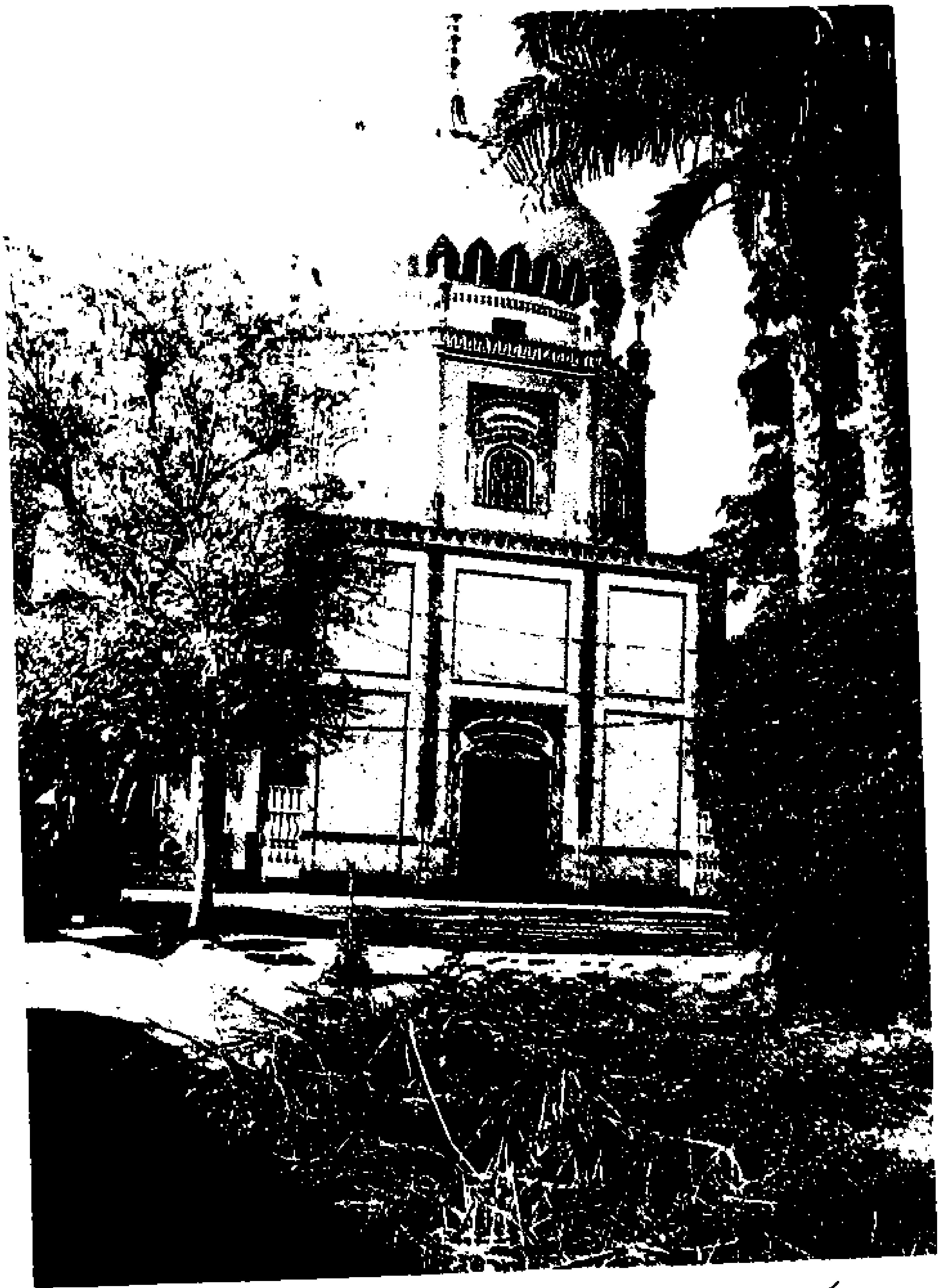

روضہ مبارک حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا رُخ

مزار مبارک حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ
مزار مبارک حضرت ثانی خواجہ غلام محمد رحمہ اللہ

دربار عالیہ کی مسجد شریف

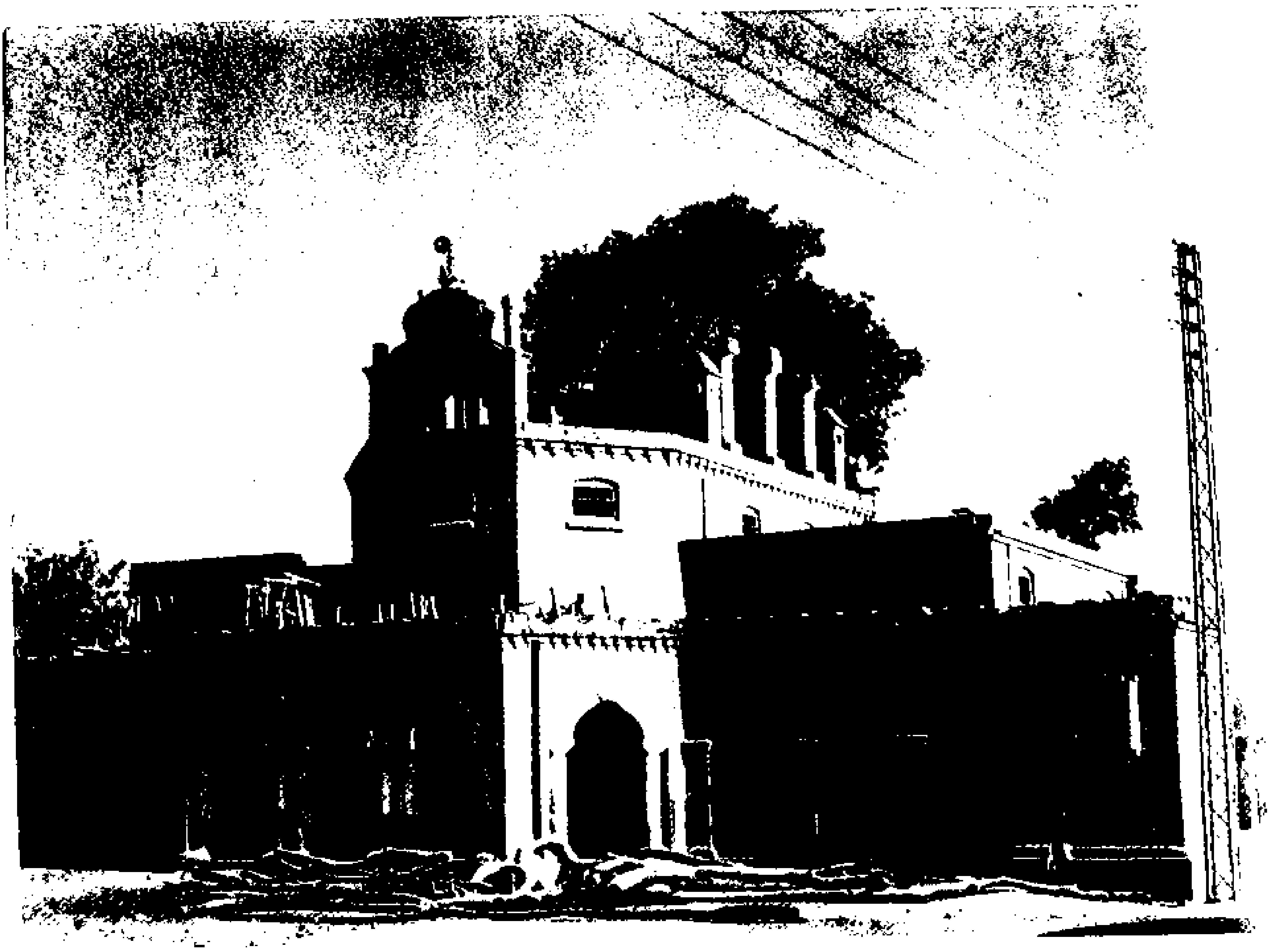

مہمانخانہ جو حضرت ثانی رحمہ اللہ کے دور میں تیار ہوا

قبہ دار حجرہ جو صرف کچی اینٹ سے تیار کیے گئے

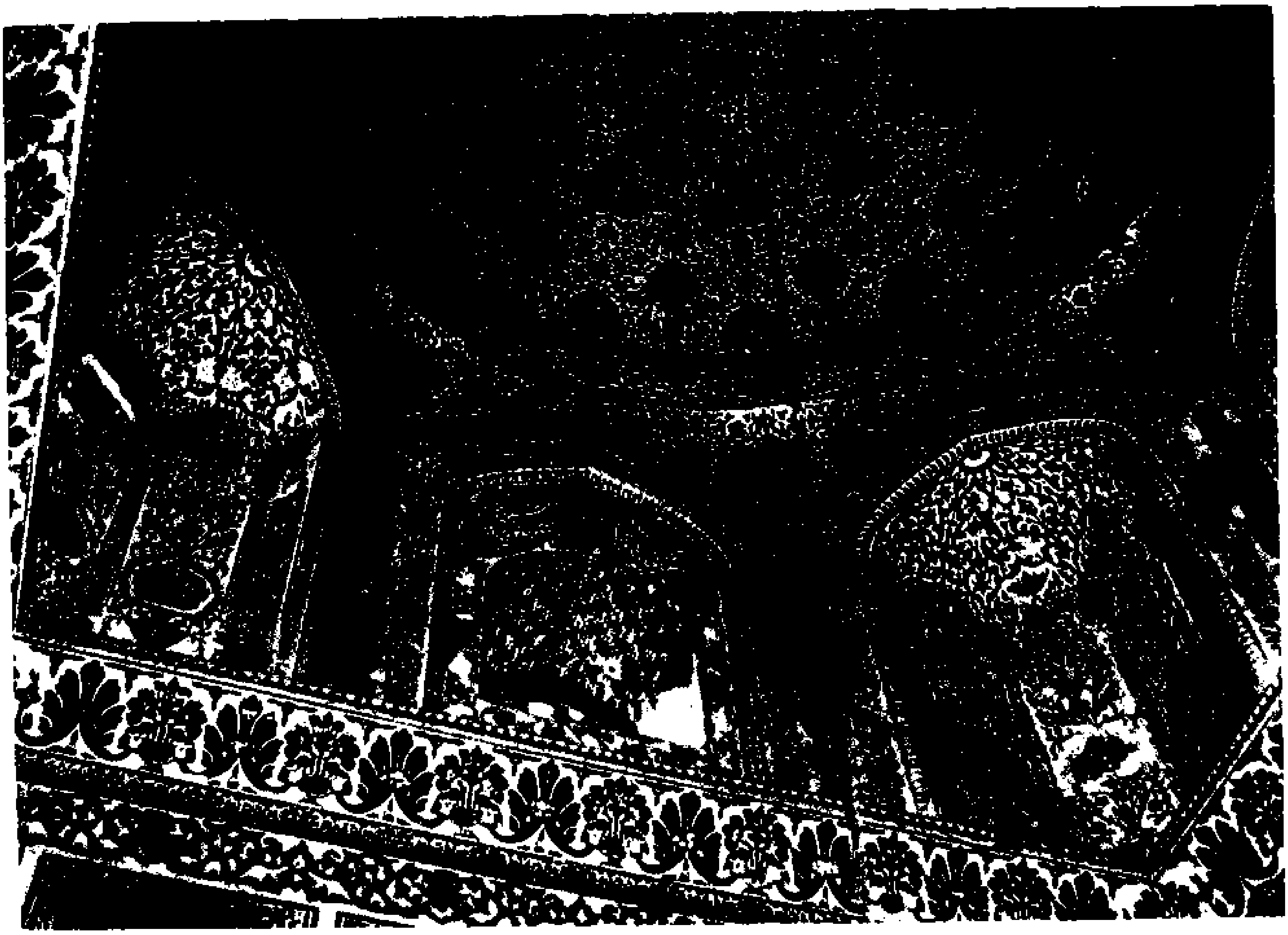

گنبد شریف کا اندرونی منظر

تسبیح خوانہ و لنگر شریف کے دیگر مکانات

حضرت صاحبزادہ صاحب کی رہائش گاہ

سوانح حیاتِ خواجۂ خواجگان غوثِ زمان حضرت خواجہ غلام حسن
پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ

فیوضاتِ حسنیہ

باہتمام:
حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحب مدظلہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر سواگ شریف

تصحیح و تجدید:
حضرت صاحبزادہ احمد حسن صاحب الحسنی مدظلہ

ترتیب:
ابوالانوار محمد عبدالرحمٰن الحسنی

ناشر:
مکتبہ حسنیہ مجددیہ
دربارِ عالیہ سواگ شریف (لعل عیسن کروڑ) ضلع لیہ

86683

یوسف عمر پرنٹرز اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

نامِ کتاب : فیوضاتِ حسنیہ
موضوع : سوانح حیات حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ
تصحیح و تجدید : صاحبزادہ احمد حسن صاحب الحسنی مدظلہ
مقام اشاعت : دربار عالیہ حضرت پیر سواگ ضلع لیہ
بار : اوّل ۔ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ / ستمبر ۱۹۹۱ء
تعداد : ایک ہزار صفحات : ۵۲۶
خطاطی : سیّد حسن واسطی ۔ خطاط قیمت ۔/۱۰۰ روپے

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سخن گفتنی	۱۵	حُلیۂ مبارک	۱۲۲
فقر	۲۲	اِشاعتِ دین و حمایتِ شریعت	۱۲۳
ہدیۂ عقیدت بحضور حضرت پیر سواگ	۲۳	تواریخِ اِنتقالِ پُر ملال	۱۲۵
ہدیۂ عقیدت بحضور حضرت ثانی صاحب	۲۵	**تذکرۂ اولاد**	۱۳۳
مرشد ہمیں کیا دیتے ہیں	۳۰	حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہٗ	۱۳۵
تقدیم۔ از علامہ بندیالوی	۳۱	تاریخِ وفات خواجہ فقیر محمد صاحب	۱۳۶
تقریب۔ از علامہ عبدالحکیم شرف	۷۵	حضرت خواجہ غلام حسین صاحب قدس سرہٗ	۱۳۸
تعارف۔ از محمد عبدالرحمٰن حسنی	۸۱	تاریخِ وفات خواجہ غلام حسین صاحب	۱۳۹
باب اوّل		ثانی لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد صاحب	۱۴۳
نام و نسب	۱۱۳	**باب دوم**	
شجرۂ نسب	۱۱۵	اِرشادات	۱۴۷
ولادت باسعادت	″	سلوک کا مقصد مقامِ احسان کا حُصول	۱۵۲
پیرِ طریقت کی زیارت	۱۱۷	ایک خواب اور اس کی تعبیر	۱۵۵
و شرفِ بیعت		رابطۂ شیخ دافعِ خطرات	۱۵۶
شادی خانہ آبادی	۱۱۸	قبض اور بسط	″
تکمیلِ سلوک و حصولِ اجازت	″	سیرِ آفاقی و انفسی	۱۵۸
خانقاہ سراجیہ کی بُنیاد رکھنا	۱۲۰	حصول سے خوش نہ ہو	″

مضمون	صفحہ
وقوف قلبی	۱۵۸
تصورِ شیخ	۱۵۹
اوقاتِ مراقبہ	〃
فیض کا منتظر رہے	۱۶۰
بے نصیب نہیں آتا	〃
"اللہ" کا طالب خالی نہ جائے گا	〃
ایام کی تخصیص	۱۶۱
رابطۂ کسبی و ذاتی	〃
شیخ کی بارگاہ میں حاضری	۱۶۲
ادب پہلی شرط ہے	۱۶۳
مردودِ طریقت	〃
ناقص کامل بن جاتا ہے	〃
حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی نسبت	۱۶۴
بدعتی اور نوافل	〃
عمر ضائع ونجا بیٹھوں	۱۶۵
تہجد کے لیے بیدار کرتے	〃
حضرت خواجہ محمد عثمان اور خدمتِ شیخ	〃
نمازِ فجر کے بعد سنتوں کا حکم	۱۶۷
کلی و جزی	۱۶۹
خاتم الاولیاء	〃
اب ڈھونڈیے اُن کو چراغِ رُخ زیبا لے کر	〃
خدمت و جاں نثاری	۱۷۱
مریضِ عشق پر رحمت خدا کی	〃
رانجھا صاحبِ کمال	〃
تین بزرگوں سے زیادہ محبت	۱۷۲
اپنی زندگی شاہ صاحب کو دیدی	〃
امانت کی حفاظت	۱۷۴
میاں حبیب اللہ صاحب حیات ہیں	۱۷۵
پیرو مرشد سے ذکرِ خدا حاصل کرے	〃
پیر اپنے مُرید کے حالات سے آگاہ ہے	۱۷۶
پیر کے متعلق عقیدہ	〃
مقاماتِ مقدسہ کسوٹی ہے	۱۷۷
سفر بخیر انجام ہُوا	〃
سات پشتوں تک اثر	〃
حضرت کی یاد تازہ ہوجاتی	۱۷۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کشفِ عیانی حاصل ہے	۱۷۸	ضعف کے باوجود جماعت کی پابندی	۱۹۱
غیر دے در تے مُول نہ جا	〃	دیارِ حبیب کا ادب	۱۹۲
جس دعوےٰ سٹیایں دا	۱۷۹	کنارے پر پہنچادیا	〃
پیکرِ تسلیم و رضا	〃	کثرتِ درود۔ حلِ مشکلات	۱۹۳
مولوی حسین علی کا علمِ غیب	〃	اوّل و آخر درود شریف	〃
ڈاڑھی کترے کے پیچھے نماز ناجائز	۱۸۰	نسبتِ خفی و جلی	〃
نمازِ احتیاطی	〃	مُریدین کی نسبت	۱۹۴
موسیٰ زئی اور نمازِ جمعہ	۱۸۱	سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	〃
حصول کمال کے لیے مدت درکار ہے	〃	درخت فیض دیتے ہیں	〃
		حقِ خدمت ادا کیا	۱۹۵
ہمارے طریقہ میں محرومی نہیں	۱۸۲	بہشتی افراد	〃
شیعہ کو تین بد دُعائیں	〃	مولانا عبدالکریم اور خدمت	۱۹۶
نماز باجماعت کی پابندی	۱۸۳	درِ مسجد کو لازم پکڑو	〃
شریعتِ مطہرہ کی پابندی	۱۸۴	خواجہ گل حسن کا واقعۂ وفات	۱۹۷
صفیں کج۔ دِل پریشاں	〃	مرشد کی توجہ اور تکمیلِ سلوک	۲۰۲
نماز میں وساوس سے محفوظ رہنے کا طریقہ	۱۸۵	اصلی سیّد	۲۰۳
		حاجی موسیٰ ولی ہے	〃
نمازِ تسبیح	〃	مزار پر حاضری کا طریقہ	〃
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا	۱۸۷	خواجہ محمد عثمان "قیومِ زمان" تھے	۲۰۴
قوتِ لایموت	۱۸۹	نظر جنہاں دی کیمیا	〃

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ہوائی رزق	۲۰۴	خنازیر کی مرض دور ہوگئی	۲۱۵
شفا من جانب اللہ ہے	۲۰۵	حضرت کی توجہ سے لاعلاج مرض ختم	۲۱۶
دنیا دار اور حق بینی	"	تپ دق کی مریضہ شفایاب ہوگئی	"
"گلستان" قرآنی آیات کا ترجمہ ہے	"	تپ محرقہ سے نجات مل گئی	۲۱۷
خفی نسبت	"	لاعلاج مریضہ کو شفا، مشکل میں دستگیری	۲۱۸
نسبت چار قسم ہے	۲۰۶	دریا میں غرق ہونے سے بچا لیا	۲۱۹
وظیفہ اور بزرگی	"	اشارہ سے ہندو مشرف بہ اسلام ہوا	۲۲۰
تجدید بیعت	۲۰۷	تین ہندو افسر بیک وقت مسلمان ہوگئے	"
سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم میں بحث	"	بارانِ رحمت کا نزول	۲۲۱
ملازمینِ نصاریٰ کی مشابہت سے نفرت	"	راڑا شم میں نزول بارانِ رحمت	۲۲۲
فی العبور برکۃ؟	۲۰۸	گم شدہ مال مل گیا	"
جمالِ ہمنشیں	"	کافر مشرف بہ اسلام ہوگیا	۲۲۳
ایں جہان توں خالی ویسی	۲۰۹	دعا سے ذریعہ معاش مل گیا	۲۲۴
روزے میں تیل و سرمہ	"	ظالم تھانیدار کا تبادلہ	"
سرائیکی مقولہ	۲۱۰	ٹوٹے ہوئے رشتے کو جوڑ دیا	۲۲۵
کالا نہ کر بگے کوں	"	دعا سے نوجوان صالح بن گیا	"
باب سوم کرامات	۲۱۱	بیعت کا منکر، بیعت ہوگیا	۲۲۶
بیمار کو شفا مل گئی	۲۱۳	مدینہ منورہ میں طالبِ سلوک کو بیعت کا اشارہ	۲۲۸
دعا نے مرد بنا دیا	"		
لنگر کی خاکستر سے بخار جاتا رہا	۲۱۴	گناہ کی طاقت سلب کرلی	۲۳۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
پھانسی اور عمر قید سے بچالیا	۲۳۱	غائبانہ بیعت اور رقت	۲۴۸
دو فرزند عطا فرمائے	〃	حسن خاتمہ کی خبر	۲۴۹
جانور پر توجہ کا اثر	۲۳۲	مرید کا جسم قبر میں صحیح وسالم تھا	۲۵۱
مسجد کی دیوار سے پار ہو گئے	۲۳۳	خادم کا جسم صحیح اور خوشبودار تھا	〃
قوت جاتی رہی	〃	دعا کی برکت سے عزت ملی	۲۵۲
دعا کی برکت سے مقدمہ خارج ہوا	۲۳۴	دعا سے نامردی ختم	۲۵۳
اشارے سے دل کی دنیا بدل گئی	۲۳۵	خاتمہ ایمان پر ہوا	۲۵۴
چور دامن رحمت میں چھپ گیا	۲۳۶	مرتے وقت کلمہ جاری ہو گیا	〃
بروقت پہنچ کر گناہ سے بچالیا	۲۳۷	آخری وقت میں دستگیری	۲۵۵
دورانِ وعظ بد مذہب تائب ہوا	۲۳۸	بیمار کو گھر جانے کا حکم	〃
کشتی کنارے پر لگ گئی	۲۳۹	حکیم صاحب کی رسائی	۲۵۶
وعظ سے بے عمل متقی بن گئے	۲۴۰	پانی کا اثر ندارد	〃
دعا سے بارش نازل ہوئی	۲۴۱	گاڑی کو حضرت کا سلام	۲۵۷
فرمان سے موسم بدل گیا	〃	مشکلیں حل ہو گئیں	〃
خبر سے پہلے موت کا علم تھا	۲۴۲	پانچ کا کھانا چالیس پر پورا ہوا	۲۵۸
تمام واقعہ پہلے بیان کردیا	〃	آپ کی برکت سے پانی اتر گیا	۲۵۹
دعا سے ایمان مل گیا	۲۴۳	خدا نے آپ کے فرمان کی لاج رکھی	۲۶۰
ملزم بری ہو گئے	۲۴۵	جن بیعت کے لیے حاضر ہوئے	۲۶۱
وصال کے بعد تنبیہ فرمائی	۲۴۶	چیونٹیوں نے مسجد خالی کردی	۲۶۲
〃 〃 مشکل کشائی	۲۴۷	دولت اور شفا کا خزانہ مل گیا	〃

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
آزمائش کی خبر اور دستگیری	۲۶۳	وفات کے دن کی خبر	۳۱۱
دریا نے حکم تسلیم کیا	۲۶۴	قوم اجازت نہ دے گی	″
پیشین گوئیاں	۲۶۵	چلائے اور گرمی	۳۱۲
باب چہارم		اِنتقال کی خبر پہلے دی	″
مقدمہ قتل نور پور تھل	۲۷۱	محفل میں موجود ہے	۳۱۳
واقعۂ قتل و گرفتاری	۲۷۸	دِل کے ارادے پر اِطلاع	″
رہائی	۲۸۴	تمام اوقات وظیفہ میں گزاریں	۳۱۴
فیصلہ ہائی کورٹ	۲۸۷	یہ لوگ شریر ہیں	۳۱۵
باب پنجم مکاشفات	۳۰۱	اس شغل سے کیا حاصل	″
مکاشفہ کی تصدیق	۳۰۵	اسباق شروع کرو مدرسے کھل چکے ہیں	۳۱۶
بیعت ہوگا مگر سالک نہ ہوگا۔	″	اِمتحان کے لیے آنے والے کو پہچان لیا	″
اہل و عیال مسلمان ہو گئے	۳۰۶	فقیر کی دعا سے ایمان مل گیا	۳۱۷
ملاقات کا موقع دیا جائے	″	حیا آتی ہے ورنہ نام بتا دیتا	۳۱۸
شادی کی اجازت	۳۰۷	جاؤ وضو کر کے آؤ	″
جلال خان نظر نہیں آتا	″	موزوں کا ایک جوڑا اور آئے گا	۳۱۹
دِل کے خطرہ پر آگاہی	″	ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ	″
فقیر کو خدمت کی حاجت نہیں	۳۰۸	ناپاک مقتدی کی خبر	۳۲۰
دونوں مسلمان ہو جائیں گے۔	۳۰۹	گھر جانا ضروری ہے	″
بیمار کو شفا مل گئی	″	شیطانی خیال مت لاؤ	۳۲۱
رابطے کے نقصان کا نتیجہ	۳۱۰	پیر و مرشد باخبر ہے	۳۲۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خدانے بتادیا	۳۲۳	حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالےٰ	۳۷۰
منی آرڈر آگیا	۳۲۴	حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ	״
فرزند عطا ہوگا	۳۲۵	خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۱
ہمارے سلسلہ میں محرومی نہیں	״	خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۲
پیدل سفر نہ کریں	۳۲۶	خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ تعالیٰ	״
شاید تمہیں کھانا نہیں ملا	۳۲۷	خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۳
گھر چلے جاؤ	״	خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ	״
اسی وقت واپس کیا	۳۲۸	خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۴
دل کے ارادے پر واقفیت	״	خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۵
آپ کا کشف	۳۲۹	خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۶
باب ششم		خواجہ محمد بابا سماسی رحمہ اللہ تعالیٰ	״
مکتوبات	۳۳۱	خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۷
خواجہ سراج الدین صاحب کے مکتوبات	۳۳۳	خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہ اللہ تعالےٰ	۳۷۸
پیر سواگ کے مکتوبات مریدین کے نام	۳۵۹	خواجہ علاؤالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۷۹
باب ہفتم		خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۰
حالات مشائخ	۳۶۵	خواجہ عبیداللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ	״
سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۶۷	خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ تعالےٰ	۳۸۱
سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۶۸	خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۲
سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	״	خواجہ مولانا خواجگی امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ	״
حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۹	خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالےٰ	۳۸۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۴	ذکر و فکر	۴۰۴
خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۵	مراقبہ	〃
خواجہ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۶	تکمیلِ لطائف	〃
خواجہ حافظ محمد محسن رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۷	جذبہ	〃
خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ	〃	ایمان	۴۰۶
حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۸	اِسلام	〃
حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۸۹	دین	۴۰۷
حضرت شاہ ابو سعید احمدی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۱	شریعت	〃
حضرت شاہ احمد سعید احمدی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۳	افق	〃
خواجہ دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۴	افق مبین	〃
خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۵	افق اعلیٰ	〃
خواجہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۷	ادراک	〃
خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۸	جمعیت	〃
حضرت ثانی خواجہ غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۹۹	تفرقہ	〃
باب ہشتم		واسطہ	〃
اِصطلاحات و مراقبات	۴۰۱	ولایتِ کامل	〃
تصوف	۴۰۳	حال	〃
صوفی	〃	ناسوت	〃
سلوک	〃	ملکوت	۴۰۸
فقیر	۴۰۴	جبروت	〃

مضمون	صفحہ
لاہوت	۴۰۸
علمِ لدنّی	〃
توجّہ و اِلقا	〃
معجزہ	〃
کرامت	〃
معونت	〃
اِستدراج	〃
صاحبِ تمکین	〃
صاحبِ تلوین	〃
مُراقبوں کی نیّتیں:	۴۰۹
نیت مراقبہ احدیت	〃
مراقبات مشارب	〃
اول مراقبہ لطیفۂ قلب	〃
دوم مراقبہ لطیفۂ رُوح	〃
سوم مراقبہ لطیفۂ سر	۴۱۰
چہارم مراقبہ لطیفہ خفی	〃
پنجم مراقبہ لطیفہ اخفی	〃
نیت مراقبہ معیت	۴۱۱
نیت مراقبات ولایت کبریٰ	〃
ولایت کبریٰ کا پہلا دائرہ	〃

مضمون	صفحہ
ولایتِ کبریٰ کا دُوسرا دائرہ	۴۱۲
ولایتِ کبریٰ کا تیسرا دائرہ	〃
ولایتِ کبریٰ کی قوس	〃
مراقبہ اسم الظاہر	۴۱۳
مراقبہ اسم الباطن	〃
مراقبہ کمالاتِ نبوّت	〃
مراقبہ کمالاتِ رسالت	〃
مراقبہ کمالات الوالعزم	〃
مراقبہ حقیقتِ کعبۂ ربّانی	〃
مراقبہ حقیقتِ قرآن مجید	۴۱۴
مراقبہ حقیقتِ نماز	〃
مراقبہ معبودیتِ صرفہ	〃
مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی علیہ السلام	〃
مراقبہ حقیقتِ موسوی علیہ السلام	〃
مراقبہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	〃
مراقبہ حقیقت احمدی	۴۱۵
مراقبہ حقیقت صرفہ	〃
مراقبہ دائرہ لاتعیّن	〃
ختم ہائے جمیع خواجگان نقشبندیہ	۴۱۶
ختم اول	〃

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ختم دوم	۴۱۸	ایضاً مثلِ اوّل	۴۴۶
ختم سوم	۴۲۰	〃 مثل فوائد بالا	〃
سلسلہ شریفہ نقشبندیہ (فارسی)	۴۲۲	〃	〃
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (اردو)	۴۲۴	〃	〃
باب نہم		سلس البول ۔ جریان ۔ افراطِ حیض	۴۴۷
تعویذات و عملیات	۴۳۱	نکسیر دائمی کے لیے	〃
طریقۂ تلاوتِ حزب البحر	۴۳۳	بچے کی بدخوئی	〃
در ذکر منازل حصن الحصین للجزری	۴۳۸	نظر بد	〃
دلائل الخیرات پڑھنے کا طریقہ	۴۳۹	چیچک	〃
عمل سورۃ یٰسین	۴۴۱	بُرے ہمسائے کو دفع کرنا	۴۴۸
عمل سورۃ مزمل	۴۴۲	دردِ سر	〃
حصول مطالب ہر قسم	۴۴۳	رُوٹھے کو منانا	〃
دشمنوں پر فتح مندی حاصل ہو	〃	دفع مشکل، احضار غائب، شفاء مرض	〃
گم شدہ چیزوں کا ڈھونڈنا	〃	دیوانہ کتا کاٹے	〃
استخارہ	〃	افسر کے غصہ سے بچنے کے لیے	۴۴۹
شفاء امراض / درد سر	۴۴۴	جمیع امراض کے لیے	〃
برائے دفع جن	〃	۳۳ آیاتِ قرآنیہ	〃
گم شدہ کی بازیابی	۴۴۵	برائے چیچک	۴۵۳
برائے ہر حاجت	〃	اسماء اصحابِ کہف	〃
برائے بندش بول و براز اور پتھری مثانہ	۴۴۶	قضاء حاجات	۴۵۴

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جنات کی سنگ باری	۴۵۴	دافعِ بواسیر	۴۶۲
علاجِ عقیمہ	۴۵۵	دافعِ درد	″
حفظِ جنین در شکمِ مادر	″	مال جلدی فروخت ہو	۴۶۳
دفعِ مشکل	۴۵۶	تیزیٔ ذہن	″
برائے دردِ زہ	″	بچے کا رونا	″
اولادِ نرینہ کے لیے	″	برائے دفعِ طحال	۴۶۴
مسان (بچہ زندہ نہ بچتا ہو) کے لیے	۴۵۷	یرقان	″
جو عورتیں لڑکیاں جنتی ہوں	″	ختمِ قادریہ	″
گل گھوٹو کا دفع کرنا	″	دُوسری شادی کی خواہش	۴۶۵
دفعِ زنا	″	برائے حُبّ	″
مرضِ لا دوا	۴۵۸	تعویذ ہر شئے کے لیے	۴۶۶
گم شدہ چیز کی بازیابی	″	بقائے حمل کے لیے	″
برائے تپ لرزہ	″	برائے ناف کاٹنا	″
خنازیر	۴۵۹	تعویذ دردِ سر	۴۶۷
ضعفِ بصر	۴۶۰	دردِ چشم	″
مرگی کے لیے	″	طلسم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ	۴۶۸
برائے امراضِ سخت	″	عمل	″
بچے کا آفات و امراض سے محفوظ رہنا	۴۶۱	دردِ دنداں، دردِ سر، درد ریاح۔	۴۶۹
محافظتِ زراعت	″	سفر سے بخیر و خوبی واپسی	″
دافعِ تپ ہر قسم	۴۶۲	مطالبِ دینی و دنیوی کے حصول کے لیے	″

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تعویذات حضرۃ ثانی صاحب	۴۷۰	مرگی ۔ ام الصبیان	۴۷۶
مکھن اور دودھ زیادہ ہو	"	**باب دھم**	
ایضاً مکھن زیادہ ہو	"	خلفاء حضرت پیر سواگ	۴۷۷
دردِ کان یا کان بند ہو	۴۷۱	حضرت خواجہ گل حسن مرشد آبادی	۴۷۹
دردِ دندان	"	خواجہ محمد عبداللہ المعروف پیر بارو	۴۸۳
باری کے بخار کے لیے	۴۷۲	حضرت باباجی صاحب دریا شریف	۴۸۹
رکاوٹِ آندھی	"	حضرت خواجہ غلام قاسم صاحب کبھوڑہ شریف	۴۹۴
بندش ژالہ باری	"	حضرت خواجہ محمد اسد خان ترین	۴۹۹
فراخیٔ رزق	"	حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی	۵۰۱
برائے ہر مشکل	"	حضرت مولانا عبدالکریم جام پوری	۵۰۹
فالنامہ اصلی	۴۷۳	حضرت پیر سواگ کے دیگر خلفاء	۵۱۰
طریقۂ فال	"	نقل اجازت نامہ	۵۱۳
دافع جمیع آفات وبلیات	۴۷۴	**خاتمہ در**	
ہر مشکل کا حل	۴۷۵	**قصائدِ مدحیہ**	۵۱۵
بچھو کا درد	"	(۱) از سید راجن علی شاہ نویں کوٹی	۵۱۷
دردِ طلوعی	"	(۲) از محترم محمد امین صاحب بہاولپور	۵۱۹
جمیع امراضِ جانوران	"	(۳) از محترم غلام محمد نگین صاحب	۵۲۱
برائے زیادتیٔ ذہن	۴۷۰	**تمت بالخیر**	

سخنِ گفتنی

صاحبزادہ احمد حسن الحسنی

آستانہ عالیہ سواگ شریف (لیہ)

قدوۃ الاولیاء، سراج الاصفیاء، قطبِ دَوران، غوثِ زمان، خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ غلام حسن سواگ قدس سرہ العزیز کا تذکرۂ حیات پہلی مرتبہ ۱۳۵۹ھ میں فارسی زبان میں شائع ہُوا۔ اس کے مُؤلّف حضرت مولانا ابن الصدیق عبد الکریم بلوچ احمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ (جام پور، ڈیرہ غازی خان) نے اس کا نام "ملفوظاتِ حسنیہ" رکھا۔

مولانا موصوف کتاب کے اوّل میں رقم طراز ہیں:

> "می گوید احقر عباد اللہ الصّمد عبد الکریم ابن مولانا مولوی صدیق محمد غفر اللہ لہما نقشبندی مشرباً، حنفی مذہباً بعد از فراغتِ علم بوساطتِ بعض اولیا مشتِ خاکِ سیاہ نسخۂ وجودِ خود بدامنِ درویشاں آلودم۔ و خاک روبیٔ درِ ایشاں را سعادت یقین کردہ۔ ہنوز کہ عمرم بچہل رسیدہ ہیچ عملِ صالح نیندوختہ۔ این چند سلکِ جواہر بعضے از حالات و کرامت ہا و کلامِ فیض نظام حضرت قطب الاولیاء، غوث الشیخ و الشاب، عُمدۃُ الاولیاء، سند الاتقیاء، برہان الشریعۃ، مقتداء طریقت، وسیلتنا الی ذی المنن حضرت خواجہ غلام حسن جمع نمود، وسیلۂ

نجاتِ اُخروی پندارد ۔ امید کہ مقبولِ بارگاہِ ایزدی خواہد شد ۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ نامش "ملفوظاتِ حسنیہ" داشتہ ۔ مشتمل بر مقدمہ و ہفت ابواب و یک خاتمہ ۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

* * *

احقر عباد اللہ الصمد عبد الکریم ابنِ مولانا مولوی صدیق محمد غفر اللہ لہما نقشبندی مشرباً و حنفی مذہباً عرض پرداز ہے کہ فراغتِ علم کے بعد میں نے بعض اولیاء کی وساطت[1] سے اپنے نسخۂ وجود کی مُٹھی بھر خاکِ سیاہ کو درویشوں کے دامن سے وابستہ کیا ۔ اور اُن کے درگاہ کی خاک روبی کو سعادت سمجھا ۔ اب جبکہ میری عُمر چالیس برس تک پہنچ چکی ہے ۔ اور اعمالِ صالح کا کوئی توشہ موجود نہیں، یہ چند موتی کی لڑیاں جمع کی ہیں ۔ جو کہ قطب الاولیاء، غوث الشیخ و الشاب، عمدۃ الاولیاء، سند الاتقیاء، بُرہانِ شریعت، مقتدائے طریقت، وسیلتنا الیٰ ذی المنن حضرت خواجہ غلام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض حالات و کرامات اور کلامِ فیض نظام پر مشتمل ہیں ۔ میں اسے وسیلۂ نجاتِ اُخروی سمجھتے ہُوئے بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کا امیدوار ہوں اور یہ اللہ تعالےٰ پر کُچھ دشوار نہیں ۔ اس کا نام "ملفوظاتِ حسنیہ" رکھا گیا ۔ اور یہ کتاب ایک مقدمہ ، سات ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اس کتاب کی اِشاعت کے کچُھ عرصہ بعد حضرت پیر سواگ کے خُدام نے محسوس کیا کہ حضرت کے ملفوظات، اِرشادات اور فیوض و برکات کو عام کرنے کا مقصد پُورا نہیں ہوسکا۔ کیونکہ "ملفوظاتِ حسنیہ" سے صرف فارسی خواں حضرات ہی مُستفید ہوسکے ہیں۔ چنانچہ حضرت ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مُطابق "ملفوظاتِ حسنیہ" کا اُردو ترجمہ مولانا احمد بخش قیصرانی اور مولوی محمد حیات صاحب آف ڈیرہ اسماعیل خان کی کوشش سے ۱۳۷۰ھ میں شائع ہُوا۔ جس کا نام "فیوضاتِ حسنیہ" تجویز کیا گیا۔

"فیوضاتِ حسنیہ" کے آخر میں سالِ اشاعت اشعار میں ذِکر کیا گیا ہے ؎

صد شکر فروزاں ہُوئی شمعِ کمالات
تابندہ ہُوئے جس سے پر اسرار مقامات

یہ گنجِ کرامات اور سالِ ترتیب
ہاتف نے بتایا مجھے "گنجِ فیوضات"
۱۳۷۰ ھ

اس کے بعد ۱۴۰۱ھ میں مولانا محمد اقبال صاحب بارَوی نے خوبصورت ادبی انداز میں "شہباز قدس" کے نام سے حضرت کی سوانح حیات لیّہ سے شائع کی۔

حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات، اور آپ کے ارشادات و کرامات کی اشاعت کے سلسلہ میں یہ تمام

کوششیں قابلِ قدر اور قابلِ تعریف ہیں۔ مگر ایک عرصہ سے اکثر پیر بھائیوں کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا رہا کہ ۱۳۷۰ھ میں عام فہم اُردو زبان میں شائع ہونے والے "فیوضاتِ حسنیہ" کے نسخہ کو دوبارہ شائع کیا جائے، تاکہ عوام اور خواص یکساں طور پر مستفید ہوسکیں۔

راقم الحروف نے پیر بھائیوں کے اس مطالبہ کو پُورا کرتے ہُوئے اِشاعت کے جدید تقاضوں کے مُطابق خوبصورت، اور دیدہ زیب انداز میں پُوری تصیح و تجدید کے ساتھ "فیوضاتِ حسنیہ" کی از سرِ نو اِشاعت کا اِہتمام کیا۔ اور اس اہم کام کی ذمّہ داری صاحبزادہ ابوالانوار محمد عبد الرحمٰن صاحب الحسنی شاہ والا شریف کو سونپی۔

صاحبزادہ صاحب نے جس محنت اور حسن و خوبی کے ساتھ اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اور مزید یہ کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ثانی قدس سرہ العزیز کی حیاتِ طیّبہ کا جو اجمالی خاکہ "تعارف" کے عنوان سے اِنتہائی دِل نشین انداز میں لِکھ کر کتاب کی اِبتدا میں شامل کیا۔

اس پر دِل کی گہرائیوں سے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے عِلم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور حضرت پیر سواگ کا فیضان ہمیشہ ان کے شاملِ حال رکھے۔ (آمین)

اُستاذ العلماء، ملک المدرسین، جامع معقول و منقول حضرت علامہ الحاج مولانا عطا محمد صاحب چشتی، گولڑوی، بندیالوی، پدھراڑوی

دامت برکاتہم العالیہ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی گوناگوں علمی و تدریسی مصروفیات کے باوجود میری درخواست پر حضرت پیر سواگ کی شخصیت پر خصوصًا اور شانِ اولیاء کے موضوع پر عمومًا ایک انتہائی محققانہ مقالہ سپردِ قلم فرما کر کتاب کی زینت کو دوبالا فرمایا ۔ دعا ہے کہ ربِ کعبہ ان کا سایۂ رحمت دراز فرمائے ۔ اور اہلِ حق کو تا دیر ان کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمائے ۔ آمین ۔

حضرت مولانا علامہ عبد الحکیم صاحب شرفؔ قادری زید مجدہٗ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے "تقریب" کے عنوان سے حضرت پیر سواگ کی حیاتِ طیبہ پر ایک جامع اور مُختصر تحریر سپردِ قلم فرمائی ۔

خدائے بزرگ و برتر ان حضرات کی مساعئ جمیلہ کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت ، اور ہماری اس کاوش کو زیورِ قبولیت سے آراستہ فرمائے ۔

تمام مُریدین ، متوسلین اور مُعتقدین کو "فیوضاتِ حسنیہ" سے کماحقہٗ مستفیض ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ۔

صاحبزادہ احمد حسن
دربار عالیہ پیر سواگؒ
ضلع لیہ

فقر

چیست فقر اے بندگانِ آب و گِل　　یک نگاہِ راہ بیں یک زندہ دِل
فقر کارِ خویش را سنجیدن است　　بر دو حرفِ لا اِلٰہ پیچیدن است
برگ و ساز او ز قُرآنِ عظیم　　مردِ درویشے نہ گنجد در گلیم
گرچہ اندر بزم کم گوید سخن　　یک دمِ او گرمیٔ صد انجمن
با سلاطین در فتد مردِ فقیر　　از شکوہِ بوریا لرزد سریر
قلب او را قُوّت از جذب و سلوک　　پیشِ سُلطاں نعرۂ او لاملوک
فقرِ قُرآں احتسابِ ہست و بود　　نے رباب و مستی و رقص و سرود
فقرِ عُریاں گرمیٔ بدر و حنین　　فقرِ عُریاں بانگِ تکبیرِ حسین

بر عیارِ مُصطفیٰ خود را زند
تا جہانِ دیگرے پیدا کُند

86683

هدیۂ عقیدت

بحضور

جناب حضرت خواجہ غلام حسن سواگ قدس سرہ العزیز

از نتیجۂ فکر:

ابوالاسرار صاحبزادہ محمد اسماعیل صاحب فقیر الحسنی

شاہ والا شریف

یا غلامِ حسن بادشاہِ زمن، ہے بلندی پہ کتنا مقام آپ کا
ہر زباں پر ہے مدح و ثنا آپ کی، ایک اک دل میں ہے احترام آپ کا

بزمِ عرفاں ہو یا عالمِ آگہی آپ کے نام نامی سے ہے روشنی
ہر طرف ہے مچی دُھوم سی آپ کی چار سو چل رہا ہے نظام آپ کا

اللہ اللہ نظر میں یہ تاثیر تھی دِل مسخر ہوئے جاں مُنور ہوئی
آگیا اِنقلاب عالمِ کُفر میں، کیا اثر آفریں ہے پیام آپ کا

معدنِ خیر و برکت ہے ذات آپ کی مخزنِ علم و حکمت ہے بات آپکی
روز و شب لُٹ رہے ہیں خزانے نئے فیض جاری رہے صبح و شام آپ کا

وجہِ آرامِ جاں ذکرِ خیر آپ کا، اور یاد آپ کی وجہِ تسکینِ دل
اس میں ٹھہریں گی کیا دہر کی ظلمتیں لوحِ دِل پر جو ہے نقش نام آپ کا

جس کو دیکھو وہ بھرتا ہے اُلفت کا دم کردیے سر عقیدت سے ہر اک نے خم
اِک فقیرِ حزیں پہ ہی موقوف کیا، سب زمانہ ہُوا ہے غلام آپ کا

ہدیۂ عقیدت

بحضور حضرت ثانی خواجہ غلام محمد سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ

از نتیجۂ فکر:

ابو الاسرار
صاحبزادہ محمد اسماعیل صاحب الحسینی

شاہ والا شریف

تُو مرکزِ رُوحانی
تُو مصدرِ ایمانی
تُو منبعِ عرفانی
تُو مَعدنِ ایقانی
اے ثانیٔ لا ثانی

تُو پَیکرِ نُورانی
تُو سرورِ صمدانی
تُو رہبرِ انسانی
تُو گوھرِ عُثمانیؒ
اے ثانیٔ لا ثانی

تُو جلوۂ جانانی
تُو خواجۂ لافانی
تُو نقشۂ حقّانی
تُو لمعۂ بُرہانی
اے ثانئ لا ثانی

تُو عارفِ یزدانی
تُو عالمِ ربّانی
تُو عاشقِ سُبحانی
تُو عابدِ رحمانی
اے ثانئ لا ثانی

یہ دَور ہے طُوفانی
ہَٹ جائے پریشانی
مِٹ جائے پشیمانی
اِک نظرِ نگہبانی
اے ثانئ لا ثانی

نہ شوکتِ سُلطانی
نہ سطوتِ خاقانی
نہ تختِ سُلیمانی
دے در کی ہی دربانی
اے ثانیٔ لا ثانی

دے درد کی درمانی
انوار کی تابانی
جلووں کی فراوانی
از مرشدِ دامانیؒ
اے ثانیٔ لا ثانی

اِک عبدِ حقیر آیا
اُلفت کا اسیر آیا
ہے دَر پہ فقیر آیا
کرنے کو مدح خوانی
اے ثانیٔ لا ثانی

مُرشد ہمیں کیا دیتے ہیں

از: استاذالشعراء عزیزؔ حاصل پوری

پُوچھتے کیا ہو کہ مُرشد ہمیں کیا دیتے ہیں
دردِ دِل دیتے ہیں پھر اس کی دوا دیتے ہیں

اہلِ ایماں کی نگاہوں کے مناظر دیکھو
آنکھوں آنکھوں میں وہ پیغامِ وفا دیتے ہیں

اولیا واقعی ہوتے ہیں خُدا کے بندے
ملنے والوں کو خُدا سے بھی ملا دیتے ہیں

جب میں کہتا ہوں ملے ساغرِ عشق و مستی
میرے مُرشد مجھے آنکھوں سے پلا دیتے ہیں

اُن کا اِحسان جزا کے نہیں رہتا قابل
کرکے اِحسان جو اِحسان جتا دیتے ہیں

یاد رکھتے ہیں دُعاؤں میں جو دِن رات ہمیں
ہم عزیزؔ ان کی دُعاؤں کو دُعا دیتے ہیں

تقدیم

استاذ العلماء

ملک المدرسین جامع معقول ومنقول

حضرۃ علامہ عطا محمد چشتی بندیالوی

ڈھوک دھمن پدھراڑ (خوشاب)

۴۸۶
۹۲

تقدیم

○ از قلم رئیس المدرسین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ ○

عطا محمد صاحب

چشتی گولڑوی بندیالوی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ

فقیر عطا محمد چشتی گولڑوی اخوان اہل سنت کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ جناب صاحبزادہ احمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ حسن آباد سواگ شریف اپنے مورثِ اعلیٰ و جدِ امجد شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام حسن صاحب قدس سرہ العزیز کے ملفوظاتِ شریفہ کی اشاعتِ نو کا ارادہ رکھتے ہیں۔

چونکہ اس فقیر کو بھی حضرتِ اعلیٰ سواگ شریف کی زیارت کا شرف حاصل ہے، اس لیے جناب صاحبزادہ صاحب نے

از راہِ کرم بندہ کو بھی اپنے جدِ امجد کے متعلق کچھ تحریر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ تاکہ اسے بھی ملفوظاتِ مقدسہ میں شامل کیا جائے ــــــ کیونکہ ارشادِ گرامی ہے کہ "بذکر الصالحین تنزل الرحمۃ" اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا ذکر رحمت خداوندی کے نزول کا سبب ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ فقیر اپنی بے بضاعتی کے باوجود آفتابِ عالم تاب حضرت پیر سواگ پر کچھ لکھنے کی جسارت کرتا ہے۔

ہم نے اپنے مشائخ سے سُنا ہے کہ صالحین کے غلط ملفوظات ذکر کرنا اس طرح ہے جیسا کہ احادیثِ موضوعہ (بناوٹی احادیث) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا ــــــ اس لیے یہ فقیر حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وہ حالات و ملفوظات ذکر کرے گا جو چشم دید ہیں اور آنحضرتؒ سے خود سماعت کیے گئے ہیں۔ یا نہایت باوثوق ذریعہ سے بندہ تک پہنچے ہیں۔

نیز اس فقیر کو چونکہ حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف بہت کم حاصل ہُوا ہے لہٰذا مختصر حالات پر اکتفا کیا گیا۔

بندہ ابتداءً اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند مستند فضائل ذکر کرتا ہے:

حدیث قدسی ہے:

عن ابی هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الیّ عبدی بشیءٍ احب الیّ مما افترضت علیہ ولا یزال

عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبتہٗ فاذا احبتہٗ فکنت سمعہٗ الذی یسمع بہٖ و بصرہ الذی یبصر بہٖ و یدہٗ التی یبطش بہا و رجلہ الذی یمشی بہا۔ و ان سألنی لأعطینہٗ۔ ولئن استعاذنی لاعیذ نہ۔ وما ترددت عن شیءٍ انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بد منہ۔[لہ]

خلاصۂ حدیث شریف یہ ہے کہ اللہ ربُّ العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ جو انسان میرے ولی کے ساتھ عداوت اور دُشمنی رکھتا ہے (وہ میرا دشمن ہے) اور میں نے اُس سے اِعلانِ جنگ کیا ہے۔ اور میرا بندہ فرض کی ادائگی سے جتنا میرا قُرب حاصل کرتا ہے' دُوسرے کسی عمل سے اتنا قرب حاصل نہیں کرتا (فرض کی ادائگی کے بعد) وہ نفلی عبادت سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور درجۂ محبوبیت کے بعد میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر کسی شے سے پناہ مانگتا ہے تو میں یقیناً اس کو پناہ دیتا ہوں۔ اور کسی کام میں مجھے تردّد نہیں ہُوا (کہ یہ کام کروں یا نہ؟) البتہ ایک مقام پر مجھے تردد ہوتا ہے کہ میری تقدیر میں میرے بندے کی موت کا وقت آجاتا ہے اور وہ اس کو مکروہ جانتا ہے (ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ اپنے رب کی مزید عبادت کرلے) اور میں اپنے بندے کی اس ناراضگی کو

لہ : بخاری شریف

مکروہ جانتا ہوں (یعنی جس چیز کو میرا بندہ پسند نہیں کرتا میں اس کو مکروہ جانتا ہوں۔ لیکن چونکہ تقدیر میں موت کا وقت آچکا ہے لہٰذا) اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس حدیثِ پاک سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

فائدہ اول:۔

یہ کہ تجسس اور تتبع کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے صرف دو آدمیوں سے اعلانِ جنگ کیا ہے:

۱۔ سُود خوار سے۔ اور اس کا ذکر قرآنِ پاک میں اس انداز سے فرمایا: "فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" یعنی اے سُود کھانے والو خُدا اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ لڑائی اور جنگ کا یقین کرلو۔ اور جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

۲۔ اُس آدمی سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے جو اللہ تعالٰی کے کسی ولی کے ساتھ دُشمنی رکھتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث پاک سے معلوم ہُوا ہے۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ جس طرح محبّت کا تعلق دِل سے ہوتا ہے، اِسی طرح عداوت اور دُشمنی کا تعلق بھی دِل سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وعید سے بچنے کے لیے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے دِل میں جھانکے۔ کیا کسی ولی اللہ کی عداوت تو اس میں موجود نہیں؟

اللہ تعالٰی تمام لوگوں کو اُن نام نہاد مُسلمانوں کے شر سے بچائے جو اولیاء اللہ کے احترام اور ان کی تعظیم کو شرک سے تعبیر کرکے رات دن اولیاء اللہ سے متنفر کرنے کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ (آمین)

تتبع کے باوجود کسی تیسرے آدمی کا علم نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اعلانِ جنگ کیا ہو۔

فائدہ دوم

مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں فرائض و نوافل کو پابندی سے ادا کرنے والوں کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا اِرشاد ہے کہ میں اُن کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں۔ اس کے متعلق علماء مفسرین و محدثین نے دو قول کتبِ مذہب میں نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

پہلا قول یہ ہے کہ اس بندے کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوجاتے ہیں۔ اور وہ بندہ ان تمام اعضاء کو اُسی جگہ اِستعمال کرتا ہے جس جگہ اِستعمال کرنے کا اُسے حُکم دیا گیا۔ اور جہاں اِستعمال کرنے سے اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

دُوسرا قول: اس کا ذِکر امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ تعالےٰ نے تفسیر کبیر میں کیا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

"وكذالك العبد اذا واظب على الطاعات بلغ المقام الذى يقول الله جلّ وعلا كنت له سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال الله سمعًا له سمع القريب والبعيد و اذا صار ذالك النور بصرا له رأى القريب والبعيد و اذا صار ذالك النور يدا له قدر على التصرف فى السعب والسهل والبعيد والقريب"

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ جب طاعات و عبادات پر مداومت و مواظبت اختیار کرتا ہے تو ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں کہ میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نُور اس کے کانوں میں آجاتا ہے اور وہ اس نُور کے ذریعے قریب اور بعید سے سُنتا ہے اور جب یہ نُور اُس کے ہاتھوں میں آجاتا ہے تو وہ اللہ کا ولی مُشکل اور آسان اُمور میں تصرّف کرتا ہے۔ اور بعید اور قریب میں ہاتھ بڑھا کر مُشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔

حدیث شریف کے متعلق عُلماء مُفسّرین و مُحدّثین نے جو دو قول بیان کیے ہیں، اہلِ سُنّت و جماعت ہر دو کو حق جانتے اور مانتے ہیں ہر دو قول میں کوئی تخالف اور تضاد نہیں۔ یعنی ولی کے مذکورہ اعضاء اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع بھی ہیں اور ولی قریب و بعید سے سُنتا اور دیکھتا بھی ہے اور قریب و بعید کی مُشکلات کو حل بھی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ مشکل اور تنگی کے وقت میں اولیاء اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا از رُوئے حدیث پاک ثابت و جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہُوا کہ اولیاء اللہ اپنے تصرّف کے ذریعے مُشکلات حل فرماتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے نُور کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس کا انکار درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طاقت کا اِنکار ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ سے بغض و عداوت موجود ہے وہ اس قولِ دوم کا اِنکار کرتے ہیں، جیسے امام رازی نے ذکر کیا ہے۔ اور قولِ اوّل کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، کہ علماء نے حدیث پاک کا یہ معنی بیان کیا ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ قول اوّل سے قول دوم کی نفی لازم نہیں آتی۔

فائدہ سوم:

مذکورہ بالا حدیث پاک میں جس "تردّد" کا ذکر کیا گیا ہے اُس کا حقیقی معنی اللہ رب العزّت کی ذات میں مُحال ہے۔ اس کا ذکر صرف بندوں

کو سمجھانے کے لیے کیا گیا کہ جب تمھیں کسی کام میں تردّد ہوجائے تو عجیب قسم کی کشمکش میں مُبتلا ہوجاتے ہو کہ یہ کام کریں یا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ولی کے ساتھ جو محبّت ہے اس کو اپنے تردّد پر قیاس کرلو۔ حدیثِ پاک میں تردّد سے مُراد یہ ہے کہ جب اللہ کا ولی موت کو مکروہ جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر کو پُورا کرنے کے لیے اس ولی پر ایسی نظرِکرم فرماتا ہے کہ اس سے موت کی کراہت دُور ہوجاتی ہے۔ اور موت پر خوش ہوکر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو برضا و رغبت قبول کرتا ہے۔ اور اس کی مساءۃ و ناراضگی جسے اللہ تعالیٰ مکروہ جانتا ہے، خُوشی میں بدل جاتی ہے۔

فائدہ چہارم:

قرآنِ کریم میں اللہ جلّ شانہٗ کو "ربّ العالمین" فرمایا گیا۔ اور "العالمین" عالم کی جمع ہے۔ اور عالم "الہ" کا صیغہ ہے۔ جس چیز سے کسی شَے کا عِلم آئے اور جو چیز کسی کے وجود پر دلیل ہو اس کو عالم کہا جاتا ہے ـــــ چونکہ عالم کا ہر ذرّہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے، اس لیے اس کو عالم کہا جاتا ہے۔ اور عالم موجود ماسوی اللہ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور معدومات پر عالم کا اِطلاق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی توحید یہ ہے کہ اس کو دلیل سے حاصل کیا جائے کیونکہ عالم کا ہر ذرّہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید کی دلیل ہے۔ لہٰذا اس عالم کا جتنا زیادہ کسی کو علم ہوگا۔ اتنی ہی اس کی توحید کامل ہوگی اور جس کو عالم کا تھوڑا علم ہوگا۔ اس کی توحید ناقص ہوگی۔ اس لیے اہلِ سُنّت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کی

ہر چیز کا علم ہے۔ لہٰذا آپ کی توحید کامل اور مکمل ہے۔ اور اگر کسی نام نہاد مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ عالم کی فلاں چیز کا علم حضورؐ کو عطا نہیں ہُوا، یا آپ فلاں فلاں چیز کو نہیں جانتے تو گویا وہ شخص حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توحید کو (العیاذ باللہ) ناقص اور غیر مکمل خیال کرتا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ عالم کی تمام اشیاء مُتناہی اور محدود ہیں اور عارف باللہ پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اس کو عالم کی تمام اشیاء کا عِلم آجاتا ہے اور اس کی توحید مکمل ہوجاتی ہے۔ اس کو "سَیر اِلی اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہ سَیر متناہی اور محدود ہے۔ عارف باللہ اس کو ختم کرلیتا ہے۔ اس کے بعد "سَیر فی اللہ" شروع ہوتی ہے۔ یعنی عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عِلم آنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہ سَیر غیر متناہی اور لامحدود ہے۔ عارف اس میں ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور یہ سَیر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مذکورہ بالا حدیث پاک میں جو فرمایا گیا کہ لا یزال عبدی یتقرب اِلیّ (الحدیث) اس میں "سَیر فی اللہ" کا ذِکر ہے۔ اور "سَیر اِلی اللہ" کا ذکر قرآن پاک کی اس آیتِ مُبارکہ میں ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں مجاہدہ کرتے ہیں، ہم اُنھیں اپنے راستوں تک پہنچاتے ہیں یا اپنے راستے دِکھلاتے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے اس کے وجود اور توحید کے دلائل ہیں اور وہ دلائل عالم کی ہر چیز ہے۔ یہاں تک "سَیر" کی دو قسموں کا ذِکر ہے۔ "سَیر اِلی اللہ" اور "سَیر فی اللہ" سیر کی یہ دو قسمیں اُن

اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہوجاتی ہیں جو نبی نہیں ہیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام کو عمومًا اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خصوصًا ہر دو قسم سیر بطریقِ اولیٰ حاصل ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "سیر الی اللہ" اور "سیر فی اللہ" کا تو کوئی تصوّر ہی نہیں کرسکتا۔

قرآن پاک میں ارشادِ ربّانی ہے: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اس آیت شریف میں "اُولیٰ" اور "آخرۃ" سے مُراد صرف دُنیا اور قیامت ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر آنے والی ساعت اور ہر آخری گھڑی پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے: اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ آپ کا اِرشاد ہے کہ میرے دِل پر پردے چڑھائے جاتے ہیں اور میں دِن میں سَو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ محمد عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں[1] کہ اس حدیث پاک کا معنی سمجھنے میں علماء مُحدّثین حیران ہیں کہ قلبِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ازکیٰ اور اطہر ہے اس پر "پردہ" کا کیا معنیٰ؟

تو اِس حدیثِ پاک میں "سیر فی اللہ" کی طرف اشارہ ہے کہ ساعت اوّل میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "سیر فی اللہ" کے ایک مرتبہ پر سرفراز ہوتے ہیں۔ پھر دُوسری ساعت میں "سیر فی اللہ" میں ترقی ہوتی ہے اور وہ ترقی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں ساعتِ اوّل کی ترقی گناہ معلوم ہوتی ہے اور اسی سے

---

[1] اشعۃ اللمعات

استغفار فرماتے ہیں۔ اور سیر فی اللہ میں یہ ترقی ابدالآباد تک ہے ___ مطلب یہ ہُوا کہ آپ اس ظاہری حیاتِ دُنیوی میں بھی سیر فی اللہ میں ترقی کرتے رہے اور اب عالمِ برزخ میں بھی ترقی فرما رہے ہیں، اور قیامت اور جنّت میں بھی یہ ترقی کرتے رہیں گے اور چونکہ "سیر فی اللہ" غیر مُتناہی اور لامحدود ہے لہٰذا نہ تو "سیر فی اللہ" ختم ہوگی۔ اور نہ اس میں ترقی ختم ہوگی۔ اور پہلی ساعت و دُوسری ساعت ہر دو کی ترقی میں اِتنا فرق ہے کہ پہلی ساعت کی ترقی دُوسری ساعت کی ترقی کے مقابلہ میں گناہ معلوم ہوتی ہے اور اسی سے اِستغفار کرتے ہیں۔ اور یہ معاملہ ابد الآباد تک جاری رہے گا۔ تو ثابت ہُوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو سیر فی اللہ میں ترقی فرما رہے ہیں اور ابد الآباد تک ترقی کرتے رہیں گے اس کا تصوّر اور احاطہ مشکل تر ہے۔

اب ہم یہاں شیخ محقق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو اُنھوں نے اسی حدیث کے سلسلہ میں سپردِ قلم کی ہے:

"کان یکشف علی قلبه الشریف فی کل ساعة من انوار صفات الحق وکان یترقی فی کل اٰنٍ فی هذه التجلیات و یعد بعد الترقی الی درجة الفوق ما تحتها بمشابهة ذنبٍ یستغفر منه وهکذا حال قلبه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دائما بل الی ابد الاٰباد"[1]

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے انوار کی تجلّی پڑتی ہے اور آپ ان تجلیات میں ہر آن و ہر لحظہ ترقی کرتے رہتے

---

[1] لمعات

ہیں، اور جب اُوپر کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں تو فوقانی اور تحتانی ہر دو درجہ میں اِتنا فرق عظیم ہوتا ہے کہ نچلے درجہ کو بمنزلہ گناہ کے خیال فرماکر اس سے توبہ فرماتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر کا دائما بلکہ ابد الآباد یہی حال ہے۔

قرآن پاک میں جو وارد ہے کہ "وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی" اس آیتِ مُبارکہ کا یہی مطلب ہے جو اُوپر ذکر کیا جاچکا ہے۔ اور یہی حالت اولیاء اللہ کی ہے۔

فائدہ چہارم کا خلاصہ یہ ہُوا کہ اہل سُنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ظاہری اور دنیوی زندگی میں "سیر الی اللہ" ختم کرچکے ہیں۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ آپ کو عالم کے ہر ذرہ کا علم ہو اور آپ اپنی ظاہری زندگی میں "سیر فی اللہ" میں شروع ہوچکے ہیں۔ لیکن چونکہ سیر لامحدود ہے لہٰذا کبھی ختم نہ ہوگی۔

یہاں ایک دُوسرا عقیدہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کی ہر چیز کا علم نہیں۔ اب ان کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو پوری "سیر الی اللہ" ہی حاصل نہیں۔ لہٰذا آپ "سیر فی اللہ" میں شروع ہی نہیں ہُوئے۔ اور جب آپ "سیر فی اللہ" میں شروع نہیں ہُوئے اور "سیر الی اللہ" ختم نہیں کی تو ان عقیدہ والوں کے نزدیک کسی ولی کی "سیر الی اللہ" ختم نہیں ہوتی اور کوئی ولی "سیر فی اللہ" میں داخل نہیں ہُوا۔ تو گویا ان کے نزدیک "سیر" کا ایک ہی قسم ہُوا۔ "سیر الی اللہ"۔ حالانکہ مستند تفاسیر میں "سیر" کے دو قسم مذکور ہیں۔ اس اِنکار کی وجہ بغور یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مکتبۂ فکر کے دل میں اولیاء اللہ اور

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بغض بھرا ہُوا ہے۔ ورنہ وہ ایسی غیر معقول بات ہرگز نہ کرتے۔

فائدہ پنجم:

حدیثِ بالا میں مذکور ہے کہ اللہ کا ولی اللہ تعالیٰ سے اگر کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو مسئولہ چیز اسے عطا کردی جاتی ہے اور اگر کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دے دی جاتی ہے۔ حدیثِ پاک میں اس امر کا ذکر نہیں کہ اللہ کا ولی اپنے لیے اس چیز کا سوال کرتا ہے اور اپنے لیے پناہ مانگتا ہے، یا اس کا سوال اور پناہ دُوسرے لوگوں کے لیے ہوتے ہیں، تو چونکہ حدیثِ پاک میں یہ تعیّن نہیں ہے تو معلوم ہُوا کہ یہاں عمومًا مُراد ہے۔ اللہ کا ولی اپنے لیے سوال کرے، یا غیر کے لیے، اپنے لیے پناہ مانگے یا دُوسروں کے لیے۔ حدیثِ پاک دونوں کو شامل ہے۔

* * *

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لِلّٰہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قومًا یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الیٰ حاجتکم قال فیحفونھم باجنحتھم الی سماء الدنیا فیسئلھم ربھم وھو اعلم بھم مایقول عبدی (الی ان قال) قال فیقول فأُشھدکم انی قد غفرت لھم قال یقول ملک من الملائکۃ فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحاجۃ قال ھُم الجلساء لایشقی جلیسھم (رواہ البخاری)

ان لِلّٰہ ملائکۃً سیارۃ فضلا یبتغون مجالس الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکرٌ قعدوا معھم و حف بعضھم بعضًا باجنحتھم حتّٰی یملئوا ما بینھم و بین السماء الدنیا (الی ان قال) قال فیقول قد غفرتُ لھم فاعطیتھم ما سئلوا و اجرتھم مما استجاروا قال یقولون رب فیھم فلان خطّاءٌ وانما مرّ فجلس معھم قال فیقول ولہٗ غفرت ھم القوم لا یشقی جلیسھم (رواہ مسلم)

ہر دو حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کی ہے، جن کا کام یہ ہے کہ وہ ذِکر کی مجالس کو تلاش کرتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مجلسِ ذکر پالیتا ہے تو دُوسروں کو آواز دیتا ہے: "اِدھر آؤ! تمھاری حاجت یہاں ہے"۔ پھر وہ مجلسِ ذکر کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ آسمانِ دُنیا تک سب جوّ اور خلا کو بھر لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتے ہیں تو باوجود علم کے اللہ تعالیٰ اُن سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ اور جس چیز کا سوال کرتے ہیں وہ چیز اُن کو عطا کر دی ہے اور جس چیز سے وہ پناہ مانگتے ہیں اُن کو اُس چیز سے پناہ دے دی۔ اے فرشتو! تُم گواہ بن جاؤ ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب ہمارے! ان ذاکرین میں ایک بدکار آدمی

تھا۔ جس کا مقصد ذکر کرنا نہیں تھا بلکہ اُسے کوئی اپنا کام تھا۔ یا اتفاقاً وہاں سے گزرا اور بیٹھ گیا۔ اس کے جواب میں اللہ جلّ شانہٗ فرماتے ہیں میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ ذاکرین ایسی قوم ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔

ہر دو حدیث پاک سے معلوم ہُوا کہ وہ بدکار آدمی جس کا مقصد ذاکرین کی صحبت و زیارت نہ تھا بلکہ وہ اپنے کام کے لیے جارہا تھا، اور اتفاقاً اس مجلس میں بیٹھ گیا اور ذاکرین کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف کردیے۔ تو اب جو شخص قصداً ذاکرین کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اس کے گناہ معاف ہوجائیں۔

حدیث پاک کی وضاحت کے لیے بندہ یہاں ایک حکایت ذکر کرتا ہے: مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، جو غیر مُقلّدین (اہلِ حدیث) کے اکابر علماء سے ہیں، اُنھوں نے ایک مرتبہ سیّدی و سندی سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرّہ العزیز سے سوال کیا کہ: عوام جو پاکپتن شریف میں بہشتی دروازہ سے گزرتے ہیں، یہ چونکہ کتاب وسُنّت سے واقف نہیں، لہٰذا ان پر تو حیرت نہیں ہے۔ لیکن آپ، جو علم شرع سے پُوری طرح باخبر ہیں، آپ بھی اس دروازہ سے گزرتے ہیں، اس پر ہمیں بڑی حیرت ہوتی ہے۔ حضرت السیّد پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرّہٗ العزیز نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو فرمایا کہ اگر کوئی عام آدمی مُجھ پر یہ سوال کرتا تو مجھے حیرت نہ ہوتی۔ آپ جو اہلِ حدیث کے جیّد عالم ہیں اور اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہلواتے ہیں

(جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو حدیث پر بڑا عبور ہے) آپ کے سوال سے مجھے بڑی حیرت ہُوئی ہے۔ کیا آپ نے یہ حدیثِ پاک نہیں پڑھی: "ھم القوم لا یشقی جلیسھم" وفی روایۃ "ھم الجلساء لا یشقی جلیسھم" آپ کو دروازہ کے بہشتی ہونے میں تردّد ہے، مگر میرے نزدیک تو پاکپتن شریف کا پُورا ٹیلا (ٹبّہ) بہشتی ہے۔

حضرتِ اعلیٰ گولڑوی قدس سرّہٗ العزیز کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک بدکار آدمی بلاقصد ذاکرین کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہے تو اس کی بخشش ہوجاتی ہے، تو پاکپتن کے بہشتی دروازہ سے گزرنے والے تو قصداً گزرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اِن کی مغفرت فرمادے۔ لہٰذا اُن کو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ امید ہونی چاہیے۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ مشہور مقولہ ہے: "رحمتِ خُدا بہانہ مے جوید بہا نمے جوید"۔ اللہ کی رحمت بہانہ مانگتی ہے۔ اس رحمت کی قیمت کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایک بہانہ سے گنہ گاروں کے گنہ معاف کرنا چاہتا ہے۔ مگر برکاتِ اولیاء کے منکرین خُدا کی رحمت کے آگے دیوار حائل کرنا چاہتے ہیں۔

واضح ہو کہ پاکپتن شریف کے بہشتی دروازہ سے سلاسلِ اربعہ کے مشایخِ کرام گزرتے ہیں۔ لہٰذا اس دروازہ کے بہشتی ہونے پر سلاسلِ اربعہ کا اجماع ہے۔

یہ امر بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اہلِ سُنّت وجماعت جو تیسرا، ساتواں اور چالیسواں کرتے ہیں اور سال کے بعد بزرگانِ دین کا عُرس اور میلاد شریف مناتے ہیں، یہ بھی مجالسِ ذکر ہیں۔ جن کی تلاش کے لیے اللہ تعالے

نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے۔ اور ان مجالس میں بھی فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس کی رپورٹ اللہ تعالیٰ کو پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حاضرین کی مغفرت پر فرشتوں کو گواہ بناتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا آدمی اس محفل میں شریک ہوجائے جس کا مقصد عرس کی حاضری نہ تھا مزید برآں بدکار بھی ہے تو ان ذاکرین کے طفیل اس کو بھی بخش دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ذاکرین ایسی قوم ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔

* * *

فضائلِ اولیاء کے سلسلہ میں چوتھی حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں:

وعنه قال كسرت الربيع وهى عمة انس بن مالك ثنية جارية من الانصار فاتوا النبى صلى الله عليه وسلم فامر بالقصاص فقال انس بن النضر عم انس بن مالك لا والله لا تكسر ثنيتها يا رسول الله. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا انس كتاب الله القصاص، فرضى القوم وقبلوا الارش، فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان من عباد الله من لواقسم على الله لابرّه۔ متفق عليه

خلاصۂ حدیث پاک یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی نے انصار کی ایک لڑکی کا سامنے والا دانت توڑ دیا یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے قصاص کا حکم دیا۔ تو حضرت انسؓ کے چچا نے کہا کہ خدا کی قسم میری

ہمشیرہ کا اگلا دانت نہیں توڑا جائے گا یا رسول اللہؐ ! ـــــ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انسؓ ! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حُکم قصاص ہے۔ اس کے بعد قوم انصار روپیہ لینے پر راضی ہوگئی ، اور حضرت انسؓ کی پُھوپھی کے دانت نہ توڑے گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں' اگر اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھائیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو پُورا کرتا ہے۔ اور انھیں حانث ہونے سے بچا لیتا ہے۔

اس حدیثِ پاک میں اولیاء اللہ کی ایک خاص فضیلت کا ذکر ہے' وہ یہ کہ حدیثِ پاک میں جو یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ اگر کسی امر پر قسم اُٹھائے کہ یہ کام ہوگا۔ یا نہیں ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پُورا فرماتا ہے اور اپنے مقبول کو حانث نہیں کرتا۔ اب دیکھنا ہے کہ مثلاً اللہ کا مقبول قسم اُٹھاتا ہے کہ یہ کام ضرور ہوگا۔ اب اگر وہ کام نہ ہو' تو اللہ کا مقبول اس قسم میں حانث ہوگا اور کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے مقبول کو کفارہ سے بچانے کے لیے وہ کام پیدا فرمادیتا ہے ـــــ اور اگر اللہ کا ولی قسم اُٹھاتا ہے کہ یہ کام نہیں ہوگا (جیساکہ حدیثِ پاک میں ہے) اب اگر وہ کام ہوجائے تو اللہ کا مقبول قسم میں حانث ہوگا' اللہ تعالیٰ اس کو حنث سے بچانے کے لیے وہ کام پیدا نہیں فرماتا۔ اب اگر پہلی صُورت (جس میں اللہ کا ولی قسم اُٹھاتا ہے کہ یہ کام ہوگا) تقدیر میں بھی اس کام کا ہونا لکھا ہُوا ہو تو اب جو یہ کام ہوگا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اس کام کا ہونا لکھا تھا۔ نہ اس لیے ' کہ

اللہ کے مقبول نے اس کام کی قسم اُٹھائی ہے ـــــ ظاہر یہ ہے کہ پہلی صُورت میں تقدیر میں کام کا نہ ہونا لکھا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ کے مقبول نے قسم اُٹھائی ہے کہ یہ کام ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے مقبول کو حنث سے بچانے کے لیے اس کی قسم کو پُورا کرتے ہیں اور وہ کام پَیدا فرمادیتے ہیں، حالانکہ تقدیر میں اس کے خلاف تھا ــــ خلاصہ یہ ہُوا کہ اللہ کے ولی کی قسم خُدا کی تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

اب دُوسری صُورت ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں اللہ کے ولی نے قسم اُٹھائی کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ اگر تقدیر میں بھی یہی لکھا ہو کہ یہ کام نہ ہوگا۔ اب یہ کام اگر نہیں ہُوا تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیر میں اس کا نہ ہونا لکھا ہُوا ہے۔ نہ اس لیے کہ اللہ کے ولی نے اس کام کے نہ ہونے کی قسم اُٹھا رکھی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اس صُورت میں تقدیر میں کام کا ہونا لکھا ہے۔ اب یہ کام جو نہیں ہوگا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے ولی نے اس کام کے نہ ہونے کی قسم اٹھائی ہے ــــ خلاصہ یہ ہُوا کہ اللہ کے ولی کی قَسم تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

* * *

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ[لہ]۔

خلاصۂ حدیثِ پاک یہ ہے کہ قیامت اس وقت آئے گی، جب اللہ اللہ کا ذِکر کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

[لہ] رواہ مسلم

حدیث شریف میں جو لفظ اللہ تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ۔ اس سے کثرتِ ذِکر مُراد ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ کثرتِ ذکر صالحین کا طریقہ ہے، کہ خود بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور اپنے مُتوسّلین کو بھی ذِکر کی تلقین کرتے ہیں ۔ اس حدیث کے ماتحت حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے : ومن ھٰذا یعرف ان بقاء العالم ببرکۃ عباد الصالحین ۔ یعنی اس سے معلوم ہُوا کہ اس عالم کی بقاء اللہ تعالیٰ کے صالحین بندوں کی برکت سے ہے یعنی جب صالحین ختم ہوجائیں گے تو عالم بھی ختم ہوجائے گا ۔ اور قیامت قائم ہوجائے گی ۔ اولیاء اللہ کے منکرین اور صالحین و ذاکرین سے عناد رکھنے والے کس قدر ناشاکر ہیں جن کی برکت سے ان کی بقاء ہے، ان سے ہی وہ عناد رکھتے ہیں ۔

* * *

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل تنصرون وترزقون الا بضعفاءکم[1] ۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابتغونی فی ضعفاءکم فانما ترزقون او تنصرون بضعفاءکم[2] ۔

خلاصۂ ہر دو حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو تمھاری مدد فرماتا ہے ۔ دشمنوں پر فتح عطا کرتا ہے ۔ تمھیں رزق عطا فرماتا ہے تو یہ تمھارے ضعیف اور کمزور بندوں کی برکت سے ہے ۔

اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی

---

[1] بخاری شریف [2] ابوداؤد شریف

مجھے تلاش کرنا چاہے تو وہ اللہ کے ضعیف بندوں میں تلاش کرے ۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہر دو حدیث میں جن ضعفاء کا ذکر ہے ان سے کون لوگ مُراد ہیں ؟

ظاہر ہے کہ اس سے مطلق کمزور آدمی مُراد نہیں ہیں ۔ بلکہ اس سے مُراد وہ اولیاء اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مجاہدہ کرتے ہیں ۔ اور اس دَوران غذا کا اِستعمال بہت کم کرتے ہیں ۔ جس سے وہ ضعیف اور کمزور ہوجاتے ہیں ۔ ان ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دُشمن پر فتح عطا کرتا ہے اور ان کی برکت سے لوگوں کو رزق ملتا ہے ۔ منکرینِ اولیاء پر افسوس ہے کہ جن نفوسِ قُدسیہ کی برکت سے انھیں رزق ملتا ہے ۔ ان کا بغض اپنے دِل میں رکھتے ہیں ۔

* * *

فضائلِ اولیاء کے متعلق ساتویں حدیث ملاحظہ فرمائیں :

عن بریدة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اهل الجنه عشرون ومأة صفٍ ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامم ۔ رواه الترمذی والدارمی والبیهقی

یعنی قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ۔ جن میں سے اسّی صفیں اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی ہوں گی اور چالیس صفیں دُوسری اُمتوں سے ہوں گی ۔ یعنی دو تہائی جنتی اس اُمت سے ہوں گے اور ایک تہائی دُوسری اُمتوں سے ہوں گے ۔ اور یہ صفیں زمین کے ایک سرے سے لے کر دُوسرے سرے تک ہوں گی ۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ دو تہائی اس اُمت کے کون لوگ ہیں ؟ تو گزارش ہے کہ

اس اُمت میں کئی مکاتبِ فکر ہیں ۔ اہل سُنّت و جماعت کے سوا کوئی مکتبۂ فکر ایسا نہیں جو دو تہائی صفوف پُوری کر سکے ۔ اہلِ سُنّت کے سوا تمام مکاتبِ فکر اکٹھے کیے جائیں تو ان سے ایک صف بھی پُوری نہیں ہوسکتی ۔ تو ان دو تہائی صفوف کو اہل سُنّت و جماعت ہی پُورا کریں گے ۔ اور اہلِ سُنّت یا تو سلاسلِ اربعہ کے مشائخ ہیں، یا ان کے متوسّلین ـــــ بغداد شریف سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ اٹھیں گے، اور ان کے ہمراہ اربوں قادری ہوں گے ۔ اسی طرح اجمیر شریف سے حضرت خواجہ والیٔ ہندؒ اُٹھیں گے ۔ ان کے ہمراہ اربوں چشتی ہوں گے ۔ اسی طرح دہلی شریف سے حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور سرہند شریف سے حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہما اٹھیں گے ۔ ان کے ہمراہ اربوں نقش بندی ہوں گے ۔ اسی طرح حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ العزیز بغداد شریف سے اٹھیں گے ۔ ان کے ساتھ اربوں سہروردی ہوں گے ۔ ـــــ ان سلاسل اربعہ کے مشائخ اور متوسّلین سے دو تہائی صفوف قیامت میں پوری ہوں گی ۔ گویا عالم کی بقاء بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی برکت سے ہے ۔ اور قیامت میں جنت کی آبادی اور رونق بھی عباد اللہ الصالحین سے ہوگی ۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ دینِ حق کی خدمت کرنے والے عام طور پر دو گروہ ہیں ۔ گروہِ اوّل مشائخ کرام اور اولیاء عظام ہیں ۔ جو عام مسلمانوں کو طریقت اور حقیقت اور معرفت کی تربیت دیتے ہیں ۔ گروہ دوم علماء کرام ہیں ۔ جوکہ ظاہر شرع اور کتاب

و سُنّت کی تدریس و تبلیغ کرتے ہیں ـــــ علماء کرام کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ مشائخِ کرام اور اولیاء اللہ اِبتداء میں ظاہری علم اور کتاب و سُنّت کی تعلیم علماء کرام سے حاصل کرتے ہیں ـــــ لیکن مشائخِ کرام اور اولیاء اللہ کو علماء کرام پر چند وجوہ سے فضیلت حاصل ہے:

۱ ـــــ علماء کرام کندن اس وقت بنتے ہیں جبکہ ان کی بیعت کسی شیخِ کامل کے ساتھ ہو، ورنہ ان کو شیطان اپنے مکر میں پھنسا لیتا ہے اور وہ اہلِ سُنّت کے عقائد سے اِنحراف کر کے نئے مذہب کی بنیاد ڈالتے ہیں اور مُسلمانوں میں اِفتراق و تشتّت کا باعث بن جاتے ہیں۔ برخلاف مشائخِ کرام کے کہ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں اِتفاق و اِتحاد پیدا ہوتا ہے اور ہر شیخ دُوسرے سلاسل کے مشایخ کا اِحترام کرتا ہے۔

۲ ـــــ شاید ہی کوئی عالم ہوگا جس کے ہاتھ پر ایک ہزار آدمی مسلمان ہُوا ہو، برخلاف مشائخِ کرام کے کہ ان کے ہاتھوں پر لاکھوں اِنسانوں نے اِسلام قبول کیا۔ جیساکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت غریب نواز خواجہ اجمیری قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر نوّے لاکھ اِنسانوں نے اِسلام قبول کیا۔ اِسی طرح دُوسرے مشائخ کے توسّل سے لاتعداد اِنسان مُشرّف بہ اِسلام ہُوئے۔ چنگیز اور ہلاکو خان جوکہ تاتاری کافر تھے، انھوں نے تمام عالمِ اِسلام کو تہ و بالا کیا اور بغداد شریف کی خلافت کو ختم کیا۔ ان تاتاریوں کی اولاد سے شاہِ غازان مسلمان ہُوا۔ اور اس کی متابعت میں اس کے لشکر اور لاکھوں آدمیوں نے اِسلام قبول کیا۔ شاہِ غازان کو حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر کے ایک خلیفہ نے مُسلمان کیا۔ ہندوستان میں چوغطہ خاندان حکمران رہا ہے۔ اس خاندان سے اکبر بادشاہ

نے ایک نیا دین ایجاد کیا۔ اس کا مُقابلہ حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے کیا۔ اور قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ اِس خدمتِ دین کے سلسلہ میں مشائخ کرام کا کوئی عالم مقابلہ نہیں کرسکتا۔

۳ـــ مسلمانوں میں جتنے مکاتبِ فکر ہیں ان میں شدید اِختلاف ہے ہر مکتبۂ فکر اپنے سوا دُوسرے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا۔ یہ سب اِختلاف علماء کا پیدا کردہ ہے ـــــ مشائخ کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی اِختلاف پیدا نہیں ہُوا۔

۴ـــ اس وقت تمام عالمِ اِسلام میں جو مسلمان بھی مذہبِ حَقّہ اہلِ سُنّت و جماعت پر مضبوطی سے قائم ہیں، یہ مشایخ کی برکت ہے۔ کیونکہ کوئی عالم خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس کے مقتدی اور تابعین زیادہ سے زیادہ ہزار یا دو ہزار ہوں گے۔ برخلاف مشائخ کے کہ ہر شیخ کے متوسلین لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ اور اُن کے اِسلام کی پختگی، مشائخ کی برکت سے ہے۔ مشائخ نے اپنے متوسلین کو کبھی ایسے عقیدہ کی تلقین نہیں کی جو اہلِ سُنّت کے عقائد کے خلاف ہو اور وہ عقیدہ کفریہ ہو۔ برخلاف اس کے علما کی وجہ سے لاکھوں مسلمانوں کا عقیدہ عقائد اہلِ سُنّت کے خلاف ہوگیا اور عقیدہ کفریہ ہوگیا۔ غور کیجیے، مرزا غلام احمد قادیانی، مشائخ سے نہیں تھا بلکہ علماء کے گروہ سے تھا۔ اس کی وجہ سے لاکھوں مسلمان گمراہ ہوکر خارج از اِسلام ہوگئے۔

* * *

اس بحث میں بندہ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ

محمد احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز کا ایک مستند ملفوظ ذکر کرتا ہے جسے حضرت علامہ محمود آلوسی صاحبِ رُوح المعانی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ ملفوظ ملاحظہ ہو:

”و رأیت فی مکتوبات الامام الفاروقی الربانی مجدد الالف الثانی قدس سرہ ماحاصلہ ان القطبیۃ لم تکن علی سبیل الاصالۃ اِلّا لائمۃ اھل البیت المشھورین ثم انھا صارت بعدھم لغیرھم علی سبیل النیابۃ عنھم حتی انتھت النوبۃ الی السید الشیخ عبد القادر الکیلانی قدس سرّہٗ النورانی فنال مرتبۃ القطبیۃ علی سبیل الاصالۃ فلما عرج بروحہ القدسیۃ الی اعلیٰ علیین نال من نال بعدہٗ تلک علی سبیل النیابۃ فاذاجاء المھدی ینالھا اصالۃ کما نالھا غیرہ من الائمۃ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین۔“

یعنی مرتبۂ قطبیت بالاصالۃ صرف ائمہ اہلِ بیت مشہورین کے لیے ہے۔ ائمہ اہلِ بیت کے بعد اگر کسی ولی کو مرتبۂ قطبیت حاصل ہُوا ہے تو ائمہ اہلِ بیت کی نیابت سے حاصل ہُوا ہے، نہ کہ بالاصالۃ۔ اور ائمۂ اہلِ بیت کے بعد ہر قطب ائمۂ اہلِ بیت کا نائب ہے۔ اور جب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوبِ سُبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ بالاصالۃ قطب کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اور جب ان کی رُوح نے اعلیٰ عِلّیین کی طرف پرواز کی تو اس کے بعد ہر قطب حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب ہے اور جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آئے گا تو وہ قطب بالاصالۃ ہوں گے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہُوا کہ قطب بالاصالۃ ائمۂ اہلِ بیت ہیں

اور حضرت غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب تک ائمۂ اہلِ بیت اس زمین پر جلوہ گر رہے تو ہر قطب ان کا نائب رہا اور ان کے بعد حضرت غوث الاعظمؓ کا زمانہ آیا تو حضرتِ غوث رضی اللہ عنہ قطب بالاصالۃ ہُوئے۔ آپ کے بعد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دَور تک ہر قطب آپ کا نائب ہے، خواہ وہ کِسی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اور آخری قطب بالاصالۃ امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہاں یہ امر جاننا ضروری ہے کہ صوفیاءِ کرام میں اِختلاف ہے کہ اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وبارک وسلم کے بغیر درجۂ قطبیت کِسی اور کو حاصل ہوسکتا ہے، یا نہیں؟۔ بعض صوفیاء کا مذہب ہے کہ اہلِ بیت کا غیر ـــــ قطب نہیں ہوسکتا۔ اور بعض کے نزدیک غیر اہلِ بیت بھی قطب ہوسکتا ہے۔ لیکن قطب بالاصالۃ نہیں ہوسکتا۔ البتہ اہلِ بیت کے قطب کا نائب ہوگا۔ جیسا کہ حضرت امام ربّانی شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کی عبارت سے واضح ہوچکا ہے ـــــ لیکن اس امر پر تقریباً اجماع ہے کہ "قطبُ الاقطاب" صرف اہلِ بیت سے ہی ہوگا۔ اس تفصیل پر علامہ آلوسی بغدادی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ رُوح المعانی میں ہے:

"ذھب قوم الی ان القطب فی کل عصرٍ لا یکون الا منھم ای من اھل بیت خلافًا للاستاد ابی العباس المرسی حیث ذھب کما نقل عنہ تلمیذہ التاج بن عطاء اللہ الیٰ انہ قد یکون من غیرھم والذی یغلب علیٰ ظنی ان القطب قد یکون من غیرھم لکن قطب

الاقطاب لا یکون الا منھم لانھم ازکی الناس اصلا واوفرھم فضلا"۔ یعنی صوفیا میں سے ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں قطب صرف اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے ہوتا ہے اور اُستاد ابو العباس رحمہُ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ قطب قلیل طور پر غیر اہلِ بیت سے بھی ہوتا ہے اور غالب ظن یہ ہے کہ اگرچہ قطب تو غیر اہلِ بیت سے قلیل طور پر آسکتا ہے لیکن قطب الاقطاب صرف اہل بیت سے ہی ہوتا ہے، کیونکہ اہلِ بیت اصل کے لحاظ سے تمام لوگوں سے پاکیزہ تر اور بزرگی کے لحاظ سے زیادہ تر ہیں۔

یہ فضیلت ہشتم اس مقام پر اس لیے ذکر کی گئی کہ کچھ لوگ جوشِ عقیدت میں بعض مشائخ کو قطب الاقطاب کہدیتے ہیں۔ حالانکہ وہ مشائخ اہلِ بیت سے نہیں ہوتے۔

◆

فضیلتِ نہم۔ اہلِ سُنّت وجماعت کا مذہب ہے کہ کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ اور کُتب فقہ حنفی میں اس پر دلیل قائم کی گئی ہے کہ خانہ کعبہ شریف اولیاء کرام کی زیارت کے لیے جاتا ہے۔

"بحرالرائق شرح کنزالدقائق" میں ہے:

"وفی عدۃ الفتاویٰ الکعبۃ اذا رفعت عن مکانھا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت صلوٰۃ المتوجھین الی ارضھا"۔

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے حاشیہ ”بحرالرائق“ میں فرمایا: ”قال الرملی وفی التتارخانیہ نقل ہذہ المسئلۃ عن العتابیۃ وہذا صریح فی کرامات الاولیاء فیرد بہ علیٰ من نسب امامنا الی القول بعدمہا۔“

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حاشیہ ”ردّالمحتار“ میں ”بحرالرائق“ کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرکے مزید وضاحت فرمائی ہے: ”وفی البحر عن عدۃ الفتاویٰ الکعبۃ اذارفعت عن مکانہا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلوٰۃ الیٰ ارضہا وماذکرہ فی البحر نقلہ فی التتارخانیہ عن الفتاویٰ العتابیۃ قال الخیر الرملی وہذا صریح فی کرامات الاولیاء فیرد بہ علیٰ من نسب امامنا الی القول بعدمہا۔“

مذکورہ بالاعبارت کا مطلب بیان کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ فقہاء کرام نے جو یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ کعبہ شریف اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتا ہے، اسے اس لیے ذکر کیا کہ یہاں ایک سوال ہوتا تھا، فقہاء کرام نے اس کا جواب دیا، سوال یہ تھا کہ ”خانۂ کعبہ“ جب اولیاء کی زیارت کو چلا جاتا ہے تو اس دَوران جو لوگ خانہ کعبہ شریف کی طرف مُنھ کرکے نماز ادا کرتے ہیں، ان کی نماز کیسے درست ہوگی، جبکہ اُن کے آگے خانہ کعبہ نہیں ہے۔

فقہاء کرام نے جواب دیا کہ خانہ کعبہ میں چند چیزیں ہیں، ایک تو وہ زمین ہے جس پر خانہ کعبہ شریف کی تعمیر ہے۔ دوم وہ ہَوا ہے جو تحت الثریٰ سے لے کر عرشِ مُعلیٰ تک ہے۔ سوم پتّھر کی دیواریں ہیں۔ ان تین چیزوں سے ہر ایک کو خانہ کعبہ کہا جاتا ہے۔ تو کعبہ شریف جو اولیاء کرام کی زیارت کو جاتا ہے، یہ دیواریں ہیں۔ اور کعبہ شریف کی زمین اور ہَوا اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ اس دَوران جو لوگ نماز پڑھتے ہیں تو وہ کعبہ شریف کی زمین اور ہَوا کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے ہیں تو اُنھوں نے کعبہ شریف ہی کی طرف مُنھ کرکے نماز پڑھی لہٰذا ان کی نماز درست ہُوئی۔ اس تفصیل کے بعد مذکورہ بالا عبارت کا مطلب ملاحظہ ہو۔ "عدۃ الفتاویٰ" میں ہے کہ کعبہ شریف اولیاء کرام کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اپنے مقام پر قائم نہیں رہتا تو اس حالت میں جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ جائز اور درست ہیں۔ کیونکہ ان نمازوں میں کعبہ کی زمین کی طرف توجہ ہوتی ہے اور یہ مسئلہ کراماتِ اولیاء پر صراحۃً دلالت کرتا ہے۔ جن لوگوں کا خیال ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کرامات کے عدم کا قول کیا ہے۔ یہ خیال بالکل باطل ہے۔

یہاں تک تو عام مسئلہ ذِکر کیا گیا۔ اب ہم اس کی ایک خاص جُزئی بھی ذِکر کرتے ہیں۔

مستند تواریخ میں مذکور ہے کہ حضرت شاہ رکن عالم مُلتانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ جوکہ حضرت خواجہ غوث بہاؤالحق والدّین مُلتانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ

کے پوتے ہیں۔ آپ جب حج بیت اللہ ادا کرنے کے لیے مکہ تشریف لے گئے تو آپ نے باطنی آنکھوں سے دیکھا کہ خانہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ اس وقت امام کعبہ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے جوکہ اکابر علماء اور مشہور اولیاء اللہ سے ہیں۔ حضرت شاہ رُکنِ عالم قدس سرہ العزیز نے حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے امام! خانہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا: "قد ذهب لزيارة الشيخ نصير الدين السراج الدهلوی"۔ یعنی خانہ کعبہ شریف حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے دہلی شریف چلا گیا ہے۔

سبحان اللہ! اولیاء کرام کی کتنی عظمت ہے کہ خانہ کعبہ ہزاروں میل کی مسافت سے اولیاء کرام کی زیارت اور استفادہ کیلیے تشریف لاتا ہے۔ حیف ہے منکرینِ اولیاء پر کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں کی طرف سفر کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔

شرح عقائد کی شرح "نبراس" میں ہے: "قال الشيخ ابوعبدالله اليافعی امام مكة ان الشيخ ركن الدين اباالفتح القرشی الملتانی و الشيخ نصير الدين السراج الدهلوی يصليان فی المسجد الحرام"

حضرت شیخ ابو عبد اللہ امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے وقت میں امام کعبہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رُکن الدین مُلتانی اور حضرت

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی ہمیشہ میری اقتداء میں خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں۔

غور فرمائیں کہ ہر دو حضرات ملتان اور دہلی میں ہوتے تھے اور شریف میں نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے تھے۔ اس کی دلیل ابتداء میں حدیث قدسی گزرچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور اس کے مقبول بندوں کے کانوں، آنکھوں اور ہاتھ پاؤں میں آجاتا ہے تو وہ اللہ کا مقبول دور و نزدیک سے سُنتا اور دیکھتا ہے اور مُشکلات میں تصرّف کرتا ہے اور مسافتِ بعیدہ کو چند سیکنڈ میں طے کرجاتا ہے۔ منکرینِ کراماتِ اولیاء اس قسم کی کرامات پر تعجّب کرتے ہیں اور تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ آصف بن برخیاء جو حضرت سُلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و التّسلیم کی اُمت کا ولی تھا۔ آنکھ جھپکنے کی دیر میں بلقیس کا تخت دو ماہ کی مسافت سے لے آیا۔ منکرین بھی اس سے اِنکار نہیں کرسکتے، ورنہ قرآن کے اِنکار سے کافر ہوجائیں گے حالانکہ یہ کرامت بنی اسرائیل کے ایک ولی کی ہے اور اُمتِ مُحمدیّہ کا ہر ولی بنی اسرائیل کے ولی سے برتر ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ منکرینِ شانِ اولیاء، بنی اسرائیل کے ولی کی کرامت کے تو قائل ہیں، لیکن جس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں، اُس کی اُمت کے ولی کی کرامت کے مُنکر ہیں۔

بعینہٖ حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، جوکہ بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ مُنکرین اُن کی حیاتِ ظاہری وجسمانی کے تو قائل ہیں، لیکن خاتم الانبیاء صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری وجسمانی کے مُنکر ہیں۔ یہ کس قدر حیران کُن بات ہے۔

شیخ علی ابن سینا جو کہ منطق و فلسفہ اور حکمت کا امام ہے۔ اس کو مُعلّمِ سوم کہتے ہیں ـــــ مُعلّمِ اوّل ارسطو۔ اور مُعلّمِ ثانی فارابی ہے۔ یہ ابنِ سینا حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ السامی کے زمانہ میں تھا۔ جب ابنِ سینا نے حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی شہرت سنی تو خرقان میں حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ شیخ ابوالحسن خرقانی اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ بلکہ لکڑیاں لانے کے لیے جنگل میں گئے ہُوئے تھے۔ ابنِ سینا نے شیخ کے اہلِ خانہ سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو حضرت شیخ کی بیوی، جو آپ کی سخت مُنکرہ تھی، اُس نے ابنِ سینا سے کہا کہ اس شخص سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو اور شیخ کے متعلق نازیبا کلمات استعمال کیے۔ ابن سینا کے دل میں شیخ کے متعلق شک گزرا کہ جس کی بیوی ہی اس کی منکرہ ہے وہ کیا ولی ہوگا۔ لیکن سوچا کہ اتنا سفر طے کیا ہے، اب زیارت کرکے جانا ہی مناسب ہے۔ آخر ابنِ سینا نے جنگل کی راہ لی۔ اور راستہ میں حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ لکڑیوں کا گٹھا شیر کی پُشت پر لاد کر آرہے تھے۔ ابنِ سینا نے حیران ہوکر پوچھا کہ آپ کی بیوی تو آپ کی سخت منکرہ ہے۔ اور آپ کی حالت یہ ہے کہ شیرِ جنگل بھی آپ کا مطیع ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ گھر میں اس بھیڑیے ' بیوی ، کا بوجھ برداشت کرتا ہوں۔ اس لیے شیر میرا مطیع ہے۔ اس کے بعد ابن سینا حضرت شیخ

کے ہمراہ آپ کے گھر آیا۔ آپ نے گھر کی دیوار تعمیر کرنا تھی، اس لیے آپ نے پہلے تو مٹی میں پانی ڈال کر گارا تیار کیا اور ہتھوڑا لے کر دیوار پر چڑھ گئے۔ اتفاقاً ہتھوڑا آپ کے ہاتھ مبارک سے گر گیا ابنِ سینا آگے بڑھا، کہ ہتھوڑا اُٹھا کر شیخ کو پیش کرے مگر اس سے پہلے ہتھوڑا خود بخود اُڑ کر حضرت کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

فضیلت یازدہم سے مقصود ایک تو اولیاء اللہ کی کرامت بیان کرنا ہے۔ اور دُوسرا مقصد یہ ہے کہ ابنِ سینا جو کہ امامِ فن ہے وہ بھی روحانیت میں اللہ کے مقبولوں کا مُحتاج ہے۔ لیکن آج کل کے منکرینِ اولیاء جن کا علم، ابنِ سینا کے علم سے کروڑوں حصہ کم ہے۔ وہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ سے مستغنی سمجھتے ہیں۔

یہاں تک بندہ نے اولیاء اللہ کے گیارہ فضائل ذکر کیے ہیں۔ بعض عمومی اور بعض خصوصی۔

اب بندہ اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بندہ اِس سے قبل اِبتداء میں ذکر کر چکا ہے کہ جناب صاحبزاد احمد حسن صاحب زیبِ دربارِ عالیہ مُجدّدیہ حسن آباد، سواگ شریف نے حکم فرمایا کہ یہ فقیر صاحبزادہ صاحب کے جدِ امجد اور مُورثِ اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ خواجہ شاہ غلام حسن صاحب قدس سرہ العزیز کے متعلق کُچھ تحریر کرے، اس لیے اب طویل تمہید کے بعد اصل تمنّا ذکر کی جاتی ہے۔

تقریباً ۱۹۳۷ء میں بندہ جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں بطور طالب علم تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اچھرہ میں ایک سیّد اکبر علی شاہ صاحب

تھے جو شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت پیر سواگ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت شیخ المشائخ کا پوتا بیمار تھا۔ آپ اس کے علاج کے لیے لاہور تشریف لائے اور اچھرہ میں سید اکبر علی شاہ صاحب موصوف کے ہاں قیام پذیر تھے۔ جامعہ فتحیہ جناب سید صاحب مذکور کی رہائش گاہ کے قریب تھا۔ اس لیے جب ہم نے حضرت کی تشریف آوری کے متعلق سُنا تو یہ فقیر اور ایک طالب علم اللہ داد جو آپ کا مُرید تھا۔ حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہُوئے۔ آپ ایک کمرہ میں دری پر تشریف فرما تھے۔ گندمی رنگ۔ نحیف بدن۔ سفید دیہاتی لباس میں ملبوس تھے۔ جب عرض کیا گیا کہ ہم طالب علم ہیں، تو آپ نے ہم پر بڑی شفقت فرمائی اور اسباق دریافت فرمائے۔ اسی دَوران کتابوں کے مقام درس کا ذکر آیا کہ فلاں کتاب فلاں جگہ تک پڑھائی جاتی ہے۔ مثلاً "مطول" ماانا قلت تک۔ اور "مُلّا حسن" و "قاضی مُبارک" مفہوم تک تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے (حضرت خواجہ فقیر مُحمّد صاحب) کو جو کتاب بھی شروع کروائی ہے تو پوری کی پوری کتاب پڑھائی ہے، کیونکہ جس عالم نے جو تصنیف کی ہے تو وہ اس لیے ہے کہ ساری کتاب پڑھائی جائے نہ معلوم آج کل لوگوں نے ہر کتاب کا مقامِ درس کیوں مقرر کر رکھا ہے۔

بندہ نے حضرت اُستاذ غلام محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آف پپلاں سے سُنا ہے کہ حضرت شیخ المشائخ کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے عالم اور علم دوست تھے۔ اُنھوں نے مولانا عبد العزیز صاحب پرہاروی کی تمام تصانیف بڑی

کوشش سے اکٹھی کی تھیں ۔ لیکن افسوس اُن کی حیات مُستعار بہت تھوڑی تھی اور وہ جلد ہی وصال فرما گئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

اس فقیر نے چُونکہ اپنے اُستاذ حضرت پپلانوی رحمۃُ اللہ سے کتابوں کے مُتعلق سُنا ہُوا تھا ۔ اس لیے بندہ نے اپنے احباب میں سے ایک مولوی صاحب کو جن کا تعلق سواگ شریف سے تھا کہا کہ اگر دربارِ عالیہ پر حاضری کا موقع ملے تو کتابوں کی پڑتال کریں ۔ کہ مولانا عبد العزیز صاحب پرہاروی کی کون کون سی کتابیں کُتب خانہ میں موجود ہیں ۔ کچھ مُدت کے بعد مولوی صاحب نے بندہ کو بتایا کہ میں نے دربارِ عالیہ کے کُتب خانہ کی مکمل پڑتال کی ہے ۔ کُتب خانہ میں مولانا عبد العزیز صاحب پرہاروی کی کوئی قابلِ قدر تصنیف نہیں ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مُختلف لوگ کتابیں مانگ کر لے گئے ہوں گے اور پھر واپس نہ کی ہوں گی ۔ بندہ کا تجربہ ہے کہ اکثر درباروں کے کُتب خانوں کا یہی حال ہے ۔ یہاں تک حضرت شیخ المشائخ کے متعلق جو ذکر کیا گیا ہے ' یہ بندہ کا اپنا مشاہدہ ہے ۔

اب وہ حالات ذکر کرتا ہوں جو مُستند اور باوثوق ذریعہ سے بندہ تک پہنچے ہیں ۔

حضرت شیخ المشائخ سرائیکی میں سادہ تقریر فرماتے تھے ، لیکن آپ کی تقریر اِتنی مُؤثر ہوتی کہ مجلس کے تمام لوگ کھڑے ہو کر گُناہوں سے تائب ہوجاتے تھے ۔

ضلع میانوالی کے اکثر لوگ نسوار کے عادی ہیں ۔ اور مُنھ میں نسوار رکھتے ہیں ۔ جو تمباکو وغیرہ سے بنائی جاتی ہے ۔ اس کے اِستعمال سے

دانت سیاہ ہوجاتے ہیں اور مُنہ سے بدبو آتی ہے ـــــــ ایک مرتبہ حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ العزیز واں بھچراں تشریف لائے ۔ آپ نے دَورانِ تقریر نسوار اور بیڑا کی مذمّت فرمائی ۔ لوگوں کی کثیر تعداد مجلسِ وعظ میں حاضر تھی ۔ اور اُن کی غالب اکثریّت نسوار اور بیڑا اِستعمال کرتی تھی ۔ لوگ آپ کی تقریر سے اس قدر مُتاثر ہُوئے کہ اپنی جیبوں سے نسوار کی ڈبیاں نکال کر مسجد سے باہر پھینک دیں ۔ چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ مسجد کے باہر ڈبیوں کے ڈھیر لگ گئے ۔ صرف مسلمان ہی آپ کی تقریر سے متاثر نہیں ہوتے تھے ، بلکہ غیر مُسلم ہندو اور سِکھ بھی آپ کے وعظ سے متاثر ہوکر آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوتے اور اِسلام قبول کرتے ۔ چنانچہ نُور پور تھل کے کئی سِکھ خاندان آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہُوئے اور آپ کی بیعت کی ۔ نورپور میں آپ کی تبلیغ سے کئی بدعقیدہ لوگ بھی مسلک اہلِ سُنّت کے پابند ہُوئے ۔

چنانچہ نورپور میں آپ کے مُریدین میں سے ایک شخص جوکہ شیعہ مذہب سے تائب ہوکر سُنّی ہُوا تھا ، اس کا اپنے رشتہ داروں سے جھگڑا ہُوا اور ایک آدمی قتل ہوگیا ۔ مقتول پارٹی نے آپ پر بھی مقدمہ دائر کردیا ، چنانچہ پولیس نے آپ کو گرفتار کرکے جھنگ جیل میں نظربند کردیا ۔ داروغۂ جیل آپ کا مُرید ہوگیا ۔ اُس نے آپ پر پابندی ختم کردی ۔ آپ کھُلی جگہ پر بیٹھتے تھے اور زائرین آزادانہ طور پر آپ کی زیارت وصحبت سے مشرف ہوتے تھے ۔ آپ کا کھانا داروغۂ جیل کے گھر سے آتا تھا ۔ اس دَور میں رمضان شریف کے مہینے میں فقیر کے علاقہ (سُون) کے حُفاظ

قرآن پاک سُنانے کے لیے کثیر تعداد میں جھنگ شہر جاتے تھے ۔ بندہ کے شہر پدھراڑ سے چھ میل دُور ایک موضع "وسنال" ہے ۔ جہاں بندہ نے تین سال رہ کر قرآن پاک حفظ کیا ۔ اس موضع کے ایک قاضی محمد بشیر صاحب تھے ۔ انھوں نے خود بندہ کو بتلایا کہ اِس دَوران میں بھی قرآن پاک سُنانے کے لیے جھنگ گیا ہُوا تھا ۔ عصر کے بعد حضرت شیخ المشائخ کھلی جگہ پر چارپائی پر تشریف فرما ہوتے اور کثیر تعداد میں زائرین بھی حاضری کا شرف حاصل کرتے ۔ ایک مرتبہ کا ذِکر ہے کہ ہم حفاظ بھی آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت شیخ المشائخ نے سرائیکی کا شعر سادہ طریقے سے تحت اللفظ پڑھا ۔ حاضرین پر رِقّت طاری ہوگئی ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیل کے در و دیوار بھی رو رہے ہیں ۔ حضرت شیخ المشائخ نے جیل کی صعوبتوں کو برداشت کرکے اپنے شیخ اکبر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللّٰہ عنہ کی اِقتدا کی ہے ۔ حضرت مجدد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہ صعوبت برداشت کرنا پڑی ۔

منکرینِ اولیاءِ کرام یہاں ایک اِعتراض کرتے ہیں ۔ چونکہ بظاہر وہ اِعتراض درست معلوم ہوتا ہے لہٰذا بندہ اسے نقل کرکے جواب دے گا ۔

اِعتراض یہ ہے کہ اگر اولیاءِ کرام واقعی صاحبِ کرامت اور اللّٰہ کے مقبول ہیں تو وہ کرامت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو تکالیف اور مصائب سے کیوں نہیں بچالیتے ۔؟

جواب پر غور فرمائیں ۔

اللّٰہ تعالیٰ کے مقبول بندوں پر جو مصائب و آلام اور تکالیف

آتی ہیں وہ اللہ تعالی کی اٹل تقدیر ہوتی ہے۔ جس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اولیاء اللہ کو قبل از وقت اس کا علم ہوتا ہے کہ ہم پر یہ تکلیف آنے والی ہے ، جو کہ اٹل ہے۔

اب اگر اولیاء کرام اپنی کرامت کی وجہ سے ان مصائب و تکالیف سے بچنے کی کوشش کریں ، تو یہ اللہ تعالی کی تقدیر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ تیری تقدیر تو یہ ہے کہ ہم پر مصائب و تکالیف آئیں۔ لیکن ہم اپنی کرامت سے تیری تقدیر پوری نہیں ہونے دیں گے۔ یہ خیال کتنا قبیح ہے۔

اللہ تعالی کے مقبول باوجود علم کے اللہ تعالی کی تقدیر سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالی کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کی تقدیر کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر کا قبل از وقت علم ہوجانے سے انسان کسی صورت میں تقدیر سے بچ نہیں سکتا۔ یہ منکرین کا عقیدہ ہے کہ تقدیر کا قبل از وقت علم ہونے سے انسان تقدیر سے بچ جاتا ہے۔ یہ عقیدہ باطل اور فاسد ہے۔

اگر کسی منکر کو قبل از وقت اپنی تقدیر مبرم کا علم ہوجائے کہ اس نے فلاں جگہ پر مرنا ہے۔ تو کیا ہوسکتا ہے کہ وہ منکر مقررہ وقت پر موت کی جگہ پر نہ جائے۔ اور موت سے بچ جائے۔ ؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

دیکھیے ! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ دشت کربلا میں شہید ہوئے ، تو منکرین یہاں بھی اعتراض کرتے

ہیں کہ اگر حضرت اِمام کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کا عِلم ہوتا تو وہ کُوفہ اور کربلا کیوں جاتے ؟

جواب یہی ہے کہ قبل از وقت عِلم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے نہیں بچا سکتا۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کا علم تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو گئے تھے۔ اب اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عِلم کی بنا پر کُوفہ اور کربلا کا سفر نہ کرتے اور تقدیر سے بچنے کی کوشش کرتے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مقابلہ ہوتا۔ اور یہ باطل ہے۔ کیونکہ اللہ کے مقبول اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔

حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مُتعدّد قاریوں کو تبلیغ کے لیے بھیجا۔ مگر ان قاریوں کو دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔ یہاں بھی منکرین اِعتراض کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عِلم ہوتا کہ انھیں دھوکے سے شہید کر دیا جائے گا تو آپ ان قاریوں کو روانہ نہ فرماتے۔

اس اِعتراض کی مدار بھی اسی عقیدۂ فاسدہ پر ہے کہ تقدیر کے قبل از وقت علم سے اِنسان تقدیر سے بچ جاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ سراسر باطل ہے۔

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبل از وقت علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیرِ مُبرم یہ ہے کہ اِن قاریوں کے ساتھ دھوکا ہوگا، اور یہ لوگ فلاں وقت، فلاں جگہ شہید کر دیے جائیں گے۔ اب اگر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عِلم کی بنا پر قاریوں کو روانہ نہ

کرتے۔ تو یہ اللہ کی تقدیر سے مقابلہ ہوتا۔ اور اللہ کے محبوب اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔

منکرین کا یہ نظریہ کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاریوں کو روانہ نہ کرتے تو وہ شہید نہ ہوتے۔ یہ منافقین کا عقیدہ تھا، جو خود بہانہ بناکر جہاد سے رُک جاتے تھے اور دُوسرے مسلمانوں کو بھی جہاد سے روکتے تھے۔ کہ جہاد پر نہ جاؤ، لڑائی میں مارے جاؤگے۔ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص شہید ہوجاتا تو مُنافق کہتے تھے کہ اگر مسلمان ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے۔ قرآن پاک میں منافقین کا یہ قول نقل کیا گیا کہ: لَوْ اَطَاعُوْنَا مَاقُتِلُوْا یعنی جو مسلمان جہاد پر گئے ہیں، اُنھوں نے ہماری بات نہیں مانی۔ اگر مان لیتے تو قتل نہ ہوتے۔ مُنافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر مُسلمان جہاد پر نہ جاتے تو نہ مرتے۔ حالانکہ ان کی تقدیر میں شہادت لکھی ہُوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مُنافقین کا ردّ کرتے ہُوئے فرمایا: قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمھارا یہ خیال غلط ہے کہ مُسلمان جہاد پر نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے۔ اُن کی شہادت اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں لکھی تھی۔ انھوں نے ہر حالت میں شہید ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اٹل ہے۔ مُنافقین سے فرمادو کہ تم اپنے نفس سے موت کو دُور کردو۔ اور تقدیر کا مقابلہ کرو۔

منکرینِ اولیا، حضرت یعقوب علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق بھی اِعتراض کرتے ہیں کہ اگر ان کو یوسف علیہ السلام کے متعلق قبل از وقت علم ہوتا تو وہ اُن کو بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے۔

اور کُنوئیں سے نکال لیتے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یعقوب علیہ السّلام کو تمام واقعہ کا علم تھا۔ لیکن یوسف علیہ السّلام کا سارا واقعہ تقدیرِ مُبرم میں لکھا جاچکا تھا، جسے لازمی طور پر وقوع پذیر ہونا تھا۔ لہٰذا یعقوب علیہ السّلام کا علم تقدیرِ خُداوندی کو بدل نہیں سکتا تھا۔ اگر یعقوب علیہ السّلام اپنے علم کی بنا پر یوسف علیہ السّلام کو بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے، یا کُنوئیں سے نکال لیتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مقابلہ ہوتا اور انبیاء علیہم السّلام اللہ تعالیٰ کا مُقابلہ نہیں کرتے، بلکہ ان کا طریقہ "رضا بالقضاء" ہے۔ مُستند تفاسیر میں موجود ہے کہ مِصر کے جتنے فرعون ہُوئے ہیں ان میں سے کوئی فرعون مُسلمان نہیں تھا، صرف یوسف علیہ السّلام کا فرعون یوسف علیہ السّلام کے ہاتھ پر مسلمان ہُوا۔ اب تقدیرِ خُداوندی میں تو یہ لکھا تھا کہ فرعونِ یوسف علیہ السّلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے علم کی بنا پر یوسف علیہ السّلام کو اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے۔ تو یہ تقدیرِ خُداوندی کا مقابلہ ہوتا۔ کسی میں طاقت نہیں کہ تقدیرِ خداوندی کا مقابلہ کرے۔

منکرینِ اولیاء کے عقیدۂ فاسدہ کے ردّ میں مضمون میں طوالت ہوگئی۔ اصل کلام اس میں تھی کہ شیخ المشائخ حضورِ اعلیٰ سواگ شریف نے اپنے مشائخ کی اِتباع میں قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت فرمایا اس پر معاندین کا یہ اِعتراض تھا کہ آپ کرامت کے ذریعے اس تکلیف سے کیوں نہ بچ گئے۔ تو بندہ نے جواب دیا کہ کرامت تقدیر کا مُقابلہ نہیں کرتی۔ اللہ کے مقبول، تقدیرِ الٰہی کو بخوشی قبول کرتے ہیں اور کرامت

کے ذریعے تقدیر سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے ۔

بندہ اس مضمون کو انہی الفاظ پر ختم کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کے طفیل ہمارے گناہ معاف فرمائے، اور ہمارے دِلوں کو نورِ معرفت سے مُنور فرمائے ۔ آمین یارب العالمین ؎

أحب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحا

حرّرہ الفقیر الحقیر الی اللہ الصمد
العاجز عطا محمد چشتی گولڑوی
ڈھوک دھمن پدھراڑ تحصیل وضلع خوشاب
۱۹؍ ذی الحج ۱۴۰۸ھ
۱۳؍ اگست ۱۹۸۸ء

تقریب

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

شریعت، طریقت اور حقیقت اگرچہ تین الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن درحقیقت یہ ایک ہی سلسلے کی تین کڑیاں ہیں۔ وہ سلسلہ جسے صراطِ مستقیم کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ہر نماز میں دعا کی جاتی ہے کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا، اس لیے ہر مسلمان کو جاننا چاہیے کہ شریعت کیا ہے؟ اور طریقت و حقیقت کیا ہے؟

شریعت: احکامِ الٰہیہ کے جاننے کو کہتے ہیں۔ خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال و اخلاق سے۔

طریقت: ان احکامِ الٰہیہ کے اپنانے کو کہتے ہیں۔ یعنی عقائدِ صحیحہ مسلک اہلِ سُنّت و جماعت کے مُطابق اِختیار کیے جائیں۔ اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ اپنے اُوپر نافذ کیے جائیں۔ اور برے اعمال و اخلاق سے دامن بچایا جائے۔

حقیقت: احکامِ الٰہیہ کے بجا لانے کے ثمرات و نتائج کا حاصل ہونا ہے۔

اس تفصیل کو ایک مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ عِلمِ طِب پڑھنے سے انسان کو دواؤں کی خصوصیات کا پتا چل جاتا ہے، اس کے بعد دواؤں کے اِستعمال کا مرحلہ آتا ہے۔ تیسرے درجے میں بیمار کا تندرست ہونا آتا ہے۔ اِسی طرح علمِ کلام،

فقہ اور اخلاق کی کتابیں پڑھنے سے علم حاصل ہوگیا۔ یہ علمِ شریعت ہے۔ اس علم کو اپنے ظاہر و باطن پر جاری کرنا طریقت ہے۔ اور طریقت کے فوائد و ثمرات کا حاصل ہونا حقیقت ہے۔ اس درجے میں جو علم حاصل ہوگا وہ یقینی اور شک و شُبہ سے پاک ہوگا۔ اعمالِ صالحہ اور اچھے اخلاق کے ساتھ لگاؤ کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے بغیر چین نہیں آئے گا۔

جس طرح علمِ شریعت کے لیے اُستاذ کی ضرورت ہے، اسی طرح طریقت کے لیے بھی ایک رہبر اور راہنما کی ضرورت ہے، جسے مُرشد اور پیر کہتے ہیں۔ حضرت مولانا جلالُ الدّین رومی رحمہُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

پیر کا دامن پکڑ لے، کیونکہ یہ سفر پیر کے بغیر آفت، اور خوف و خطر سے بھرا ہُوا ہے۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی پیر و مُرشد کے دامن سے وابستہ ہونے سے پہلے یہ اِطمینان کرلیا جائے کہ وہ صحیح عقائد و اعمال کا حامل ہے یا نہیں؟ نیز اس کی مجلس میں حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی یاد آتی ہے یا نہیں؟۔ اس کی ہم نشینی سے عبادات اور اعمالِ صالحہ کا شوق دِل میں پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟۔ اگر کسی مُرشد میں یہ اوصاف پائے جائیں تو اس کی وابستگی کو غنیمت جانا جائے اور دل و جان

سے اس کی خدمت کرکے فیض حاصل کیا جائے۔

ان ہی اوصاف کے حامل، سواگ شریف ضلع لیّہ میں ایک عارفِ کامل حضرت خواجہ غلام حسن رحمہُ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، وہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرّہٗ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ایسے ولیِ کامل کے مُرید اور خلیفۂ ارشد تھے۔ حضرت خواجہ غلام حسن قدس سرّہٗ کو اپنے مُرشدِ گرامی سے سلسلۂ نقشبندیہ میں اِجازت و خلافت تھی۔ مُرشدِ کامل کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں باقی تین سلسلوں کی اجازت عطا فرمائی، لیکن آپ کو سلسلۂ نقشبندیہ سے زیادہ شغف تھا۔

حضرت خواجہ غلام حسن رحمہُ اللہ تعالیٰ کی زبان اور نظر میں بے پناہ تاثیر تھی۔ آپ کی تبلیغ و تلقین سے سینکڑوں غیرمسلم حلقہ بگوشِ اِسلام ہُوئے۔ ایک دفعہ اسی بناء پر آپ پر مقدمہ دائر کردیا گیا کہ یہ زبردستی لوگوں کو مسلمان بنالیتے ہیں۔ آپ نے کچہری میں متعدد افراد کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا: ”اس کو میں نے کہا ہے کہ مسلمان ہوجا۔“ جس کی طرف اِشارہ کرتے، وہ کلمہ پڑھنے لگ جاتا۔ بد مذہب ان کے ارشادات سُن کر تائب ہوجاتے۔ اور مسلکِ اہلِ سُنّت اِختیار کرلیتے۔ بدعمل مُتبعِ سُنّت بن جاتے۔ غرض یہ کہ وہ ان اربابِ کمال میں سے تھے، جن کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آتی ہے اور دِل میں اِتباعِ شریعت و سُنّت کا جذبہ انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔

حضرت خواجہ غلام حسن، سواگ شریف قدس سرّہٗ نے سلوک کی تکمیل کرانے کے بعد، میانوالی، کیمبل پور (اٹک)، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بلوچستان کے سینکڑوں مُریدین کو سندِ خلافت و اِجازت عطا فرمائی، جنھوں نے آپ کے مشن کو جاری رکھا، اور لاکھوں افراد کو فیض یاب کیا۔

۱۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء کو حضرت کا وصال ہُوا سواگ شریف ضلع لیّہ میں آپ کا مزارِ پُر انوار ہے، جہاں ہر سال عُرس ہوتا ہے۔ آپ کے اخلاف میں سے حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحب مدظلہٗ، سجادہ نشین آستانۂ عالیہ سواگ شریف نے شمعِ معرفت جلائی ہُوئی ہے اور آپ کے مشن کو جاری رکھا ہُوا ہے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

۱۲ر اگست ۱۹۹۱ء

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

تعارف

ابو الانوار محمد عبدالرحمن حسنی

آستانہ عالیہ شاہ والا شریف (خوشاب)

سید الاولیاء المتاخرین، سند العلماء الراسخین، حجۃ الکاملین، حامئ دینِ متین
خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۳۵۸ھ)

ان اولیاء کاملین میں سے ہیں جنھوں نے تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے اوّل میں اِعلاء کلمۃ الحق، تبلیغِ دینِ متین۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر. اشاعتِ سُنّتِ نبویّہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) و اماتت بدعتِ سیّئہ کے ذریعہ ایک عظیم اِنقلاب برپا کیا۔ شریعت و طریقت کے اس آفتابِ عالم تاب کے دست حق پرست پر سینکڑوں غیر مسلم حلقہ بگوشِ اِسلام ہُوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں فاسق و فاجر تائب ہُوئے. لاتعداد مُجرم پیشہ بیعت ہونے کے بعد نہ صرف خود تقویٰ و طہارت کا پیکر بنے. بلکہ اکثر خلافت و اِجازت سے مشرف ہوکر لوگوں کی ہدایت اور طریقہ کی اِشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اس گلِ سرسبد نے نگاہِ ولایت کی تاثیر سے دلوں میں نقش "اَلّا اللہ" اس طرح ثبت کیا کہ اِنقلاب زمانہ اس کو مٹانے سے قاصر رہا۔

اگر ولی کی یہ تعریف ہے کہ "جسے دیکھ کر خُدا یاد آئے۔" تو بلاشک حضرت پیر سواگؒ "اذا رؤا ذکر اللہ" کی تصویر تھے۔

اگر ولی وہ ہے کہ جس کی سیرت وصُورت ، ظاہر و باطن قرآن و سُنّت کے مُطابق ہو تو لاریب حضرت خواجہ غلام حسن سُنتِ مُصطفےٰ کا پیکر اور اخلاقِ محمدی کا نمونہ تھے۔

اگر ولی صاحب کرامت کو کہتے ہیں تو یقیناً حضرت پیر سواگ شریعت وطریقت کا وہ مجمع البحرین ہیں ، جن کی کرامتیں حد شمار سے باہر ہیں۔

اگر ولی اس کو کہتے ہیں کہ جس کی زبان پر ذکرِ محبوب اور دل میں فکرِ محبوب ہو تو حضرت پیر سواگ وہ مَردِ باخُدا تھے جو نہ صرف خود ذکر و فکر میں محو رہے بلکہ باطنی تصرّف سے ہزارہا لوگوں کو عُمر بھر کے لیے ذاکر بنا دیا۔ اس عالمِ بے ریا و درویش باصفا کی نگاہِ کیمیا اثر نے مُردہ دِلوں کو زندگی اور زندوں کو پائندگی عطا کی۔

آسمانِ ولایت کے اس شمسِ ہدایت نے ذرے ذرے کو انوار و تجلّیات سے معمور کر دیا۔ اس صاحبِ ہمت وعزیمت اور پیکرِ حُرّیت و اِستقامت نے اپنی تربیت سے :

بحرالعلوم ' جامع شریعت و طریقت حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب سواگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

ثانیٔ لاثانی۔ فخر المشائخ حضرت خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی۔

حضرت خواجہ گل حسن صاحب مرشد آبادی

حضرت خواجہ محمد عبد اللہ صاحب المعروف پیر بارو صاحب۔

حضرتِ خواجہ محمد عبد الغفور صاحب المعروف "باباجی"

صاحب دریا شریف۔

حضرت خواجہ فقیر سُلطان علی صاحب نقشبندی مجددی شاہ والا شریف۔

حضرت خواجہ غلام قاسم صاحب کمبوہ۔ اور

حضرت خواجہ محمد اسد صاحب ترین رحمہم اللہ تعالیٰ۔

جیسی سینکڑوں نامور ہستیاں پیدا فرمائیں۔

سفر و حضر، نشست و برخاست، گفتار و رفتار، اکل و شرب، معاملات و عبادات۔ ہر چیز میں شریعتِ مطہرہ کی پابندی ملحوظ رکھی۔ سادہ مزاج، سادہ خوراک اور سادہ لباس میں ملبوس رہنے کے ساتھ ساتھ تواضع و انکساری کا پیکر اور سراپا ادب و حیا تھے۔ لیکن بایں ہمہ ہیبت و جلال اور رعب اس قدر کہ بڑے بڑے رؤسا اور ظالم و جابر محفل میں دم مارنے کی جرأت نہ رکھتے ہے

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست
ہیبتِ ایں مرد صاحب دلق نیست

○

حسب و نسب، عاداتِ مُبارکہ و معمولاتِ خاصہ

والدِ گرامی کا نام ملک لعل بن احمد یار بن یار محمد ہے۔ آپ کی قومیّت سواگ ہے۔ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر موضع

ڈگر سواگ ضلع لیہ جائے ولادت ہے ۔ سنِ ولادت ۱۲۶۷ھ معلوم ہُوا ہے ۔ اور سنِ وصال بالاتفاق ۱۳۵۸ھ ہے ۔

آپ کا قد متوسّط ، رنگ گندمی ، ابرو کشادہ تھے ۔ رِیش مُبارک سفید اور دراز تھی ۔ لباس سادہ اور سفید استعمال فرماتے کبھی نیلا اور سیاہ تہبند بھی استعمال کرتے ۔ عمامہ شریف ہمیشہ سفید باندھتے ۔ گرمی ہو یا سردی سر پر چادر اوڑھتے اور عصا ہاتھ میں رکھتے ۔ خانقاہ شریف میں حاضر ہونے والوں کی خبرگیری خود فرماتے ۔ جب تک صحت قائم رہی لنگر شریف اپنے ہاتھ مُبارک سے تقسیم فرماتے ۔

نماز پڑھاتے ہُوئے طویل سوتیں ترتیل کے ساتھ پڑھتے ۔ نمازِ تہجد و اشراق کبھی قضا نہیں ہوئی ۔ صلوٰۃ تسبیح بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر پڑھتے ۔ ایک مدت تک حصن حصین شریف اور دُعاء حزب البحر کا ورد فرماتے رہے ۔ قرآن مجید کا ختم عموماً ایک ماہ میں اور ماہِ رمضان میں ایک ہفتہ میں اور کبھی اس سے کم و بیش وقت میں فرماتے ۔ رات کے وقت بنفسِ نفیس لوگوں کو تہجد کے لیے بیدار فرماتے ۔

دو وقت یعنی بعد از فجر و بعد از نمازِ عصر مراقبہ کی تاکید فرماتے ۔ تمام ختوم میں خود بیٹھتے ۔ مگر آخر عمر میں صبح کے ختم میں ضرور شرکت فرماتے ۔

جمعہ و عیدین کا غسل کبھی ناغہ نہیں فرمایا ۔ غسل کے بعد نئے کپڑے اور قبا زیبِ تن فرماتے ۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک

کرنا اور ریش مُبارک میں کنگھی کرنا عادتِ مُبارک تھی۔

۱۲ ربیع الاوّل شریف اور عیدین کے موقع پر کثیر تعداد میں ختم قرآن مجید اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات فرماتے۔

رمضان المبارک میں ایک ختم تراویح میں سُنتے۔ ۲۷ رمضان شریف کو ختم فرماتے۔ تراویح کے بعد سورۃ الملک خود تلاوت فرماتے۔ اور آخر عُمر میں حافظِ قرآن سے سُنتے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اِعتکاف بھی بیٹھتے۔ عید کے دِن زائرین و سائلین کے لیے وسیع لنگر کا اِنتظام کیا جاتا۔

تجدیدی کارنامے

دینِ اِسلام کی اِشاعت

سُنّتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سربلندی اور تبلیغ دِین متین کے سلسلہ میں پیر سواگ کے اِنقلابی کارناموں کو دیکھ کر یہ یقین کرنے میں کوئی تامل باقی نہیں رہتا کہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے مُجدد تھے۔ آپ علم و عمل کا حسین اِمتزاج اور شریعت و طریقت کا روشن چراغ تھے۔

آپ اپنی پُوری زندگی میں لادینیت، بدعقیدگی اور بُرائی کے خلاف مصروفِ جہاد رہے۔

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابوداؤد شریف) اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دِین کی تجدید کرے گا۔

"عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ" کے تحت مُحدّثین نے یہ وضاحت کی ہے، مجدّد کے لیے ضروری ہے کہ ایک صدی کے آخر اور دُوسری صدی کی اِبتداء میں اس کے علم و عرفان اور شرف و فضل کا خوب شہرہ اور چرچا ہو۔ مجدد کی علامت یہ ہے کہ وہ شریعت و طریقت اور علوم ظاہرہ و باطنہ کا جامع ہو۔ سُنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کو مٹانے میں سرگرم ہو۔ اس کے وعظ و نصیحت اور اِرشاد و تبلیغ سے لوگوں کو نفعِ کثیر پہنچے۔

لہٰذا جس شخص نے صدی کے آخر کو نہیں پایا اور اس زمانہ میں اس سے احیاء دین نہیں ہُوا تو وہ مُجدّدین کی فہرست میں شامل نہیں۔

تاریخِ اِسلام میں جتنے بھی مجددین گزرے ہیں، ان سب کی تاریخِ ولادت و وصال سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے۔

مثلاً ہم تاریخ کی ان تین عظیم شخصیتوں کی تاریخِ ولادت و وصال کا ذکر کرتے ہیں جن کے مجدد ہونے پر اُمت کا اِتفاق ہے۔ اِس تناظر میں حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تاریخِ ولادت و تاریخِ وصال بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت غوثُ الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ	ولادت ۴۷۱ ھ وصال ۵۶۲ ھ
حضرت مُجدد الف ثانی سیدنا شیخ مُحمد احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ	ولادت ۹۷۱ ھ وصال ۱۰۳۴ھ
مُجددِ ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ	ولادت ۱۲۷۲ھ وصال ۱۳۵۴ھ
غوثِ زمان حضرت مولانا خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ	ولادت ۱۲۶۷ھ وصال ۱۳۵۸ھ

آپ کی تاریخِ ولادت و تاریخِ وصال کو دیکھ کر یہ واضح ہوجاتا کہ "علیٰ راسِ کل مائۃ سنۃ" کی شرط آپ میں پائی جاتی ہے۔ اور علماء محققین نے تصریح کردی ہے کہ ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدد بھی ہوسکتے ہیں۔

محدثِ شہیر حضرت علامہ علی قاری رحمۃُ اللہ الباری اپنی مشہورِ آفاق کتاب "مرقاۃ" شرح مشکوۃ میں رقمطراز ہیں:

والاظہر عندی واللہ اعلم ان المراد بمن یجدد لیس شخصا واحدا بل المراد بہ جماعۃ یجدد کل احد فی بلد فی فن او فنون من الامور الشرعیہ ماتیسر لہ من الامور التقریریۃ او التحریریۃ۔

(مرقاۃ ص ۳۰۲ کتاب العلم)

اور میرے نزدیک زیادہ ظاہر یہی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جاننے والا ہے کہ (حدیث پاک میں) "من یجدد" سے ایک شخص مُراد نہیں، بلکہ اس سے جماعت مُراد ہے۔ جس کا ہر فرد کسی (بھی) شہر میں امور شرعیہ کے ایک فن یا متعدد فنون میں تجدید کر رہا ہے۔ خواہ وہ تقریر کے ذریعہ سے ہو یا تحریر کے ذریعہ سے۔

اِسی حدیث کے تحت حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃُ اللمعات میں فرماتے ہیں:

"بعض گفتہ اند کہ اولیٰ حمل بر عموم است خواہ یک کس باشد یا جمعے باشند، چہ کلمۂ "مَن" واقع می شود، بر واحد و بر جمع۔ و نیز مخصوص نیست بعلماء و فقہاء بلکہ شامل است ملوک و امراء و قراء و اصحابِ حدیث و زُہاد و عُبّاد و علماءِ نحو و اربابِ سیر و تواریخ و اغنیاء و اسخیا کہ اموال و اشیاء را بر علماء و صلحاء و مصارف خیر صرف کنند و باعث ترویج و تقویتِ دین گردند۔ و جمیع طوائف را کہ بوجودِ ایشاں قوتے و کمالے و رواجے در دین پَیدا آمد"۔ انتہیٰ

"و اگر عمومِ بلاد و دیار نیز اِعتبار کنند تا شاید کہ دریک زمان در ہر شہرے یکے یا جماعت پَیدا شوند بایں صفت دُور نہ باشد"۔

بعض حضرات کے نزدیک (حدیث پاک میں "من یجدد" کے لفظ کو) عموم پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے (یعنی مجدّد) خواہ

ایک شخص ہو یا ایک جماعت ہو، کیونکہ کلمہ "من" واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے۔ نیز مجدد صرف علماء و فقہاء کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ بادشاہ، امراء، قراء، صاحب حدیث اور زہاد و عباد اور علماء نحو، صاحب سیر و تواریخ اور وہ دولت مند اور سخی لوگ جو اپنے مال و دولت کو علماء و صلحاء پر اور نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور دین کی اشاعت و تقویت کا باعث بنتے ہیں اور ہر وہ گروہ جس کے وجود سے دین میں کمال اور قوت اور ترویج پیدا ہوتی ہو سب کو شامل ہے۔

اور اس میں شہروں اور ملکوں کا شمول مراد لینا بھی بعید نہیں۔ حتی کہ ایک وقت میں ہر شہر میں ایک شخص یا ایک جماعت ایسی پیدا ہو سکتی ہے جو ان اوصاف سے، جو مجدد میں پائے جاتے ہیں، موصوف ہو۔

حضرت پیر سیال کے علم و عرفان، احیاء شریعت، کفر و شرک اور بدعت و الحاد کے خاتمہ کی تفصیل آپ کی سوانح حیات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

مگر یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّم ہے کہ آپ نے پوری زندگی کلمۂ حق کی اشاعت میں صرف کی۔ آپ نے اپنی نگاہ کے فیضان سے سینکڑوں غیر مسلم ہندوؤں اور سکھوں کی تقدیر بدل کر انھیں حلقہ بگوشِ اسلام کیا۔ قریہ قریہ، بستی بستی اور گھر گھر جا کر احکامِ خداوندی کو پہنچایا۔ آپ کی توجہ سے ہزارہا بدعقیدہ راہِ راست پر آ گئے اور مسلکِ اہلِ سنّت کے پابند ہوئے۔

بے شمار سکھ نوجوانوں کو نہ صرف مسلمان کیا بلکہ اُنھیں مکمل دینی تعلیم سے آراستہ کر کے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ صرف گوشہ نشین عابد ہی نہ تھے بلکہ باطل کے خلاف میدان میں نکل کر برسرِ پیکار رہے۔ دینِ اِسلام کی عظمت کے لیے امامِ ربانی محبوبِ سُبحانی حضرت مجدد الف ثانی سیدنا شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سُنّت کو زندہ کرتے ہُوئے قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ صرف اس "جرم" کی پاداش میں آپ پر بے شمار مقدمے چلائے گئے کہ جو غیر مسلم بھی آپ کے سامنے آتا ہے وہ تیرِ نگاہ کا وار برداشت نہ کرتے ہُوئے بے ساختہ مسلمان ہو جاتا ہے

خُونے نہ کردہ ایم و کسے را نہ کُشتہ ایم
جُرمم ہمیں کہ عاشقِ روئے تو گشتہ ایم

آپ اپنی محفل میں خلافِ شرع حرکت و جُنبش بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ آپ کی سیرت کا مُطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ اخلاق سے موصوف ہونے کے باوجود، جب بھی کبھی شریعتِ مطہرہ کی معمولی خِلاف ورزی ہوتی تو آپ کے چہرہ پر غصّہ اور جلال کے آثار فوراً ظاہر ہو جاتے۔ حتیٰ کہ لوگ، آپ کی محفل میں اپنے دِل کی بھی نگرانی کرتے تھے۔ اگر کسی کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہوا تو آپ کے قلبِ مُبارک پر فوراً عکس پڑتا اور آپ اس کی اِصلاح فرما دیتے۔

پیرِ طریقت کی بیعت و خدمت

آپ بچپن ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہو گئے۔ مگر سعادتِ ازلی نے نامعلوم انداز میں اس دُرِ یتیم کی راہ نمائی فرمائی۔ تحصیلِ علمِ دین کے لیے آپ نے مُختلف مقامات کا سفر اختیار فرمایا۔ بالآخر آپ حضرت مولانا نور خان صاحب کے پاس "چکڑالہ" تشریف لے گئے۔ مولانا موصوف، قطبُ الارشاد غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی (المتوفیٰ ۱۳۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں سے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کو اپنے مشفق اُستاذ کے ہمراہ "موسیٰ زئی شریف" میں غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں شرفِ باریابی حاصل ہُوا۔ زیارت کرتے ہی دِل میں ذکرِ الٰہی کی آتشِ شوق بھڑک اُٹھی۔ بیعت کی درخواست پیش کی، جو قبول ہُوئی۔ شرفِ بیعت حاصل کر لینے کے بعد آپ پھر ظاہری علوم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد پیر و مُرشد کی خدمت میں نو سال کا عرصہ اقامت پذیر رہ کر باطنی علم حاصل کیا۔

اخلاص و وفا کے اس پیکر نے اس عرصہ میں اپنے پیر و مُرشد کی غلامی و خدمت کا حق ادا کیا۔

حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ والغفران نے اس جوہرِ قابل کی صلاحیتوں کو دیکھ کر ایک دن اپنی دستارِ مبارک اُتاری اور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر پر رکھ کر خلافت، و اجازت سے مشرف فرمایا۔

چنانچہ حضرت مولانا حکیم عبد الرسول صاحب بکھر باروی نے جو منظوم ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے، اس میں لکھتے ہیں ؎

شہیر از نقشبندانِ گرامی
خلیفہ حضرتِ عثمانِ نامی

راقم الحروف نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۳۹۹ھ) (جو کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ مجاز ہیں اور تیئیس سال کا عرصہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالےٰ کے آستانۂ عالیہ پر آمد و رفت اور حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے) سے کئی بار سنا، آپ فرماتے تھے کہ تین شخصیتوں کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ العزیز نے بیک وقت خلافت عطا فرمائی تھی:

۱۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب دندہ شاہ بلاول رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۔ حضرت پیر سید امیر شاہ صاحب گنجیال شریف۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۳۔ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ

چونکہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت میں حد درجہ

رقّت اور تواضع تھی' اِس لیے آپ پر گریہ و زاری طاری ہوگئی۔

حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ العزیز نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔

آپ نے جواباً عرض کیا: حضور! یہ دونوں حضرات (سیّد لعل شاہ صاحب و سیّد امیر شاہ صاحب) تو سیّد ہیں اور میں جٹ ہوں۔

آپ نے اِرشاد فرمایا: مولوی غلام حسن صاحب! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر ایک ایسا وصف رکھا ہے جو اس زمانہ کے کسی ولی میں نہیں۔

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ "ہمارے خیال میں آپ کا وہ اِمتیازی وصف جس کی طرف حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت عطاءِ خلافت اِشارہ فرمایا' یہ تھا کہ جس ہندو اور سِکھ پر آپ کی نگاہ پڑجاتی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتا۔"

آپ کے اس وصف نے اس قدر شہرت اِختیار کرلی تھی کہ جہاں کہیں بھی آپ تشریف لے جاتے' وہاں کے ہندو اور سِکھ چُھپتے پھرتے تھے اور نوجوانوں کو سختی سے منع کرتے کہ وہ آپ کی محفل میں نہ جائیں۔ بلکہ آپ کے سامنے سے گزرنے سے بھی گریز کریں۔

اس کے بعد آپ نے سراج السالکین حضرت صاحبزادہ محمد سراج الدین[1] رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آمد و رفت جاری رکھی۔

---

[1] المتوفیٰ ۱۳۳۳ھ

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کئی مرتبہ فرماتے تھے کہ "فقیر نے چالیس سال تک اپنے پیرانِ عظام کی خدمت کا شرف حاصل کیا"۔

خدمت و جاں نثاری، اخلاص و وفا شعاری میں آپ تمام خُلفاءِ موسیٰ زئی شریف سے گوئے سبقت لے گئے۔

چالیس چالیس اُونٹ غلّہ کے بنفسِ نفیس لنگر شریف مُوسیٰ زئی کے لیے حضرت صاحبزادہ محمد سراج الدین رحمہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیے۔

بالخصوص جب صاحبزادہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ نے "دریا خان" میں ایک کُنواں اور ایک عظیم الشان بنگلہ تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت پیر سواگ نے پُورے اخلاص، و محبت اور محنت و جانفشانی سے شب و روز تعمیر کے کام میں حِصّہ لیا۔ اور جب تک کُنواں اور بنگلہ مکمل طور پر تیار نہ ہُوئے، آپ دریا خان میں مقیم رہے۔

جوں ہی تعمیر کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا تو راہنمائے کاملین حضرت خواجہ محمد سراج الدّین صاحب تشریف لائے۔ اور آپ نے اِنتہائی خوشی میں حضرت خواجہ غلام حسن صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا: "مولوی صاحب! میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو دین و دُنیا کا بادشاہ بنائے۔

عارف کامل کی زبان سے نِکلنے والے الفاظ زیورِ قبولیت سے آراستہ ہُوئے۔

پیرِ کامل کی دُعاؤں کا نتیجہ اور شیخِ طریقت کی خدمتوں کا صلہ ہی تھا کہ حضرت پیر سواگ اپنے زمانہ میں آسمانِ ولایت پر مہِ کامل بن کر چمک اُٹھے۔

آپ نے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو ترویج و اشاعت کے ذریعے اس عُروج پر پہنچایا کہ لوگوں کو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کا زمانہ یاد آنے لگا۔

علمِ دِین سے محبّت

علمِ دین اور علماءِ دین سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ علماء وطلباء کی بہت قدر فرماتے۔ جب بھی کوئی عالمِ دین یا طالب علم آپ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تو ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ خدمتِ دینِ متین کی ترغیب دلاتے اور بوقتِ رُخصت نقدی اور زادِ راہ بھی عطا فرماتے۔

علماءِ دین اور سادات کا اِحترام ہمیشہ ملحوظِ خاطر رہتا۔ کوشش فرماتے کہ "عالم" اور "سید" خالی نہ جائے۔ مادی اور رُوحانی ہر قسم کی دولت سے ان کے دامن کو مالا مال فرمانے کی پُوری سعی فرماتے۔ علمِ دِین ہی سے محبّت کی وجہ سے آپ کو کتابوں سے بہت زیادہ اُنس تھا۔

چنانچہ آپ نے اپنے صاحب زادہ زبدۃ الفضلاء حضرت

خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک عظیم الشان کتب خانہ تیار کیا۔ جس میں مختلف قسم کی درسی وغیر درسی نایاب کتب کا ذخیرہ موجود تھا۔ چنانچہ آج بھی حضرت مولانا عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات کے بعض قلمی نسخے اس کتب خانہ میں موجود ہیں۔

علمِ دین سے آپ کی محبت علمِ دین کی قدر و منزلت، اِسلامی عُلوم و فنون کی بقاء اور حفاظت کا جذبہ کس قدر آپ کے دِل میں موجزن تھا؟ اس سلسلہ میں ایک واقعہ پیش کرنا بے محل نہ ہوگا، جو راقم الحروف نے امامِ اہلِ سُنّت، استاذ العرب والعجم، جامع المعقول والمنقول، ملکُ العلماء، سیدی وسندی حضرت علّامہ الحافظ مولانا عطاء محمد صاحب چشتی گولڑوی بندیالوی دامت برکاتہم العالیہ سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

میں جب لاہور میں مولانا مہر محمد صاحب رحمہُ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیرِ تعلیم تھا۔ اس دَوران ایک مرتبہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ سید اکبر علی شاہ صاحب کے ہاں اچھرہ تشریف لائے، سید صاحب موصوف آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ مدرسہ کے ایک اور طالب علم کے ہمراہ میں بھی آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہُوا۔

آپ نے سادہ اور سفید لباس زیبِ تن فرما رکھا تھا۔ "درسِ نظامی" کے متعلق گفتگو شروع ہوئی تو حضرت موصوف نے اِرشاد فرمایا: "آج لوگوں نے درسِ نظامی کی کتابوں کے لیے مقامِ درس مقرر کر دیا ہے، جو کہ نامناسب ہے۔ کیونکہ

مصنّف جس فن میں بھی کوئی تصنیف کرتا ہے تو اس کی پُوری کتاب یکساں طور پر پڑھنے کے قابل ہوتی ہے۔ کتاب کے بعض حِصّوں کو بعض پر ترجیح دینا درست نہیں ہے۔"

آپؒ نے فرمایا: "ہم نے اپنے بیٹے (حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز) کو درسِ نظامی کی ہر کتاب مکمل پڑھائی ہے۔"

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اِسلامی علوم و فنون کی بقاء کِس قدر آپ کے پیشِ نظر تھی؟

اپنے علمی میراث کی حفاظت کا یہ جذبہ و احساس، عُلومِ دِینیّہ سے آپ کے قلبی لگاؤ کا بین ثبوت ہے۔ اور دَورِ حاضر کے "اِختصار پسند" علماء و طلباء کے لیے درسِ عبرت ہے۔

وعظ و تبلیغ کی تاثیر

آپ کی زبانِ مُبارک میں بے پناہ اثر تھا۔ ع

"دِل سے جو بات نِکلتی ہے اثر رکھتی ہے"

کے مِصداق آپ کے دہنِ مُبارک سے نِکلنے والے کلماتِ طیّبات سامعین کے دِل میں گھر کرجاتے۔ تبلیغ دین کے لیے جگہ جگہ وعظ فرمانے کی خاطر تشریف لے جاتے۔ دس دس ہزار آدمی آپ کے وعظِ مُبارک میں شریک ہوتے۔ اور درد و اُلفت

سوز و گداز و تقویٰ و توبہ کی متاعِ گراں مایہ لے کر واپس آتے ۔ آپ کے وعظ کی یہ خصوصیت تھی کہ مجمع میں تمام لوگ توبہ کر کے اُٹھتے ۔ اور بقیہ زندگی شرع شریف کے احکام کے مطابق بسر کرنے کا تہیہ کر لیتے ۔

* * *

سیّد الاصفیاء حضرت خواجہ فقیر سُلطان علی صاحب قدس سرہٗ العزیز (شاہ والا ضلع خوشاب) راوی ہیں کہ حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ "شاہ والا جنوبی" میں تشریف لائے ۔ آپ کے ساتھ علماء کی کثیر تعداد تھی ۔ تین دن تک وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا ۔ آخری روز حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ تقریر کے لیے جلسہ گاہ میں تشریف لائے ۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ دُور دراز کا سفر طے کر کے آپ کی زیارت کرنے اور وعظ سُننے کے لیے آچکے تھے ۔

آپ کے دوشِ مُبارک پر سُرخ رنگ کا رومال تھا ۔ حضرت نے تقریر سے پہلے رومال گھما کر تمام حاضرین کو کلمۂ طیّبہ پڑھنے کا حکم دیا ۔ آپ فرماتے ہیں کہ محسوس یہ ہُوا کہ حضرت موصوف نے رومال لہراتے ہی اپنی توجّہ کو سامعین کی طرف منعطف کر دیا تھا ۔ چنانچہ تمام سامعین پر یک دم رِقّت طاری ہوگئی ۔

آپ نے مُختصر خُطبہ پڑھا اور فرمایا:

"صَدَقَ اللّٰہ" سچّا ہے اللہ !

"وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ" اور سچّا ہے

الله کا رسول (صلی الله علیہ وسلم)

اتنا کہنا تھا کہ ہزاروں کا اجتماع زار و قطار رونے لگا۔ ہر طرف آہ و فغاں اور صدائے گریہ کا شور بلند ہُوا۔ خود حضرت پر بھی رقت طاری تھی۔ اِجتماع میں جتنے بھی۔ بے نماز، مجرم پیشہ یا چور ڈاکو موجود تھے، سب اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ اور باآوازِ بلند اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کرکے آئندہ تمام زندگی شریعتِ مطہرہ کے مُطابق بسر کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

حاضرین کی گریہ زاری و بے قراری اور رقت و سوز بہت دیر تک برقرار رہا۔ حتیٰ کہ اس سے زیادہ نہ تو حضرت نے کچھ وعظ فرمایا اور نہ ہی اہلِ محفل میں سُننے کی تاب باقی رہی۔

کتنی میٹھی ہے گفتگو اُس کی
جب بھی بولے فضا میں رس گھولے

بکھرے جاتے ہیں لولوئے لالاء
اور کُچھ دیر وہ حبیں بولے

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اثر پذیری کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ یقیناً برمحل ہوگا۔ یہ واقعہ بھی راقم الحروف سے درسِ نظامی کی عظمتوں کے امین۔ اِسلامی علوم و فنون کے محافظ علماء ربّانیین کی یادگار۔ ملک و ملّت کی متاعِ بے بہا۔ ایشیا کے

عظیم محقق، ملک المدرسین حضرت علامہ الحاج حافظ مولانا عطا محمد صاحب چشتی گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمایا:

آپ فرماتے ہیں کہ "وادئ سُون سکیسر میں ایک بستی "وسنال" کے قاضی صاحب میرے اُستاذ تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ جھنگ جیل میں تشریف لائے اور داروغۂ جیل آپ کا مُرید ہوگیا۔ جب بھی کوئی شخص ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تو اسے اجازت مِل جاتی۔ چنانچہ ہم بھی ملاقات کی خاطر جھنگ جیل گئے۔ بہت سے اور لوگ بھی برائے ملاقات حاضر تھے۔ آپ نے دَورانِ گفتگو سرائیکی زبان میں کچھ اشعار سادہ انداز میں پڑھے۔ لیکن خُدا جانے ان میں کیسی کشش اور تاثیر تھی کہ تمام سامعین پر گریہ و رقت طاری ہوگئی اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم نے محسوس کیا کہ جیل کے در و دیوار بھی اس گریہ زاری میں ہمارے ساتھ شریک ہیں ؎

بگوشِ گل چہ سخن گفتہ، کہ خندان است
بہ عندلیب چہ فرمودۂ کہ نالان است

وفات حسرت آیات

آخری عُمر میں آپ کو بخار اور سعال کی شدید تکلیف لاحق ہُوئی۔ موسمِ سرما میں تکلیف رہنے لگی۔ اور گرمیوں میں قدرے افاقہ رہتا۔ علاج کرانے کے باوجود صحت و طاقت روز بروز رُوبہ تنزّل ہونے لگی۔ غذا برائے نام ہی استعمال فرماتے۔ کبھی طعام کے چند لقمے یا شوربہ کے چند گھونٹ اور کئی ہفتے صرف پانی پر ہی اِکتفا فرماتے۔ مگر رمضان شریف میں عدمِ طاقتی کے باعث تراویح بیٹھ کر ادا فرمائیں۔ رمضان شریف کے بعد مرض نے زیادتی اختیار کی اور غذا مکمل طور پر چُھوٹ گئی۔ نماز باجماعت حجرہ شریف میں بیٹھ کر ادا فرمانے لگے۔ تا آنکہ نشست و برخاست کی بھی طاقت نہ رہی۔ حکماء نے یونانی علاج بہت کیے۔ مگر افاقہ نہ ہُوا۔ حتیٰ کہ ربیع الثانی میں مرض شدید ہُوا۔ مزاج پُرسی کرنے والوں کو اپنی وفات کی خبر خود دینے لگے۔

چنانچہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ نمازِ عشاء کے بعد ظاہری و باطنی علوم کا یہ مجمع البحرین اور شریعت کا آفتاب عالم تاب اپنی نُورانی کِرنیں بکھیر کر آسمانِ دُنیا سے غائب ہوگیا۔

خلقِ خُدا کا جمِّ غفیر اور مُسلمانوں کا انبوہِ کثیر آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہُوا۔

خانقاہ سراجیہ حسن آباد تھل میں حضرت صاحبزادہ خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز کے مزارِ پُر انوار کی شرقی جانب مدفون ہُوئے ۔

حضرت مولانا محمد افضل صاحب نے تاریخ وصال اِس شعر سے نکالی ہے : ؎

"مقام یافت درجنّت زِ ایزد"
۱۳۵۸ھ
"ولیِّ ایزدی" و "مُرشدِ خلق"
۱۳۵۸ھ

نیز مصرع :
"غلام حسن حامئ دینِ الٰہی"
۱۳۵۸ھ

سے بھی سنِ وصال نِکلتا ہے ۔

مولانا حکیم عبد الرسول صاحب کلاں ساکن بکھربار ضلع شاہ پور نے تاریخ وصال اس سے اِستخراج کی : ؎

گفت تاریخ باسرِ اندوہ
کہ "غلامِ حسن منیبُ اللّٰہ"
۱۳۵۸ھ

یہ شعر بھی سنِ وصال کے سلسلہ میں حکیم صاحب موصوف کا ہے۔

بہ عبد از بہرِ تاریخش خرد گفت
بگو با "درد جنّت رفت زاہد"
۱۳۵۸ھ

ثانیٔ لاثانی حضرت خواجہ غلام محمّد سواگوی

حضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کے تین صاحبزادے تھے:

حضرت مولانا خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحب
حضرت خواجہ غلام محمد صاحب

آخری دونوں حضرات بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہونہار فرزند ارجمند تھے۔ آپ کا سنِ ولادت ۱۳۰۶ھ ہے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور آپ اپنے والد گرامی قدس سرہ السامی کی حیات ہی میں بارہ ربیع الاوّل ۱۳۴۶ھ میں وصال فرما گئے۔

مولانا حکیم عبد الرسول مرحوم کے اس شعر سے تاریخِ وصال ظاہر ہے: ؎

بگفتا ازغمِ ایں صدمۂ سخت
ولی و عالِم کامل جواں بخت
۱۳۴۶ھ

زبدۃ العرفاء حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہُ العزیز

کے دو فرزند تھے :

حضرت خواجہ غلام حسین صاحب

حضرت خواجہ غلام محمد صاحب

حضرت خواجہ غلام حسین صاحب جوانی میں ۲۱ر ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ کو وفات فرما گئے ۔

باہ و درد ہاتف از پئے یاد
۱۳۵۷ھ
بگفتا "داخلِ جنت بریں باد"
۱۳۵۷ھ

سے تاریخِ وصال نکلتی ہے ۔

ثانئ لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد صاحب رحمہُ اللہ تعالےٰ حضرتِ خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر ہیں۔ اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ کو آپ سے بڑی محبت تھی ۔ آپ سفر و حضر میں اعلیٰ حضرت کے ہمراہ رہے۔ آپ نے تمام کتب متداولہ پڑھیں اور درسِ نظامی کی تکمیل فرمائی ۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد حضرت پیر سواگ نے آپ کو ولایتِ کبریٰ تک تدریجاً سبق عطا فرمائے ۔ اور ۱۳۵۶ھ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک موقع پر تمام خلفاء و علماء کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی ۔

اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ نے وصال سے پہلے حضرت ثانی صاحب کو وصیت فرمائی :

> "شمارا در امانِ الٰہی سپردم۔ پرواہِ شاہ و گدا نہ کنند
> اگر درِ مسجد را لازم گیری، ہیچ حاجتِ دین و دُنیا
> نخواہد ماند۔ ہرچہ مرا از پیرانِ کبار رسیدہ شمارا سپردم۔"

> "میں تمھیں امانِ الٰہی میں دیتا ہوں۔ شاہ و گدا کی
> پرواہ نہ کرنا۔ اگر درِ مسجد کو لازم پکڑو گے تو دِین و
> دُنیا کی ہر نعمت حاصل ہوگی۔ مجھے جو کچھ اپنے
> پیرانِ کبار نے عطا کیا، سب کچھ تمھیں دیتا ہوں۔"

اس فرمان کے بعد حضرت ثانی صاحب نے "اللہ" کا نام سکھانا شروع کیا۔ لوگ جوق در جوق بیعت ہونے لگے۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد خلفاء و مُتوسّلین نے تجدیدِ بیعت کی۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں وہی معمولات مِن وعَن جاری رکھے جو اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تھے۔

آپ نے حضرتِ موصوف کے تبلیغی سلسلہ کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں اور زیادہ شان و شوکت پیدا فرمائی۔ مذاہب باطلہ کے ردّ کے لیے اور بے راہ روی و بے دینی کے سیلاب کو روکنے کے لیے آپ نے جگہ جگہ طوفانی دَورے فرمائے۔ مختلف علاقوں اور صوبوں کے لوگ آپ کے دستِ حق پرست پر تائب ہُوئے۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت اس شان سے فرمائی جس کی مثال نہیں ملتی۔

پیرِ طریقت حضرت خواجہ محمد عبد اللہ صاحب المعروف حضرت پیر بارو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو حضرت ثانی صاحبؒ نے بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرتِ ثانی کے حکم کے مُطابق حضرت پیر بارو صاحب نے سلسلۂ بیعت شروع فرمایا۔

حضرت ثانیؒ لاثانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ دینی مدارس قائم فرمائے۔ جن میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کا سلسلہ اُس وقت سے لے کر آج تک جاری ہے۔

بے دین، بد مذہب اور بدعقیدہ لوگوں کے خلاف آپ ننگی تلوار تھے۔

آپ نے اپنے تمام خلفاء کو فرمان جاری کیا کہ اپنے حلقہ میں دینی مدارس قائم کریں۔ مسلکِ اہلِ حق پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی لوگوں کو تلقین کریں۔ اور اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مہمانوں کے لیے قیام گاہیں تعمیر کروائیں۔ اعلیٰ حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزارِ پُر انوار پر روضہ شریف کی عظیم الشان و باوقار عمارت تعمیر کروائی۔ اور مسافروں کے لیے ایک وسیع و عریض بنگلہ اور مزار شریف سے مُتصل ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔

گلستانِ حنفیت کی یہ بلبلِ خوشنوا ۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ کو خاموش ہُوئی۔ ایک رسالہ "تحقیق الحق"۔ "عجائباتِ محمدی" "بیاضِ محمدی" اور "صدریاتِ محمدی" آپ کی یادگار ہیں۔

خانقاہ شریف کی توسیع اور
حضرات صاحبزادگان کی ہمت و استقامت

حضرت ثانیٔ لاثانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی قدس سرہ العزیز کے وصال پر ملال کے بعد آپ کے سب سے بڑے فرزندِ ارجمند حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحب مدظلہ العالی کو علماء و خلفاء کی موجودگی میں سجادہ نشین مُنتخب کیا گیا۔ اگرچہ آپ اس وقت نوعمر تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُس کے حبیب علیہ السلام کی نگاہِ عنایت اور حضرت پیر سواگ کی توجّہ کا صدقہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس بارِ عظیم کو پُوری ہمت و اِستقامت کے ساتھ اُٹھایا اور اس وسیع کاروبار کو اس خوش اسلوبی اور حُسنِ اِنتظام سے نبھایا کہ ہر دیکھنے والا دادِ تحسین دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے اپنی نگرانی میں اپنے چھوٹے بھائیوں،

حضرت صاحبزادہ احمد حسن صاحب۔
حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب۔
حضرت صاحبزادہ نور الحسن صاحب

کو اِسلامی علوم و فنون اور درسِ نظامی کی مکمل تعلیم دِلوائی۔ اور

حضرت صاحبزادہ منظور الحسن صاحب ۔ اور
حضرت صاحبزادہ محمود الحسن صاحب کو بھی جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام صاحبزادگان کو اعلیٰ اخلاق، سخاوت و مہمان نوازی اور جرأت و ہمّت کے ساتھ ساتھ خلقِ خُدا کی خدمت، غریب پروری، مظلوموں اور مساکین کی ہر ممکن امداد و اعانت جیسے اعلیٰ اوصاف سے سرفراز فرمایا ہے۔ مُریدین سے حضرات صاحبزادگان کی شفقت و محبّت اور دینی و دُنیوی تمام معاملات میں اپنے مُتوسّلین کی راہنمائی اور سرپرستی، لنگر شریف کی وسعت اور اِنتہائی خوش اخلاقی سے مہمانوں کی خاطر مدارات، زائرین و مریدین کے لیے ہر ممکنہ سہولت کا خیال، وہ اوصاف ہیں جو موجودہ دَور میں بہت کم آستانوں پر میّسر ہیں۔

روضہ شریف کی عمارت جوکہ بعض جگہ سے خستہ ہوچکی تھی، اُسے بنیاد سے لے کر گنبد تک حسین وجمیل سنگ مرمر سے مزیّن کیا گیا۔ اور تزئین و آرائش کا کام مسلسل جاری ہے۔ جس پر لاکھوں رُوپے کے اخراجات اُٹھ رہے ہیں۔

پُرانی مسجد شہید کردینے کے بعد ایک عظیم الشان وسیع وعریض مسجد کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے۔

بے شمار سایہ دار درخت اور خانقاہ شریف کے اِرد گِرد مہکتے ہُوئے پھُول۔ اور حدِ نگاہ تک سبزہ ہی سبزہ ایک خوشنما باغ کا منظر پیش کرتا ہے۔

عُرس مُبارک کے موقع پر خصوصًا اور پُورے سال میں عمومًا مہمانوں کے لیے حسبِ مراتب قیام و طعام کے اِنتظام میں موجودہ صاحبزادگان ذاتی دِلچسپی لیتے ہیں۔ اور بذاتِ خود مہمانوں کی خبر گیری فرماتے ہیں۔

آمد و رفت میں سہولت کے لیے دربار شریف تک پختہ سڑک تیار ہو چکی ہے۔ ٹیلی فون ڈائریکٹ ڈائلنگ کا نظام موجود ہے۔ اور علاقہ کے غریب لوگوں کے لیے ڈاک خانہ، اور سکول و ہسپتال حضرات صاحبزادگان کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

دربار شریف میں تعلیماتِ قرآنِ پاک کو عام کرنے کے لیے ایک شان دار دینی مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں علاقہ کے غریب طلباء تعلیمِ دین حاصل کرنے میں مصروف ہیں، جن کا طعام و قیام لنگر شریف کے ذمّہ ہے۔

آج بھی حضرات صاحبزادگان کی سرپرستی میں پُورے مُلک میں عظیم الشان مشہور مدارس مصروفِ تعلیم و تدریس ہیں۔ جن میں:

۱۔ دار العلوم جامعہ رحمانیہ حسنیہ رضویہ شاہ والا متصل قائد آباد ضلع خوشاب۔

۲۔ دار العلوم قاسمیہ رضویہ کمبوہ شریف ضلع ڈیرہ اِسماعیل خان۔

۳۔ جامعہ نعمانیہ رضویہ لیّہ۔

۴۔ مدرسہ عربیہ اِسلامیہ دربار حضرت پیر بارو شریف۔

۵۔ جامعہ سُلطانیہ انوار پیر سوآگ پنجہ شریف۔

۶۔ جامعہ سُلطانیہ حبیبیہ قائد آباد ضلع خوشاب۔

۷۔ مدرسہ تعلیم القرآن دریا شریف دربار حضرت باباجی صاحب ضلع اٹک۔

۸۔ جامعہ عربیہ شمس المدارس چوبارہ ضلع لیہ۔

کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

کراچی سے لے کر اسلام آباد تک آستانۂ عالیہ سے وابستہ بے شمار جیّد عُلماء و فضلاء اور اطباء و قراء و حفاظ مدارس و مساجد اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

خُدائے بزرگ و برتر اس چشمۂ فیض و برکت کو ہمیشہ جاری و ساری رکھے اور تشنگانِ علم و معرفت تاقیامت اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہ اجعین۔

ابوالانوار محمد عبدالرحمٰن حسنی
آستانہ عالیہ شاہ والا شریف
(خوشاب)

۱۹ صفر ۱۴۱۲ھ
۲۹ اگست ۱۹۹۱ء
بروز جمعرات

باب اوّل

نام و نسب

شجرۂ نسب

حضرت غریب نواز خواجہ غلام حسن بن ملک لعل بن ملک احمد بن ملک یار محمد بن ملک غلام صدیق بن ملک حسین بن ملک غلام محمد بن ملک کرم دین بن ملک کبیر بن ملک صلاح الدین بن ملک ابراہیم ....

.... بن قطب شاہ بن عنایت شاہ بن محمد شاہ

بن حمزہ بن البزیر۔ ....

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر موضع ڈگر سواگ (لعل عیسن کروڑ) "چاہ گاڑا" کے مقام پر ہوئی۔ آپ کے والدِ گرامی تحصیل بھکر میں ملازم تھے۔ وہیں آپ کو اپنے فرزندِ ارجمند کی پیدائش کی نویدِ سعید پہنچی۔ آپ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کی والدہ ماجدہ اِنتقال فرماگئیں۔ حضور حضرت صاحب کے والد بزرگوار معصوم بچّہ کی پرورش کے معاملہ میں سخت مُتفکر ہُوئے۔ اور بھکّر سے "چاہ گاڑا" تشریف لائے۔ قدرت نے غیب سے دستگیری فرمائی، آپ کے خاندان ہی کی ایک پاکباز خاتون مسماۃ فاطمہ نے آپ کو

پرورش کے لیے قبول کیا۔ اس مسماۃ فاطمہ مذکورہ کی گود میں ایک شیر خوار بچہ "احمد یار سواگ" موجود تھا۔ گویا ملک احمد یار موصوف حضرت غریب نوازؒ کے رضاعی بھائی ہُوئے۔ بچپن ہی میں آپ کے سر سے والدِ شفیق کا سایہ بھی اُٹھ گیا۔ آپ کی رضاعی والدہ نے ایک مکان اور کُچھ قطعۂ اراضی آپ کو دے دیا۔ جب حضور حضرت صاحب نے عُمرِ شریف کے دسویں یا بارھویں زینے میں قدم رکّھا تو ملک احمد یار سواگ کے ہمراہ بستی والوں کے مویشی چرانا شروع کیے۔ ایک مُدت تک یہی شغل رہا۔ سعادتِ لدُنّی نامعلوم انداز میں آپ کی راہنمائی کر رہی تھی۔ اور رب العالمین کو آپ سے مویشی چرانا مقصود نہ تھا، بلکہ آپ کو عظیم الشان مُقتداء و پیشوا بنانا منظور تھا۔

ایک دفعہ آپ جمعہ کے دِن "کروڑ" تشریف لائے اور اپنے ساتھی ملک احمد یار کو فرمایا کہ "میرا اِرادہ تحصیلِ عِلم کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا ہے۔" چنانچہ آپ ڈیرہ تشریف لائے۔ اور قطبِ دَوران غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃُ اللہ تعالےٰ کے مخلص خلیفہ مولوی غلام حسن صاحب پونگر کی خدمت میں اِبتدائی تعلیم شروع کی۔ آپ نے "صَرف" مولانا علی محمد صاحب شیہانوالا‘ ضلع جھنگ سے پڑھی۔ اور "کروڑ" کے ایک خدا رسیدہ بزرگ مولانا مولوی جان محمد صاحب کے حلقۂ درس میں بھی شامل رہے۔ جب ذوقِ علم نے چَین سے نہ رہنے دیا تو آپ موضع سیلواں مضافاتِ کُندیاں ضلع میانوالی میں تشریف لائے اور حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب کی خدمت میں رہ کر سلسلۂ تعلیم شروع فرمایا۔

ایک طرف علم کا ذوق آپ کے سینہ میں موجزن تھا۔ مگر دُوسری طرف قدرت کا اِرادہ عِلم ظاہر کے ساتھ ساتھ عِلم باطن سے آپ کے دامن کو مالا مال کرنے کا تھا۔ آپ "سیلواں" سے رُخصت ہوکر "چکڑالہ" میں حضرت مولانا مولوی نور خان صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ مولانا موصوف قطبِ دَوران حضرت خواجہ محمد عثمان دا مانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت پیر سواگ نے علوم کی تکمیل آپ کے ہاں فرمائی۔

پیرِ طریقت کی زیارت اور شرفِ بیعت

حضور حضرت صاحب ایک دفعہ اپنے مشفق اُستاد حضرت مولانا نور خان صاحب کے ہمراہ قطبِ دَوران حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہُ العزیز کی خدمت میں موسیٰ زئی شریف حاضر ہُوئے۔ زیارت کرتے ہی آپ کے دِل میں جذبۂ ذکرِ الٰہی پَیدا ہُوا۔ آپ نے حضرت غریب نواز کی خدمت میں بیعت کی درخواست پیش کی اور شرفِ بیعت حاصل کرلینے کے بعد اپنے اُستاد کے ہمراہ واپس تشریف لائے۔ اب تعلیم ظاہری کے ساتھ باطنی تعلیم بھی شروع ہوگئی۔ چند بار حضرت غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ پھر دینی علوم کی تکمیل کے بعد واپس گھر تشریف لائے۔

شادی خانہ آبادی

جب حضور علم کی تکمیل فرماکر گھر پہنچے تو ملک بہادر بن ملک شیر محمد سواگ ساکن موضع ڈگر سواگ نے اپنی ایک عابدہ صالحہ ہمشیرہ بنام جنت بی بی کا نکاح حضور حضرت صاحب سے کردیا۔

تکمیل سلوک وحُصولِ اجازت

حضور حضرت صاحب باوجود خانگی مصروفیات کے اکثر اپنے پیر و مُرشد کے حضور حاضر ہوتے رہتے تھے۔ روز بروز مراتبِ سلوک اور مقاماتِ مجدّدیہ میں ترقی کررہے تھے۔ جب سلوک کے تمام مقاماتِ عالیہ کی تکمیل ہوچکی تو حضرتِ خواجہ محمد عثمان رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص حاشیہ نشین اور فاضل خلیفہ حضرت میراں صاحب قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضور حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ گرامی میں عرض کیا کہ مولوی غلام حسن صاحب حضور کے سچے غلام اور مخلص خادم ہیں۔ اور حضور کی توجّہ سے تمام مقاماتِ سلوک مکمل کرچکے ہیں۔ آپ شفقتِ کریمانہ فرماکر اشاعت سلسلۂ عالیہ کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے اپنی دستارِ مبارک اپنے سر مبارک سے اُتار کر حضور حضرت پیر سواگ کے زیبِ سر فرمائی اور طریقۂ نقشبندیہ

کی خلافت و اِجازت عطا فرمائی ۔ باقی تین طریقوں میں قیومِ دَوران حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت عطا فرمائی ۔ آپ ہمیشہ نہایت مخلصانہ اور والہانہ انداز میں پیرِ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے ۔ اور بقول حضرت مولانا عبد الکریم مُلتانی، مصنّف "فیوضاتِ حسنیہ" :

"مے فرمودند چہل سال خدمت پیراں کردم"۔

یعنی چالیس سال اپنے پیر و مُرشد کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور جب حضرتِ خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ و الغفران عالمِ دُنیا سے مقامِ مقعدِ صدق میں تشریف لے گئے تو آپ قطبُ العالم سراج العارفین حضرت خواجہ محمد سراج الدّین صاحب رحمہُ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین مسند رُشد و ہدایت موسیٰ زئی شریف کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ۔ آپ نے اِنتہائی اخلاص اور تابعداری سے لنگر شریف کی خدمت کی ۔

چالیس چالیس اُونٹ غلّہ کے بہ نفسِ نفیس لے جاکر مُوسٰے زئی شریف میں خدمتِ لنگر کے لیے پیش کیے اور حضرت قطبُ العالم کے تمام خلفاءِ عظام میں گوئے سبقت لے گئے ۔ خصوصًا جب آپ نے حضرت قطبُ العالم شیخ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مُطابق اپنی طرف سے دریاخان میں ایک کُنواں اور بنگلہ تعمیر فرمایا ۔ شب و روز مزدوروں کی طرح کام کرتے رہے ۔ جب چاہ اور بنگلہ تیار ہُوئے تو قطبُ العالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب تشریف لائے اور بہت خوش ہُوئے ۔ حضور حضرت

پیر سواگ کو مخاطب ہوکر فرمایا :

"مولوی صاحب میں دُعا کرتا ہوں اور دادی صاحبہ بھی دُعا فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دِین و دُنیا کا بادشاہ بنائے"۔

سچ ہے بقول مولانا رُومی علیہ الرحمہ :

گفتہ اُو گفتہ اللہ بُود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بُود

حضرت قطبُ العالم اور حضرت دادی صاحبہ کی دُعا نے بارگاہِ الٰہی میں وہ قبولیت حاصل کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور حضرت صاحب کو روز روشن کی طرح مُقتدائے زمان اور پیشوائے دَوران بنادیا۔

○

خانقاہِ سِراجیہ کی بُنیاد رکھنا

جب حضور حضرت صاحب تکمیلِ سلوک و حصولِ اجازت، و خلافت کے بعد گھر تشریف لائے، تو صبح و شام مُراقبہ میں مشغول رہتے اور وعظ و نصیحت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سرگرم رہتے۔ حضور کے اخلاق اور وعظ و پند کے اثرات سے گرد و نواح کے اکثر زمیندار لوگ آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ علاقہ کے لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ حضور "ڈبھی مکوڑی" کے مقام پر ہمیشہ کے لیے سکونت اِختیار فرمائیں۔ ہم ہر طرح کی خدمت اور ہمیشہ غلامی کے لیے تیار ہیں۔

آپ نے لوگوں کے اِصرار اور نیازمندانہ درخواستوں کو منظور فرماکر اسی مقام پر سکونت اِختیار فرمائی۔

محمد خان ذیلدار نے ایک کُنواں بنوایا۔ اور فتح محمد زمیندار نے مسجد شریف تعمیر کرادی۔ بکھر خان نمبردار نے دو تین مسافرخانے بنوا دیے اور خانقاہ کی زمین کا اِنتقال حضور حضرت صاحب کے نام کردیا۔ اور آپ کی متعلقہ اراضی کا تمام "معاملہ" موضع پر تقسیم کردیا گیا، تاکہ آپ کو معاملہ کی ادائگی کی تکلیف نہ ہو۔ اور اس مقام کا نام "خانقاہِ عالیہ سراجیہ حسن آباد" رکّھا گیا۔ آپ نے اس مقام پر کئی سایہ دار درخت لگوائے اور عمدہ باغ بنوایا۔ حضور تیس چالیس سال تک خانقاہِ عالیہ سراجیہ حسن آباد میں قیام پذیر رہے۔

پھر آپ کا اِرادہ ہُوا کہ موضع ڈگر سواگ میں اپنی ملکیتی اراضی کو آباد کیا جائے جو عرصہ سے غیر آباد چلی آرہی تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنی اس ملکیت میں ایک کُنواں بنانے کا ارادہ فرمایا۔ مگر کام شروع کرتے ہی تمام رشتہ دار مخالف ہوگئے۔ کیونکہ یہ ملکیت مشترکہ تھی۔ باوجود اس کے کہ مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو کامیاب نہ کیا۔ اور حضور حضرت صاحب نے کُنواں تعمیر کرنے کے علاوہ درویشوں کے لیے حجرہ جات بھی تعمیر فرمائے۔ اور یُوں اس ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کیا۔

جب قدوۃ الفضلاء، زبدۃ العلماء، واقفِ اسرارِ یزداں مخدوم زادہ حضرت مولانا خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عین عالمِ شباب میں وفات پائی تو حضور نے اُن کو چاہ تھل میں دفن فرمایا۔ حضرت

خواجہ مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد جب برگزیدۂ امام صابر علی الآلام مخدوم زادہ حضرت خواجہ غلام حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (جو صبر و شکر اور ذکر و فکر کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اور جن کے متعلق حضور اکثر فرماتے تھے کہ یہ مادر زاد ولی اللہ ہے) کا وصال ہُوا تو اُنھیں بھی اپنے والدِ بزرگوار کے پہلوئے راست میں دفن فرمایا چُونکہ اس قطعۂ مقدس اور اس مبارک زمین کو تا قیامِ قیامت مرکزِ فیض بنانا تھا، اس لیے ابتداء' حضور کے ان جگر پاروں کے دفن سے ہُوئی۔ اور بعد میں جب قطب الارشاد حضرت خواجہ غریب نواز رضائے الٰہی سے اس عالمِ کون و فساد کو الوداع کہہ کر عالمِ جاوداں کو تشریف لے گئے تو حضرت غریب نواز کا مزار پُر انوار بھی یہاں بنایا گیا۔ اور یہ مقام ابد الآباد تک بقعۂ نور بن گیا۔

حُلیہ مُبارک

قد مُبارک مُتوسّط، قدرے بلند۔ رنگ گندمی مائل بسفیدی، ابرو کُشادہ۔ ریش مُبارک سفید اور دراز۔ سرِ مُبارک کے بال نہ بہت لمبے، نہ بالکل کوتاہ' بلکہ درمیانہ طریقہ کے اور قدرے گھونگھریالے تھے۔ عموماً سفید لباس اِستعمال کرتے۔ سیاہ تہبند، سُفید عمامہ اور کبھی کبھی سُرخ رنگ کی لُنگی اور نیلا ازار بند بھی اِستعمال فرماتے رفتار نہایت نرم تھی' چلنے میں تیزی نہ فرماتے تھے۔

عاداتِ کریمانہ حضور کے نہایت بلند تھے۔ تمام مُریدین

و مخلصین کو اپنی اولاد سے زیادہ پیارا سمجھتے۔ ہر ایک خادم و درویش حضور کی شفقت و محبت کا گرویدہ تھا۔ ہر ایک خادم اپنے دل میں یہی تصوّر رکھتا کہ جتنی آپ کی شفقت و عنایت مجھ پر ہے، کسی اور پر نہ ہوگی۔ مگر حضور کی غریب نوازی و بندہ پروری ہر ایک غلام کے ساتھ یکساں تھی۔

آپ کی مہربانیاں صرف مُریدین و خادمین تک محدود نہ تھیں بلکہ تمام اہل اِسلام کے لیے آپ رحمت و محبت کا پیکر تھے۔ ہر ایک مسکین و غریب کی امداد فرماتے تھے۔

اِشاعتِ دین و حمایتِ شریعت

آپ ہمیشہ احکامِ شریعت کی اِشاعت فرمانے میں مصروف رہتے۔ صبح و شام دینِ متین کی سربلندی۔ اور احکامِ دِینیہ کی پابندی کی کوشش فرماتے۔ اگر کوئی ہندو یا غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا تو اُس کی اِمداد و اعانت میں اپنی جان، مال، اولاد قربان کرنے سے دریغ نہ فرماتے۔ اکثر نومُسلم شیخ صاحبان کے مقدمات کی پیروی کرنے میں سخت تکالیف برداشت کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب رہے۔

جہاں کہیں بھی وعظ کے لیے تشریف لے جاتے تو لوگوں کو خلافِ شرع رواج چھوڑنے اور احکامِ شریعت پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے۔

آپ کلمۂ حق کہنے میں نہایت دلیر اور بیباک تھے ۔ احکامِ الٰہی بیان کرتے وقت کسی بڑے سے بڑے آدمی کی پرواہ نہ کرتے ۔ رعب و جلال اس قدر تھا کہ بڑے بڑے رئیس اور نواب آپ کے دربار میں کلام کرنے سے گھبراتے تھے ۔

* * *

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ نمازِ عشاء کے بعد آپ کا وصال شریف ہوا ۔ تواریخِ وصال مختلف شعراء نے اِستخراج کی ہیں، جو پیشِ خدمت ہیں ۔

تاریخِ انتقالِ پُرملال

حضرت حاجی قبلۂ عالم وعالمیان مولانا مولوی غلام حسن صاحب

قدس اللہ سرہ العزیز

از احقر الخدام لاشی حافظ محمد افضل بن مولانا حاجی غلام محی الدین رحمہم اللہ تعالیٰ
ساکن بکھربار تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا

دریغا حسرت وصد آہ وہیہات　　کہ عالم پُرشد از رنج و آفات
دلِ اہلِ جہاں پر اضطرار است　　برنج وغم ہمہ کس بے قرار است
خوشی وعیش وعشرت از جہاں رفت　　سرور وہم طرب از قلب وجاں رفت
مصیبت رنج وغم ہر سُو بیفزود　　نشاں فرح وراحت گشت مفقود
چرا بود پدید اندر جہاں غم　　کہ شد ترحیل حضرت قطبِ اعظم
جنابِ قبلۂ حاجاتِ عالم　　جُنیدِ وقت فیّاضِ مکرم
غلامِ شہ حسن نورِ ہدایت　　امامِ اہلِ جہاں شمسِ ولایت
ولیِ نقشبندی ذی کرامات　　بورع و اتقا اہلِ کمالات
زخلفائے جنابِ قبلۂ عالم　　محمد خواجۂ عثمان معظم
مطیع وحامئِ دین و شریعت　　مہے تابندہ بر اوجِ طریقت
مُنوّر کرد ہمہ اہلِ جہاں را　　برہ آورد بے حد گمرہاں را
بہ دینِ اسلام صدہا اہلِ کفار　　مشرف کرد از فیضان و انوار

هزار افسوس ناگہ کرد رحلت   ازیں دُنیائے فانی سُوئے جنّت
رُوئے انور زِ خُدّام و غلاماں   پئے وصلِ خُدا بنمود پنہاں
زفقدش بر جہاں آمد تباہی   برفتہ نورِ عرفاں شد سیاہی
شدہ بر رُوئے عالم شور محشر   بآہ و نالہ ہر کس گشت مضطر
غلامانش زِغم ہا سینہ بریاں   مُریداں از فراقش دیدہ گریاں
مُصیبت گرچہ سخت آمد بعالم   ولے جز صبر نبود چارہ در غم
بجشمِ پاکش از حق باد رحمت   بود روحش ابد شاداں بہ جنّت
چوں افضل احقرِ خُدّامِ درگاہ   شنید ایں صدمۂ جانکاہ ناگاہ

بگفتا سال از اندوہِ بے حد
مقام یافت در جنت زِ ایزد
۱۳۵۸ھ

وگر گفتا بتاریخ از غم و قلق
ولیِّ ایزدی و مُرشدِ خلق
۱۳۵۸ھ

ایضاً منہ

وائے حسرت از قضائے خالقِ جملہ جہاں
آں غلام شہ حسن آں پیشوائے سالکاں
عالم و فاضل یگانہ ہم ولیِ باکمال
نقشبندی پیرِ کامل رہنمائے گمرہاں
چشمۂ فیض و ہدایت مخزنِ لطف و کرم
ذی کرامت صاحبِ تاثیر در وعظ و بیاں
منبعِ جود و سخاوت مصدرِ ورع و وفا
معدنِ زہد و تقا واقفِ سرِ نہاں
تابعِ شرعِ شریف و حامئ دینِ نبی
خادمِ اسلام مرشد اہلِ حق قطبِ زماں
رخت بست از ایں جہانِ فانی بوصلِ کردگار
سوئے جنت از غلامان و مریداں ناگہاں
جملہ عالم گشت تاریک و سیاہ از فقدِ او
رنج و اندوہ مصیبت غم شدہ ہر سو عیاں
زیں مصیبت سینہ ہائے خادماں بریاں شدند
وز دو چشمانِ ہمہ سیلاب از خوں شد رواں
شورِ محشر شد بپا چوں ایں خبر بشنیدہ شد
ہر کسے شد مبتلائے نالہ و آہ و فغاں
لیک جز صبرِ جمیل و ہم دعائے مغفرت
پیشِ تقدیرِ الٰہی نیست چارہ بندگاں
رحمتِ حق باد نازل بر روانِ اطہرش
روحِ پاکش شاد و ساکن باد در باغِ جناں
گفتہ داخل جنت و انہار باد۔ فضل زغم
سالِ تاریخِ آں ولیِ مقتدائے کاملاں
باز گفتا بہرِ تاریخِ وفاتِ آنجناب
ساز ملحق۔ حامئ دینِ الٰہی۔ باسم[1] آں

غلامِ حسن حامئ دینِ الٰہی
۱۳۵۸ھ

---

[1] اسم کا "الف" بسم اللہ کی طرح وزن شعر کے لیے محذوف ہے۔ کما لا یخفی عند الماہرین۔

ایضاً منہ

وائے حسرت کہ قبلہِ مولانا
شہ غلامِ حسن رحؓ ولیِّ خُدا
عابد و زاهد و تقی ولی
بے عدیلِ زماں بورع و وفا
منبعِ فیض و جود و ہم اِحساں
مصدرِ علم و حلم و رشد و تقیٰ
عارف باکمال مُرشدِ خلق
رہنمائے جہاں بہ فیض و ہُدیٰ
حیف ناگہ ازیں جہاں پوشید
رُوئے انور برائے وصلِ خُدا
رُوح و ریحاں بیافت در جنت
کرد رحلت چوں زیں جہاں فنا
عاشقاں را گزاشت اندر غم
خادماں را بہ رنج و آہ و بکا
شب یک شنبہ شد بحقِ واصل
سیزدہ از جمادے الاولیٰ!
شور افتاد زیں خبر بجہاں
چوں قیامت نمود گشت بپا
بندۂِ افضل ازپئے تاریخ
فکر کردہ بہ رنج و درد و عنا
مرشدم باکمال رفت بگفت
سالِ ترحیل شیخ قطبِ وریٰ
ثانیاً شیخ عارف و کامل
باغمِ اندوہ زو ز قلب ندا

بحضورِ جناب حق مقبول
۱۳۵۸ھ
نیز مغفور را ایزدی گفت
۱۳۵۸ھ

از جناب مولانا حافظ حاجی حکیم مولوی عبدالرسول صاحب کلاں ساکن بھربار ضلع سرگودھا

وا دریغا و حسرت و صد آہ — آں "غلامِ حسن" ولی اللہ
ساکنِ قریۂ سواگ شریف — کرد رحلت ازیں جہاں ناگاہ
گشت تاریک عالم از فوتش — ذات پُرنور بود چوں خور و ماہ
نقشبندی مجددی بکمال — بحرِ عرفان و واصلِ درگاہ
بر درش خلق مثل مور وطیور — گرد شیریں چشمہ ہائے میاہ
نامِ نامی و وصف او دائم — بجہاں تمام در افواہ
عالم و فاضل و تقی و نقی — بندۂ برگزیدہ و اَوّاہ
مُرشدِ خلق با اثر واعظ — بر حق آورد بے عدد گمراہ
وعظ او را شنیدہ کردہ قبول — دِین اِسلام کا فرمان تباہ
زائد از چار صد عدد آمد — کیمیا کرد خاک را بہ نگاہ
از غلامان خواجۂ عثمان — غوث حق از مقربانِ اِلہ
ہم خلیفہ سراج دیں مرحوم — قطب اقطاب وقت و شاہنشاہ
ہر کہ بیعت نمود بر دستش — گشت صالح گزاشت فسق و گناہ
اسمِ اللہ ورد قلبش شد — بر زباں لا اِلہ اِلّا اللہ
ظلمت آمد بعالم از فقدش — خلق افتاد از غم اندر چاہ
چوں در آفاق شورِ غم اُفتاد — عَبد بشنید صدمہ جانکاہ

گفت تاریخ با سرِ اندوہ
کہ غلامِ حسن منیبُ اللہ
۱۳۵۸ھ

ایضاً منه

چوں از حکم خُدائے ذات واحد
غلامِ شه حسن کامل مجاہد

ولی و فاضل و عالم یگانه
که بر فضلش زمانه بود شاہد

ازیں دُنیائے دُوں رحلت بفرمود
باٰوازِ الٰہی شد مشاھد

بعالم ظلمت آمد از وفاتش
غم و رنج آمد از برداشت زائد

خُدایا رحم کُن بر رُوحِ پاکش
بود در روح ریحاں شیخ عابد

بہ عبد از بہر تاریخش خِرد گفت
بگو بادرد جنت رفت زاہد
۱۳۵۸ھ

از مولوی محمد حیات ابن مولانا الحاج مولوی بہاء الحق صاحب ابن زبدۃ العلماء مولانا مولوی صالح محمد مرحوم ۔ ڈیرہ اسماعیل خان

کجا شد یارب آں ماہے کزو دلہائے انسانی
منور می شدند ہر دم ز نور فیض ربّانی

سحاب فیض ابر جود شمسِ عارفاں حق
سراج الاولیاء تاجِ سرِ اصحاب عرفانی

ز تبلیغ و اشاعت دین احمد را نگہبانی
امامِ قطبِ عالم مخزنِ انوارِ یزدانی

ز فیض خواجۂ عثمان شہِ دَوران نقشبندی
دلِ محزون درویشان مکمّل کرد نورانی

دریغا حسرتا از ما شہِ دُنیا و دیں رفتہ
بمقعد صدق رفت آخر زما آں یوسفِ ثانی

شریعت معرفت را بادشاہے رہبرِ کامل
مجدد مقتداء وقت بود از فضلِ رحمانی

بہ پنج صد کافراں بنمود راہِ شرعِ مصطفوی
دریں دَورِ فتن آخر زماں آں شاہ عرفانی

ملاذ ما غریباں قبلۂ حاجات مسکیناں
پے اہلِ دِلاں ہادی، طبیبِ مرضِ رُوحانی

بہ عشقِ حضرت ختم الرسل عُمرے بسر کردہ
بہ مجذوبانِ حق بنمود راہِ جذبِ ربّانی

شہِ غوث الوریٰ قطبِ زماں خواجہ غلام حسنؒ
غلام درگہش بودن بہ از مُلکِ سُلیمانی

چو دریا فیض او جاری بہ دُنیا نیز در برزخ
بساں ابرِ نیساں برسرِ طالب اگر دانی

ہزار و سہ صد پنجاہ ہشت آمد وصالِ او
سُوئے فردوس اعلیٰ کرد جا آں ماہِ کنعانی

عشاءِ[1] اوّلیں بودہ ثلث عشرہ جماد اوّل
گزیدہ وصل ذاتِ حق ز دنیاء وفی فانی

بہ اسٹیشن کروڑ آمد مزارِ پاک او در تھل
ہزاراں رحمت ایزد باآں محبوب سبحانی

---

[1] یہ ایک بیت مؤلف کتاب مولانا عبد الکریم رحمہٗ اللہ تعالیٰ نے اضافہ فرمایا۔

تذکرۂ اولاد

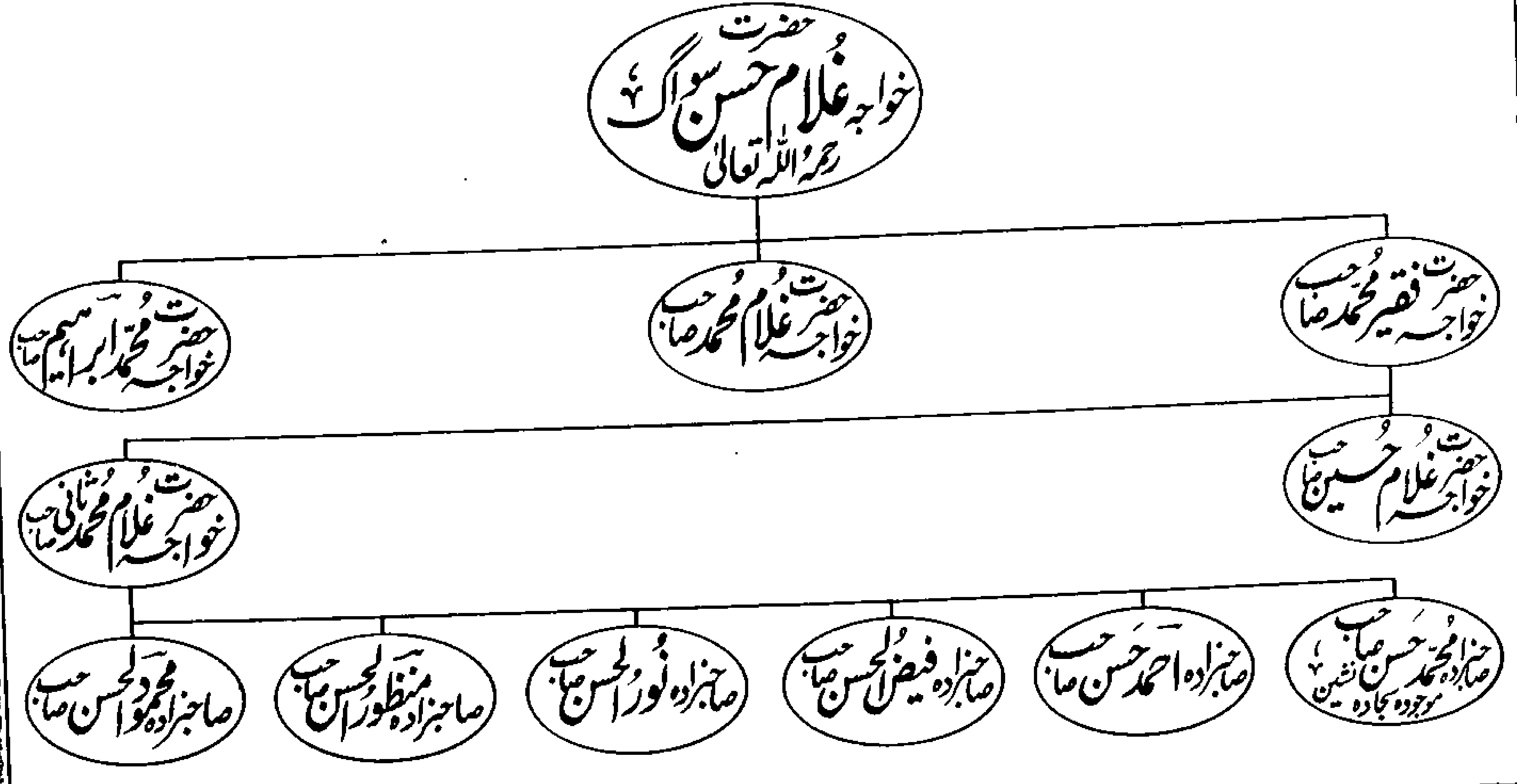
حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ
حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب
حضرت خواجہ غلام محمد صاحب
حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحب
حضرت خواجہ غلام حسین صاحب
حضرت خواجہ غلام محمد ثانی صاحب
صاحبزادہ محمد حسن صاحب موجودہ سجادہ نشین
صاحبزادہ احمد حسن صاحب
صاحبزادہ فیض الحسن صاحب
صاحبزادہ نور الحسن صاحب
صاحبزادہ منظور الحسن صاحب
صاحبزادہ محمود الحسن صاحب

قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

زبدۃ العلماء قبلۂ اربابِ معانی، وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہٗ العزیز حضرت پیرسواگ رحمۃ اللہ تعالےٰ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ آپ مادر زاد ولی اللہ، ایک جیّد عالمِ دین اور جامعِ معقول و منقول تھے۔ آپ کی اِبتدائی تربیت حضرت خواجہ گل حسن صاحب مُرشد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

آپ نے ظاہری علوم کی تکمیل جن اساتذہ سے کی ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: حضرت مولانا جان محمد صاحب پپلانوی۔ حضرت مولانا احمد یار صاحب حضرت مولانا محمد فضلِ حق صاحب۔ حضرت مولانا حامد اللہ صاحب گھوڑہ والے اور حضرت مولانا مُرید احمد صاحب میبل شریف والے۔ اور کچھ اسباق حضرت مولانا عبد الکریم صاحب اُستاد حضرات صاحبزادگان سے بھی پڑھے۔

آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ مسائل فقہ میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ نہایت ہی صاحبِ ذوق و شوق و فنافی الرسول تھے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیرسواگ رحمۃ اللہ تعالےٰ فرمایا کرتے تھے کہ: "اگر فقیر محمد زندہ رہتا تو لوگوں کو حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا زمانہ یاد دِلا دیتا۔"

حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ نے تمام مراحلِ سلوک اپنے والدِ گرامی قدس سرہٗ السامی سے طے کیے۔ اور حضرت

پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالےٰ نے ہی آپ کو دستارِ فضیلت سے سرفراز فرمایا۔ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازتِ کامل عطا فرمائی۔

آپ کو صرع کی تکلیف لاحق تھی۔ بہت علاج کرایا گیا مگر کوئی افاقہ نہ ہُوا۔

١٣ ربیع الاوّل شریف ١٣٤٦ھ کو اِسی بیماری کا دَورہ ہُوا۔ اور آپ اِنتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہِ راجعون

آپ کی مزارِ مبارک روضہ شریف کے اندر اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے مغربی جانب ہے۔

آپ کی تاریخ وصال حضرت مولانا حکیم عبد الرسول صاحب بکھر باروی رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی جو درجِ ذیل ہے:

تاریخِ وفات

از مولانا مولوی حکیم عبدُ الرّسول بکّھر باروی

دریغا اہلِ اِعزاز و عُلا رفت   زِ دُنیا صاحبِ صِدق وصفا رفت
بہ علم و فضل یکتائے زمانہ   بحسنِ خُلق و ورعِ دیں یگانہ
ولی بن ولی فیاضِ دَوراں   چراغ دِینِ احمد ماہِ عِرفاں
فقیرِ تابعِ شرعِ مُحمّد   مفیض نسبتِ حضرت مُجدّد
ولیدِ حضرتِ فیاضِ عالم   غلام شاہ حسن مولائے اعظم
شہیر از نقشبندانِ گرامی   خلیفہ حضرتِ عُثمان نامی

پدر را داغِ فرقت ناگہاں داد　　زِ ہجرش فرح و بہجت گشت برباد
پدر را محض رَنج و غم نیفزود　　جہانِ جُملہ را تاریک بنمود
کہ مَوتِ عالَم آمد مَوتِ عالَم　　خصوصًا چوں بدارد قلبِ سالم
بیامد حُکمِ ایزد در جوانی　　بہ دَورِ صَرْع مرضِ ناگہانی
مصیبت گرچہ سخت است اے عزیزاں　　ولے جزع است کارِ بے تمیزاں
چوں حکمِ صبر ایزدِ پاک فرمود　　بہ ضبطِ قلب باید صبر بنمود
ہماں مہ بُد وفاتِ سرورِ دیں　　بصبح سیزدہ شد واقعہ ایں
ازیں دارِ فنا پرواز بنمود　　بگلزارِ جہاں رفت و بیاسود
شدہ فضل الرحیم از رنجِ فرقت　　برائے مرثیہ خواہاں بہ ترحت

حکیم عبد الرسول ایں خبر بشُنید
سنِ تاریخ گفتن مصلحت دید

بگفتا از غمِ ایں صدمۂ سخت
ولی و عالِم کامل جواں بخت
۱۳۴۶ھ

حضرت خواجہ غلام حُسین صاحب رحمۃُ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ آپ کو بھی حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے اِبتدائی کتابیں حضرت ثانی صاحب رحمۃُ اللہ تعالےٰ کے ہمراہ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سے پڑھیں۔ اور درسِ نظامی کی تکمیل و تمام کتبِ متداولہ کی تحصیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب خلیفۂ مجاز حضرت پیر سواگ سے فرمائی۔

آپ نے سلوک کی تمام منزلیں اپنے دادا صاحب پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کی زیرِ نگرانی طے فرمائیں۔

طبیعت رسا رکھتے تھے۔ جلدی تکمیل سلوک فرمائی۔

حضرت خواجہ صاحب نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ عرس کے موقع پر دستارِ خلافت عطا فرمائی اور اجازتِ سلسلہ سے نوازا۔

اِبتداء میں آپ کو ورمِ جگر کی بیماری لاحق تھی۔ چند یوم کے علاج سے آرام ہُوا لیکن بعد میں معدہ کی تکلیف سے بیمار ہوگئے لاہور میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا گیا۔ قدرے افاقہ ہُوا تو واپس خانقاہ تشریف لائے۔ مگر دِقِ الامعاء کی تکلیف بڑھ گئی۔ دوبارہ علاج کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ برقی شعاؤں سے بھی علاج کرایا گیا، مگر کچھ افاقہ نہ ہُوا۔

۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء آپ کا اِنتقال کروڑ میں ہُوا۔

آپ کا مزار مُبارک اپنے والد ماجد کے مغربی جانب واقع ہے۔ تاریخ وصال مولانا مولوی محمد افضل صاحب ساکن بکھر بار ضلع سرگودھا نے اس طرح تحریر فرمائی ہے:

تاریخ وفات پُرحسرات

از مولانا مولوی محمد افضل صاحب بکھر باروی

چہ شُد یارب کہ شُد مفقود راحت ‏ ‏ ‏ بعالم شد عیاں رنج و مُصیبت
دریغا منبع خیرات و حسنات ‏ ‏ ‏ مکرم اہل عالم ذی کمالات
غلامِ شہ حسین اہلِ سعادت ‏ ‏ ‏ بعلم و زہد و تقوی ذی کمالات
بصاحبزادگی ابنِ مکرم ‏ ‏ ‏ جناب قبلہ عالم قطب اعظم
غلامِ شہ حسن نُورِ الٰہی ‏ ‏ ‏ زِ نورِش بہرہ ور مہتابھائی
امام و پیشوا فیاضِ دَوراں ‏ ‏ ‏ بہ عالم زیب و فخرِ نقشبنداں
ہزار افسوس در عُمرِ جوانی ‏ ‏ ‏ بوصلِ حق تعالےٰ ناگہانی
ازیں دُنیائے دوں رحلت بفرمود ‏ ‏ ‏ غلاماں را باندوہ و غم آلود
خصوصًا با اخ و ہم جدِّ امجد ‏ ‏ ‏ بسینہ داد داغ از ہجر بے حد
چہ گویم از کمالاتش کہ چونست ‏ ‏ ‏ شمار جملہ زامکانم بروںست

زہے کانِ حیا بحرِ کرامت بعالم مصدرِ جود و سخاوت
ذکی و عالم و فاضِل مکمّل بہ فیضِ باطنی ہم کامل اکمل
فقیر و تابعِ شرعِ نبی بُود ولی ابن الولی ابن الولی بُود
بہ فضل و ورع و ہم تقویٰ یگانہ ندیدہ مثلِ او چشمِ زمانہ
شُدہ چُوں از کمالاتش فراغت بوالد گشت مشتاقِ زیارت
بہ پا بوسیٔ او در باغِ رضواں بزودی رفت از جملہ غلاماں
زفقدش بر جہاں آمد تباہی برفتہ نُورِ عرفانؔ شُد سیاہی
شدہ فیضانش از آفاق معدوم غلامان از زیارت گشت محروم
مُصیبت چوں قیامت برجہاں شُد اگرچہ او خراماں در جناں شُد
ولے بُجز صبر ہرگز نیست چارہ ز ہجرش سینہ گر شُد پارہ پارہ
چوں بشنید ایں خبر جانکاہ ناگاہ غلام و خادمِ دیرینہ درگاہ
محمد افضلِ مہجور و مغموم سنِ تاریخ فوتش کرد مرقوم

بآہ و درد ہاتف از پئے یاد
بگفتا۔ داخلِ جنّت بریں باد

۱۳۵۷ھ

ایضًامنہ

چوں ولیدِ ابنِ حضرت قبلۂ حاجاتِ ما　　آں غلام باحسینِ شہ شہیدِ کربلا
عالم وعامل ذکی و نوجواں فاضل لئیق　　بے عدیل و بے مثل در زہد و ہم دَر اِتقا
مجمعِ جملہ صفات و ہم کمالاتِ تمام　　صاحبِ جود وسخاوت منبعِ وَرَع و وَفا
از فیوضِ باطنیٔ جدّ امجد مُستفیض　　ذی کرامت باسعادت صاحبِ عزّ و علا
رخت بست از دارِ فانی جانبِ دارُ العدن　　خاندانِ خادماں را ساخت در غم مُبتلا
جُملہ عالم گشت تاریک از فراقِ آں جناب　　در لباسِ ماتمی شُد ماہ وخور ارض وسما
بہرِ پا بوسیٔ قبلہ والدِ خود در جناں　　رفت از دنیائے دوں ہم از پئے وصلِ خُدا
جدِّ امجد او جنابِ قطبِ عالم نُورِ حق　　غوث وقتِ شہ غلام باحسن نُورالہُدیٰ
ہم برادر او غلام با محمد ذی کمال　　بالخصوص از صدمۂ ایں گشت در رنج و عنا
حالِ زارِ خادماں چوں ماہیٔ بے آب شُد　　رفت ناگہ ایں چنیں چوں نوجواں فرّخ لقا
سینہ ہا و ہم جگرہا پارہ پارہ گشتہ اند　　زیں مصیبت شد ہمہ در نالۂ و آہ و بُکا
لیک ہرگز نیست چارہ غیر از صبرِ جمیل　　گو زِ تیغ فرقتش گشتہ حزیں دِلہائے ما
اے خُدا پسماندگاں را صبرِ کامل کُن عطا　　رحمتِ خود بر مزارش ریز در صبح و مسا

خادمِ درگاہ افضل ایں خبر بشنید چوں
گفت تاریخ وفاتش از غم و اندوہ ہا

بے سر و پا گشت از فقدش بگفت ہاتف زِ غیب
عِلم و فضل و ہم کرم مجد و ہُدیٰ رشد و ذکا
۱۳۵۷ھ

ایضًا منہ

چُوں غُلام حُسین مُولانا   وَلَد الولد شیخ قطبِ ورے
شہ غلام حسن امام الناس   پیشوائے جہاں بہ فیض و ہُدے
عالم و فاضِل و ذکی و ولی   بے عدیلِ زماں بہ زہد و تقٰے
حیف صد حیف ناگہاں پوشید   روئے خود از جہاں بحکمِ خُدا
یافت اندر بہشت حُور و قصور   کرد رحلت چوں ازجہانِ فنا
روزِ جمعہ بہ بستمِ ذی قعد   وصلِ حق یافت باخوشی و رضا
سِینہ ہا را زِ ہجر بریاں کرد   خادماں را گزاشت در غم ہا
سخت ز صدمہ بر جہاں آمد   گشت غوغا و شورِ حشر بپا
لیک جُز صبر نیست چارہ کسے   بَشِّرِالصَّابِرِیْن گفت خُدا
ایں خبر چوں رسید با افضلؔ   مبتلا شد برنج و درد و عنا

کہ "غلامُ الحُسین اہلِ کمال" ۱۳۵۷ھ
سالِ رحلت بہ فرطِ غم گفتا

ثانیٔ لاثانی حضرت خواجہ غلام مُحمّد صاحب سواگوی

رحمۃُ اللہ تعالیٰ

آپ نے قرآن مجید ناظرہ اور فارسی کی اِبتدائی کتب حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب چنابی سے پڑھیں۔ باقی تمام عُلوم و فنون مثلاً صرف، نحو، منطق، فلسفہ، عِلمِ کلام، فقہ، اُصولِ فقہ، تفسیر، عِلمِ حدیث نیز صحاحِ ستّہ شریف مکمل حضرت مولانا عبد الکریم صاحب بلوچ احمدانی جام پوری رحمۃُ اللہ تعالیٰ سے حاصِل کیے۔

۱۲ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۶ھ کو عیدمیلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر تمام خلفاء و علماء اور کثیرُ التعداد حاضرین کی موجودگی میں حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے ہر دو صاحبزادگان یعنی حضرت ثانی صاحب اور حضرت خواجہ غلام حسین صاحب کی دستار بندی اپنے دستِ مُبارک سے فرمائی اور اجازت طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ عطا فرمائی۔

دستار بندی کے بعد صاحبزادہ غلام حسین صاحب کو عِلاج کے لیے لاہور لیجایا گیا۔ حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ غلام حسین صاحب کو لاہور پہنچاکر حضرت ثانی صاحب کو ہمراہ لیا اور امامِ ربّانی محبوبِ سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے

دربار شریف میں سرہند شریف حاضر ہُوئے۔ وہاں حضرت ثانی صاحب کو چند مخصوص ہدایات جاری فرمائیں۔ جس سے آپ کے فیضِ باطن اور روحانیت میں اِضافہ ہُوا۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف پر حاضری دی۔

موسیٰ زئی شریف میں عرس شریف کے موقع پر بہت سے علماء و خلفاء اور خلقِ خدا کے جمِ غفیر کی موجودگی میں حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف نے حضرت ثانی صاحب کو دستارِ خلافت عطا فرمائی۔

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی وفات سے پہلے حضرت ثانی صاحب کو بلایا۔ جب آپ حاضر ہُوئے تو ارشاد فرمایا:

”غلام محمد ہو؟“

آپ نے عرض کیا: ”جی ہاں!“

حضور اس وقت قبلہ رُخ لیٹے ہُوئے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ:

”جب میرے پیر و مُرشد حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ والغفران نے مجھ پر مہربانی فرمائی تھی تو اِرشاد فرمایا تھا:

”تجھے اللہ کے نام کی اجازت ہے۔ یہ نام بڑی برکت والا ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے۔ پاپیادہ ہو، یا سواری پر، اِس نام کو سکھاؤ۔“

میں تم کو بھی یہی بات کہتا ہوں۔“

پھر فرمایا:

میرے پیر و مُرشد نے مجھے فرمایا تھا کہ :

"شریعتِ مطہّرہ کی پابندی کرنا اور شاہ و گدا کی پرواہ نہ کرنا"

میں تم کو بھی یہی بات کہتا ہوں ۔

آخر میں اِرشاد فرمایا کہ :

"جو کُچھ مجھے اپنے پیر و مُرشد نے دیا' وہ سب کُچھ تمھیں عطا کرتا ہوں ۔"

کُچھ دیر کے بعد حضرت ثانی صاحب' درویش جلال خان کو ساتھ لے کر حاضر ہُوئے اور عرض کیا کہ :

"حضور میں اکیلا ہوں' اتنی عظیم ذمّہ داری کیسے نبھاؤنگا۔"

آپ نے جوش میں آکر فرمایا :

"بابو ! مصلّیٰ کو تم نہ چھوڑنا ۔ ساری دُنیا تیرے قدموں میں ہوگی ۔ اور یہ فقیر سائے کی طرح تمھارے ساتھ رہے گا۔"

آپ نے فرمایا کہ :

"ہم نے تھوڑا تھوڑا جمع کیا ہے اور انھیں تمام نعمت یکجا میسّر آگئی ہے ۔"

اس وصیت کے بعد حضرت ثانی صاحب نے بیعت کرنا شروع فرمایا ۔ اور تمام لوگوں کو حلقہ میں توجہ دی ۔

آپ نے چار سال تک حضرت پیر سواگ کو امامت کرائی اور دو سال تک خطوط نویسی کا فریضہ انجام دیا ۔

حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر تجدیدِ بیعت کی ۔

حضرت کے وصال کے بعد حضرت ثانی صاحب نے دربار شریف کی مسجد کو وسیع کیا۔ وضو کے لیے ایک سایہ دار تالاب بنایا ایک نہایت عمدہ بنگلہ، مہمانوں اور سادات و علماء کے لیے تیار کرایا۔ حضرت کی مرقدِ انور پر ایک خوبصورت، بلند اور وسیع روضہ شریف۔ اور درویشوں کے لیے گنبد دار حجرے تعمیر کرائے۔ ان گنبد دار حجروں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مکمل کچی اینٹ سے تیار کیے گئے، بنیاد سے لے کر گنبد تک نہ تو ان میں پختہ اینٹ ہی اِستعمال کی گئی اور نہ لکڑی، لوہا یا سیمنٹ، اور سریا وغیرہ۔ قیامِ پاکستان سے قبل حضرت ثانی کے دَورِ لاثانی سے لے کر آج تک وہ تمام قبہ دار حجرہ جات بہترین حالت میں موجود رہے۔ اب اُن کی جگہ نئے اور پُختہ کمرے تعمیر کیے جا رہے ہیں۔

آپ نے ظاہری تعمیر کے ساتھ ساتھ باطنی تعمیر و ترقی کو بھی پُورے عروج پر پہنچایا۔ حضرت ثانی صاحب نے اپنی زندگی میں وہی معمولات من و عن جاری رکھے۔ جن پر اعلیٰ حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ عامل تھے۔

۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ میں آپ دارِ فنا سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَّاسِعَةً

آپ کا مزار مُبارک حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف سے جنوب کی جانب روضہ شریف پیر سواگ کے اندر زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔

باب دوم

اِرشادات

بزرگانِ دین اور حضرات اہل اللہ کے حالاتِ زندگی لکھنے والے ہمیشہ مکاشفات، کرامات اور معمولات لکھتے چلے آئے ہیں، تاکہ ان برگزیدہ ہستیوں اور ان محبوبانِ خُدا کے مُریدین و مخلصین اس کو اپنے لیے چراغِ ہدایت یقین کرتے ہُوئے اپنے شیخِ طریقت کی حیاتِ طیبہ اور اُن کے اِرشادات سے اپنے دِلوں کو مُنوّر رکھیں۔ اور مُریدین و مخلصین کے ماسوا دیگر اہلِ اِسلام بھی ان کو پڑھ کر اولیاء اللہ کے فیوضات سے برکت حاصل کریں۔

حضرات سلف صالحین کے اس طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اِرشادات و مکاشفات اور کرامات و معمولات بھی لکھے گئے ہیں۔ جیسا کہ قطبِ وقت حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے تذکرۃ الاولیاء میں اس ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے کہا کہ بزرگانِ دین کی حکایات و حالات پڑھنے یا سُننے سے مریدوں اور باقی اہلِ اِسلام کو کیا فائدہ ہے؟

تو حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا کہ مردانِ خُدا کا ذکر اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایسا لشکر ہے کہ اس کے طفیل مُریدوں کا ٹوٹا ہُوا دِل مضبوط ہوجاتا ہے اور اِس لشکر

سے کمک پاتا ہے اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے اِرشاد فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لوگوں کا قصہ ہم آپ کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ تیرا دِل اس سے آرام حاصل کرے اور قوی تر ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے ذکر کے وقت نزولِ رحمت ہوتا ہے جیساکہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ اولیاءاللہ کے ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسا دسترخوان بچھادے کہ اس پر رحمتِ الٰہی برسے، ضرور ہے کہ کارکنانِ قضاء و قدر اس کو بھی اس دسترخوان سے بے بہرہ نہ رکھیں خاص طور پر ایسے پُرشور اور پریشان زمانہ میں تو ضرورت ہے کہ حضرات اہل اللہ کے حالات پڑھے جائیں۔ اور خیال رہے کہ پڑھتے وقت اپنے آپ کو مردانِ راہِ خُدا کے ترازو میں تولے تاکہ اس کو ان حضرات کی بزرگی و تونگری اور اپنے افلاس و ناکارہ ہونے کا پتہ چل جائے۔

رہا یہ سوال کہ جب ہم بزرگانِ دِین کے اِرشادات پر عمل نہیں کرتے تو پھر مردانِ راہِ خُدا کا ذکر سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ؟ اس کے جواب میں قطبِ وقت حضرت خواجہ شیخ بوعلی دقاق رحمہ اللہ تعالیٰ جوکہ مُقتدائے حضراتِ نقشبندیہ، مقبول بارگاہِ سرمدیہ خواجۂ خواجگان، پیرِ پیران حضرت خواجہ بوعلی فارمدی کے ہم عصر اور شیخ الشیوخ حضرت ابوالقاسم نصرآبادیؒ کے مُرید تھے، آپ نے ایسے

ہی سوال کے جواب میں فرمایا کہ :

اس میں دو فائدے ہیں :

اوّل یہ کہ اگر مرد طالب ہوگا تو اس کی ہمت قوی ہوگی ۔

دوم یہ کہ اگر کوئی متکبّر ہوگا تو اس کا تکبّر گھٹے گا ۔ اور عاجزی انکساری پیدا ہوگی ۔

اسی مقصد و مدعا کے لیے حضور حضرت صاحب کے حالاتِ طیّبہ اور اِرشادات و مکاشفات و کرامات و معمولات نہایت اِحتیاط سے حاصل کر کے جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ بعض بزرگانِ دین کے اِرشادات یا مکاشفات کو بعض مخلصین نے تاریخ وار بیان کیا ہے۔ حضور حضرت صاحب کے اِرشادات و مکاشفات و کرامات وغیرہ تاریخ وار نہیں مل سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ طالبانِ سلوک اور مُحبّانِ نسبت اکثر حصول سلوک میں مشغول رہتے تھے ۔ اور بغیر یادداشت تاریخ کے واقعات اُن کے ذہن میں رہ گئے ۔ اس لیے بلا بیانِ تاریخ واقعات ازقسم ارشادات و مکاشفات و کرامات مولوی محمد حیات صاحب نے لکھے ۔ چونکہ بیان کرنے والے نہایت مخلص اور متقی اور اکثر ان میں صاحب سلوک ہیں۔ لہٰذا تاریخ وار بیان کرنے کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی ۔

حضرت غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخلصین و مریدین سے بالخصوص اور باقی ناظرین حضرات سے بالعموم یہ التماس ہے کہ وہ اس کو مدنظر نہ رکھیں کہ کہنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا کچھ کہا گیا ہے ۔ اور مقصودِ بیان کیا ہے ۔ و باللہ التوفیق وھو الموفق ونعم الرفیق۔

سلوک کا مقصد مقامِ احسان کا حصول

ایک روز حضور حضرت صاحب پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالےٰ نے اِرشاد فرمایا کہ منازلِ سلوک طے کرنے اور مشائخِ عظام کی متابعت کا اصلی مقصد مقام "احسان" کا حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ حضور حضرت صاحب نے تسبیح خانہ سے "مشکوٰۃ شریف" منگواکر درج ذیل حدیث شریف بیان فرمائی:۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احدٌ حتیٰ جلس عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الیٰ رکبتیہ ووضع کفیہ علیٰ فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام۔ قال الاسلام ان تشہد ان لا الہ اِلا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا۔ قال صدقت فعجبنا لہ یسئلہ ویصدقہٗ قال اخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہٖ وشرہٖ قال صدقت۔ قال

اخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک۔ (الحدیث)

ترجمہ: حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھے؛ ہمارے سامنے ایک شخص ظاہر ہُوا۔ جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ اُس کی شکل سے سفر کی تکان ظاہر نہ ہوتی تھی۔ اور ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ شخص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا اور اپنے دونوں گھٹنوں کو حضور علیہ السّلام کے دونوں گھٹنوں سے ملادیا اور اپنے دونوں ہاتھ حضور علیہ السّلام کی دونوں رانوں پر رکھ دیے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتائیں کہ اِسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اِسلام یہ ہے کہ تُو اِس بات کی شہادت دے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی شہادت دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ ادا کرے، اور رمضان شریف کے روزے رکھے، اور بیتُ اللہ شریف کا حج کرے بشرطیکہ تو راستہ کی طاقت رکھتا ہو۔ سائل نے کہا: آپ نے سچ فرمایا! ہمیں تعجب ہُوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر سائل نے پوچھا کہ: ایمان کس کو کہتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں، اور اُس کی کتابوں اور اس کے نبیوں اور روزِ قیامت کو مان لے کہ یہ سب حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پَیدا فرمایا اور وہ موجود ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے پیغمبروں کو ہدایتِ خلق کے لیے بھیجا ہے اور اُن پر کتابیں نازل کی ہیں ۔ اور یہ سب حق ہے اور قیامت کا روز آنے والا ہے اور برحق ہے ۔ نیکی اور بدی کی تقدیر کو مان لے ، یہ سب حق ہیں ۔ سائل نے پھر کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں ۔ پھر سوال کیا کہ بتائیں اِحسان کے کیا معنی ہیں ؟ سرکار نے فرمایا: اِحسان کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے ۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو یہ سمجھ کر عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے ۔

مذکورہ بالا حدیث حضور حضرت صاحب نے بطور دلیل کے پیش فرمائی ۔ قرآنِ کریم میں بھی اِنسان کی پَیدائش کا مقصود عبادت فرمایا گیا ہے ۔ اور حقیقی عبادت وہ ہے جو خشوع و خضوع ، اخلاص اور نہایت عاجزی کا اِظہار کرتے ہُوئے ادا کی جائے ۔ جس میں ذوق ، حلاوت اور اِطمینانِ قلب موجود ہو ۔ اور اطمینان بغیر ذکرِ الٰہی کے حاصل ہونا بالکل ناممکن ہے ۔ اِرشادِ ربّانی عزّ اسمہٗ ہے : اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی تسکینِ قلب ہوتی ہے ۔ جس ذکر سے لذّت شیرینی اور خشوع و خضوع اور اخلاص حاصل ہوتا ہے ، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے ۔

حضرات مشائخ کرام نے جِتنے طریقے ذکر کے بیان فرمائے ہیں ، اُن کا مقصد یہی چیز ہے کہ عبادت میں ذوق اور حلاوت حاصل ہو اور سلوک حاصل کرنے والا ذکر و فکر اور مُراقبہ کے زینہ سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہُوئے درجۂ اِحسان حاصل کرے ۔ اور حضور سرورِ کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادِ گرامی کی حقیقت کو سمجھ کر اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے۔

اوّل: الصّلوٰۃ معراج المؤمنین یعنی نماز مومن کے لیے معراج ہے۔

دوم: قرۃ عینی فی الصّلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ان مراتب اور درجوں کا حاصل ہونا مشائخِ کرام کی تابعداری پر مُنحصر ہے۔

ایک خواب اور اُس کی تعبیر

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ میں "دریا خان" میں تھا کہ ایک خواب دیکھا کہ چند فرشتوں اور چند آدمیوں نے مجھ پر سبز چادر ڈال دی ہے۔ اِسی طرح چند روز بعد دُوسری دفعہ خواب میں دیکھا کہ بعض آدمیوں اور فرشتوں نے مُجھ پر سفید چادر ڈال دی ہے۔ میں نے حاضرینِ مجلس سے تعبیرِ خواب دریافت کی، مگر کوئی نہ بتا سکا۔ چند روز بعد مجھے تعبیرِ خواب بیان کرنے کی اجازت ہوئی۔

پہلے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی مُصیبت نازل ہوگی۔ جو بظاہر سخت ہوگی، لیکن اس کا انجام اِن شاء اللہ تعالیٰ بخیر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ مُجھ پر قتل کا اِلزام لگایا گیا۔ جس کی وجہ سے میں کُچھ تھوڑا عرصہ جیل میں نظربند رہا۔ مگر اُس کا انجام بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہُوا۔ (مفصّل واقعہ مقدمۂ قتل باب الکرامات میں دیکھیے۔)

دُوسرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بعد باقی عمر اِن شاء اللہ تعالیٰ امن سے گزرے گی۔ (بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی بقیہ عُمر بالکل امن سے گزری)

رابطۂ شیخ دافعِ خطرات

ایک روز اِرشاد فرمایا: مُبتدی جب ولایتِ صُغریٰ میں سلوک طے کررہا ہو تو اُس کے دِل میں بہت سے خطرات پَیدا ہوتے ہیں، جہاں تک ہوسکے رابطۂ شیخ کو مستحکم کرکے خطرات کو دفع کرے اور تمام قصور اپنے ہی ذِمّہ لگائے۔ کیونکہ مُرشدِ کامل کا وجود ایک آئینے کی طرح ہے۔ مُبتدی طالب کو اپنے عَیب بطورعکس شیخ میں دِکھائی دیتے ہیں۔ اور مُبتدی باطنی نظر میں قصور کی وجہ سے گمراہ ہوجاتا ہے ولایتِ صغریٰ کو طَے کرنے کے بعد اگرچہ خطرات وارد ہوتے ہیں، مگر ان سے کِسی قِسم کا نقصان نہیں ہوتا، بلکہ ترقیٔ مدارج کا باعث ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ مُرشد کے متعلق اِعتقاد میں کوئی خلل واقع نہ ہو، اور نسبت جلی سے کئی قسم کے مبشّرات نمایاں ہوتے ہیں۔ مگر اُن کے ظہور سے خوش نہ ہو۔ اور نہ اُن سے ملولِ خاطر ہو کیونکہ یہ ابتدائی چیز ہیں۔ مقصود بالذّات نہیں۔

قبض اور بسط

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ سالک کو قبض اور بسط ہوتا ہے۔ اگر قبض کا باعث گناہِ کبیرہ یا صغیرہ ہو، یا اِتباعِ شریعت میں کوئی قصور واقع ہوگیا ہو تو اِستغفار پڑھنا چاہیے۔ تسبیح پر اَسْتَغْفِرُ اللّٰه پڑھے۔ جب تسبیح تمام ہوجائے تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ پُورا پڑھے۔ اور اگر صغیرہ یا کبیرہ گناہ یا شرعی قصور کی

وجہ سے قبض نہیں ہوئی، تو اِس کا کوئی فکر نہ کریں۔ اس سے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ اوّل یہ سمجھنا چاہیے کہ "قبض" کیا چیز ہے؛ اور "بسط" کس کو کہتے ہیں؟ تاکہ حضور حضرت صاحب کا اِرشاد جلدی سمجھ میں آجائے۔

جس وقت مُرید شیخِ طریقت کے حکم سے سلوک شروع کرتا ہے اور ذکر و مُراقبہ کرنے لگتا ہے تو اس کے دِل میں سُرور و ذوق، اور جذبہ و فرحت پیدا ہوتی ہے اور دِل کی کشادگی معلوم ہوتی ہے۔ اسی جذبہ اور خوشی کا نام "بسط" ہے۔

اور کبھی کبھی مُرید کے دِل میں بدمزگی، بے ذوقی اور پریشانی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس بدمزگی، بے ذوقی اور پریشانی کا نام "قبض" ہے۔

چونکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد شریعتِ مطہرہ کی پابندی پر ہے۔ کیونکہ شریعت مقصودِ حقیقی ہے۔ طریقت اور معرفت، مُرغِ شریعت کے دو بازو ہیں۔ جب پرندے کا جسم قوی ہو تو بازوؤں میں ایسی طاقت پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ اس کے جسم کو لے اُڑتی ہے۔ اسی طرح جب سالک کے اندر شریعت کی تابعداری پختہ ہوگی، تو طریقت و معرفت جو اُس کے پر ہیں وہ قوی تر ہوجائیں گے۔ اور سالک کو عُروج حاصل ہوتا جائے گا۔ اگر کسی گناہ کے سبب سالک کو قبض واقع ہو تو اُس کا علاج اِستغفار ہے۔ اگر اس سے کوئی گناہ نہ ہُوا ہو اور خود بخود قبض لاحق ہوجائے تو اہلِ سلوک کے نزدیک اُسے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ قبض کے وقت سالک کی گریہ زاری اور رنج و افسوس موجبِ ترقیٔ درجات ہوں گے۔

سیر آفاقی و انفسی

ایک روز حضور نے اِرشاد فرمایا کہ اگر انوارِ الٰہی جلّ شانہٗ سالک کو اپنے وجود سے باہر نظر آئیں تو اس کو "سَیرِ آفاقی" کہتے ہیں اور اگر انوارِ الٰہی سالک کو اپنے وجود کے اندر نظر آئیں تو س کو "سَیرِ انفسی" کہتے ہیں۔

حُصول سے خوش نہ ہو

ایک روز حضور نے اِرشاد فرمایا کہ مُبتدی کو اِبتدا میں "سَیرِ آفاقی" بہت دِکھائی دیتی ہے۔ اُس کے حاصل ہونے سے خوش نہ ہونا چاہیے۔ اور حاصل نہ ہو تو غم نہ کرنا چاہیے۔

وقوفِ قلبی

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا: طریقۂ نقشبندیہ میں "وقوفِ قلبی" شرط ہے۔ لیکن لوگوں کی سُستی کے باعث حضراتِ مشائخِ کرام نے لطیفۂ قلب پر اسمِ ذات کی تعداد بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ مقرر فرمائی ہے۔ اور دیگر لطائف پر دو دو ہزار مقرر فرمائی ہے۔ حضور کے اِس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی توجہ چونکہ ذکرِ الٰہی کی طرف بہت تھوڑی رہ گئی ہے، وگرنہ مقصود تو ہر آن اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا ہے۔ حضرات پیرانِ کبار کے نزدیک وقوف دو قسم ہے:

۱۔ وقوفِ قلبی

۲۔ وقوفِ عددی

وقوفِ قلبی، اِصطلاحِ اہل سلوک میں اس کو کہتے ہیں کہ ہر وقت سالک کی توجہ دِل کی طرف رہے، اور دِل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

وقوفِ عددی اس کو کہتے ہیں کہ عدد کو نگاہ میں رکھے۔ یعنی تین، پانچ، سات، نو، گیارہ یعنی عدد طاق پر سانس نکالے، اور یہ اس صورت میں ہے کہ اگر سالک کو سانس بند کرنے میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

تصورِ شیخ

ایک روز حضور نے اِرشاد فرمایا کہ اپنے شیخ کے تصور سے کوئی وقت اور کوئی لمحہ غافل نہیں ہونا چاہیے۔ مگر نماز میں یہ تصور نہ کریں۔ ہاں اگر نماز میں بے اِختیار یہ تصور قائم رہے تو نعمتِ عظمےٰ ہے۔ جب یہ تصورِ شیخ کمال کو پہنچتا ہے تو سالک کی نظر جہاں پڑتی ہے اُسے شیخ کی صورت ہی نظر آتی ہے۔

اَوقاتِ مُراقبہ

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ دِن رات میں تین مرتبہ مراقبہ ضرور کرنا چاہیے۔ (۱) بعد از نمازِ صبح (۲) بعد نمازِ عصر۔ (۳) بعد نمازِ تہجد۔ اور ہمیشہ باوضو رہنا چاہیے۔

فیض کا مُنتظر رہے

حضور نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ سالک جب شیخ کے حلقہ میں بیٹھا ہو تو دِل میں کوئی خیال نہ لائے۔ بلکہ ذکر کرنے سے بھی خاموش رہے اور شیخ کی طرف سے فیض کے آنے کا مُنتظر رہے۔ اور جب بھی سالک شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو خواہ شیخ کسی کام میں مشغول ہو یا کسی سے بات کر رہا ہو تو اس وقت بھی شیخ سے فیض کے آنے کا اِنتظار کرنا چاہیے۔

بے نصیب نہیں آتا

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ فقیر کی خانقاہ میں کوئی بے نصیب نہیں آسکتا۔ جو شخص بھی خانقاہ میں آگیا تو معلوم ہُوا کہ تقدیرِ الٰہی میں اس کے لیے فیض لِکھا ہوا ہوتا تھا، ورنہ نہ آتا۔

اللہ کا طالب خالی نہ جائے گا

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ "حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے تھے کہ جو شخص تین مرتبہ "اللہ" کی طلب کے لیے خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حاضر ہوگا وہ خالی نہ جائے گا۔ یہ فقیر بھی اِسی طرح کہتا ہے۔" یعنی حضور حضرت صاحب کا بھی یہی ارشاد ہے کہ جو شخص تین روز طلبِ خُدا کے لیے خانقاہ سراجیہ

حسن آباد میں آئے تو خالی دامن نہ جائے گا۔

یہ لاشئی درویش، جامعِ ارشادات اب بھی یقین رکھتا ہے کہ جو شخص تین مرتبہ حضور مخدوم زادہ حضرت سجادہ نشین صاحب (حضرت ثانی لاثانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں طلبِ صادق کے لیے حاضر ہُوا تو ان شاء اللہ خالی نہ جائے گا۔

ایام کی تخصیص

ایک روز خلیفہ محسن شاہ صاحب نے حضور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ کتاب "تحفۂ نصائح" میں بعض حاجات کے لیے بعض دِن مقرر لکھے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کتاب میں بعض ایسے مسائل ہیں۔ خاص کر بعض دنوں کا بعض کاموں کے لیے مخصوص ہونا۔ جو بے سند ہیں۔ شرع شریف کی کتابوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

رابطۂ کسبی و ذاتی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے سید راجن شاہ صاحب سکنہ نواں کوٹ کو بیعت فرماتے ہُوئے ارشاد فرمایا کہ رابطۂ شیخ دو قسم ہے۔ ایک "کسبی"۔ دُوسرا "ذاتی"۔ اللہ تعالیٰ تمھیں رابطۂ ذاتی عطا فرمائیں۔

حضور حضرت صاحب نے رابطہ کی جو تقسیم بیان فرمائی ہے اس کے سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو طالب پیر کے فرمان کے مُطابق

سلوک حاصل کرنا شروع کرتے ہیں، وہ دو قسم ہیں :

ایک وہ جن کی قابلیت و اِستعداد ایسی ہوتی ہے کہ وہ محنت اور کسب کرتے کرتے آہستہ آہستہ مقامِ سلوک طے کرتے ہیں۔ اور رابطۂ شیخ حاصل کرسکتے ہیں۔

دُوسرے وہ کہ جن کی قابلیت و اِستعداد بہت بلند ہوتی ہے۔ اور ان کا سینہ شیخِ طریقت کے فیض سے آئینہ سے بھی زیادہ صاف ہوجاتا ہے۔ اور پیر کے انوارِ باطنی اس کے سینہ میں ہر آن اور ہر وقت بطورِ سورج کی شعاع کے پڑتے رہتے ہیں۔ ان کو کسبِ رابطہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ ان کو رابطہ بالذات حاصل ہوجاتا ہے۔ رابطہ ذاتی کے ذوق اور اس کی حقیقت کو بیان کرنے سے زبان، اور قلم عاجز ہیں۔ یہ اِحسانِ الٰہی اور پیرِ طریقت کی کرم بخشی، اور بندہ پروری ہے۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

شیخ کی بارگاہ میں حاضری

ایک روز سیّد راجن شاہ صاحب پاپیادہ سفر کرکے حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آپ نے فرمایا کہ قیومِ زماں حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ قندھار سے پاپیادہ چل کر دہلی شریف میں اپنے پیرو مُرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

ادب پہلی شرط ہے

حکیم کریم بخش صاحب ساکن آڑہ اکبر شاہ، ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز یہ مسکین حضور کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ یہ حکایت بیان فرما رہے تھے کہ:

کسی بادشاہ کے سامنے اس کا وزیر کھڑا تھا۔ اور بادشاہ اُس سے گفتگو کر رہا تھا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کے بند درست کر رہا ہے۔ وہ سخت ناراض ہوا اور کہا (کہ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا) کہ تو میرا ملازم ہے۔ اور میرے سامنے میری طرف توجہ کرنے کی بجائے اپنے کپڑے کے بند کی طرف متوجہ ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ:

جب اہلِ دُنیا کے رو برو ایسے آداب کی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں تو اس سے زیادہ مُودب ہونا لازمی ہے۔

مردودِ طریقت

ایک روز حضور نے سید محسن شاہ صاحب ساکن راڑہ ثم لورا لائی کو ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے پیر و مرشد کی مخالفت کرے خواہ وہ اُمورِ دین میں ہو یا دُنیا میں تو وہ مردودِ طریقت ہے۔

ناقص کامل بن جاتا ہے

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کامل درویش وفات

کے وقت کسی ناقص کو اپنا قائم مقام بنادے تو وہ ناقص بھی کامل ہوجاتا ہے۔ اور کامل کے تمام فیوض اور اس کی نسبت اسے حاصل ہوجاتی ہے۔ لیکن اِس فقیر کے نزدیک اگرچہ اس ناقص کو نسبت حاصل ہوجاتی ہے مگر وہ اس شخص کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جس نے کامل سے سلوک کی منازل طے کی ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہُ اللہ تعالےٰ کی نسبت

ایک روز مولانا سید حافظ احمد شاہ صاحب محمدی شریف (اجنالہ) کو حضور حضرت صاحب نے خطاب کرکے ارشاد فرمایا کہ تیرھویں صدی کے مجدد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور شریعتِ مطہرہ کو رواج دینے والے امام الاولیا۔ حضرت خواجہ شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ جب اپنے پیر و مُرشد قطبُ العالم حضرت خواجہ مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی مزارِ پُرانوار پر مُراقبہ فرماتے تو حضرت شاہ صاحب کی نسبت، پیر پر غالب آجاتی تھی۔

مُبتدی اور نوافل

ایک روز ارشاد فرمایا کہ مُبتدی طالبِ سلوک کو ذکر اور مُراقبہ بہت زیادہ کرنا چاہیے۔ فرائض اور سُنتیں بلا ناغہ ادا کرے۔ باقی نوافل، و اوراد کی کثرت مناسب نہیں۔

(گویا مُبتدی بیمار کی مانند ہے۔ جسے دوا زیادہ استعمال کرنا چاہیے، نہ کہ خوراک۔ بلکہ خوراک کم استعمال کرے۔)

عُمر ضائع ونجا بیٹھوں

ایک روز حضور حضرت صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سرائیکی بیت ارشاد فرما رہے تھے:

عُمر ضائع ونجا بیٹھوں دھوکا دُشمن دا کھا بیٹھوں
نہ زر رہیا نہ گھر رہیا نہ ماں پیُو کوئی پسر رہیا
سُکھی جندڑی کُوں ڈکھ لا بیٹھوں

تہجد کے لیے بیدار کرتے

حضور اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ زیارت کے لیے آنے والے نمازِ تہجد نہیں پڑھتے۔ ان کو بیدار کرنا چاہیے۔ حضور حضرت صاحب کو بارہا دیکھا گیا کہ لالٹین ہاتھ میں لے کر درویشوں کے حجروں سے باہر تشریف لاتے اور نہایت کریمانہ اخلاق سے تہجد کے لیے بیدار فرماتے۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ قیومِ زماں حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ سحر کے وقت بنفسِ نفیس درویشوں کے حجروں کے پاس تشریف لے جاتے اور دیکھتے کہ کون شخص سویا ہوا ہے۔ اُسے تہجد کے لیے بیدار کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عُثمان رحمہ اللہ تعالیٰ اور خدمتِ شیخ

حضور حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے پیرِ روشن ضمیر کے حالات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اور اس سے آپ کا مقصود درویشوں کو

تعلیم دینا ہوتا تھا۔ تاکہ اِن حضراتِ عالی درجات رضی اللہ عنہم کے حالاتِ طیّبات سُن کر اپنے دِلوں کو قوی کریں اور یہ معلوم کریں کہ ان حضرات نے اپنے پیرانِ کبار رضی اللہ عنہم کی کس طرح مخلصانہ طور پر خدمات سرانجام دیں اور اس قدر غلامی کے باوجود بھی اپنے پیرومُرشد کے ممنونِ اِحسان رہتے کہ اُنھوں نے خدمت کا موقع عنایت فرمایا۔

ایک مرتبہ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ حضرت قیومِ زماں خواجہ محمد عُثمان رضی اللہ عنہ بہت مدّت تک سلوک حاصل کرنے کے لیے اپنے پیرِ روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ خطوں کا جواب بھی دیتے۔ پانچ وقت نماز کی امامت بھی فرماتے۔ لوگوں کے ساتھ مِل کر مٹی گارا سے تسبیح خانہ کی دیواریں اور درویشوں کے حجرے تعمیر فرماتے اور صبح و شام لنگر شریف کا کام بھی کرتے۔ زائرین اور درویشوں کو کھانا بستر اور چارپائیاں بھی تقسیم فرماتے۔ اگر قطبُ الاولیاء حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہوتے تو صبح موسیٰ زئی شریف سے روانہ ہوکر ڈیرہ اِسماعیل خان جاتے اور حضرت صاحب کا حال طبیب کے سامنے بیان کرکے دوا لیتے اور شام کے وقت موسیٰ زئی شریف اپنے پیرِ روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر ہوجاتے۔

یاد رہے کہ موسیٰ زئی شریف سے ڈیرہ اِسماعیل خان ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سچ ہے کہ ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شُد
ہر کہ خود را دید او محروم شُد

○

نمازِ فجر کے بعد سُنّتوں کا حکم

ایک روز آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر وقت ملے تو فجر کی سُنّتیں فرض سے پہلے پڑھ لے اور اگر موقع نہ ملے تو قبل[1] از طلوع بعد از فریضہ پڑھ لے۔ چند بار حضور نے اس پر عمل بھی فرمایا۔

---

[1] : مشکوٰۃ شریف میں حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث پاک مذکور ہے: "قال رأى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجلاً یصلی بعد صلوٰۃ الصبح رکعتین فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح رکعتین رکعتین فقال الرجل انی لم اکن صلیت الرکعتین اللتین قبلھما فصلیتھما الاٰن۔ فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ صبح کی (فرض) نماز پڑھ لینے کے بعد دو رکعت اور پڑھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا صبح کی دو رکعت (فرض) کے بعد اور دو رکعت (ادا کر رہے ہو، حالانکہ جانتے ہو کہ صبح کے فرضوں کے بعد کوئی نفل نہیں) اس شخص نے عرض کی: حضور صبح کے فرضوں سے پہلے دو رکعت (سُنّت) ادا نہیں کر سکا پس ان کو میں نے اب پڑھ لیا۔ پس حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اس حدیث کے تحت خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

(باقی اگلے صفحہ پر)

گزشتہ صفحے سے آگے :

"انکار نہ کرد و تقریر فرمود ، پس معلوم شد کہ اگر سُنت فجر پیش از فرض گزاردہ نشود بعد از وے باید قضا کرد ۔ ہمیں است مذہبِ شافعی و محمد ۔" (رحمہم اللہ تعالیٰ)

یعنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابی کے اس فعل پر انکار نہیں فرمایا ، بلکہ تقریر فرمائی تو معلوم ہوا کہ اگر سُنّت فجر فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں قضا کرسکتا ہے ۔

اگرچہ حضرت شیخ محقق نے اس کے بعد حدیث شریف پر بحث کی ہے ۔ مگر آخر میں پھر لکھا ہے :

"ترمذی گفتہ کہ قومے از علمائے مکہ قائل شدہ اند بحدیث قیس و گفتہ اند کہ باکے نیست کہ بگزارد مرد دو رکعت بعد از مکتوبہ پیش از طلوعِ آفتاب ۔" (اشعۃ اللمعات ص ۴۵۶)

یعنی امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علمائے مکّہ کی ایک قوم حدیثِ قیس پر عامل ہے اور وہ کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کے بعد اگر کوئی شخص دو رکعت سُنّت طلوعِ شمس سے پہلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ابوالانوار محمد عبدالرحمٰن حسنی

علمِ کُلّی و جُزّی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ فقیر ایک دِن (وادیٔ) سُون میں حضرت خواجۂ غریب نواز حضرت خواجہ محمد سراج الدّین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ لیٹے ہُوئے تھے عرض کیا کہ قبلہ! لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کُلّی و جُزی کے متعلق بہت اِختلاف ہے۔ کیا اِعتقاد رکھنا چاہیے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ میں لوگوں کو اِس معاملہ میں سختی سے منع کرتا ہُوں وہ تمام مخلوق اور خُدّامِ حضراتِ کرام رضی اللہ عنہم کو گمراہ کرتے ہیں۔ فقیر کا عقیدہ یہ ہے کہ جِس قدر علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائقِ شان تھا، اللہ نے آپ کو عنایت فرمایا۔ ہم اس عطیۂ الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم بھی اس بات کی تقلید کرو۔

خاتم الاولیاء

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ حضور حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے خاتم الاولیاء تھے۔ بزرگی اور درویشی آپ کی ذاتِ گرامی پر ختم ہوگئی۔

اب ڈھونڈیے اُن کو چراغِ رُخِ زیبا لے کر

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو فرماتے تھے "اس وقت عثمان

زمین پر موجود ہے، کل چلا جائے گا۔ پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔" پھر حضرت صاحب نے حاضرینِ مجلس کو خطاب کرکے فرمایا: یہ فقیر اپنے حق میں یہی کہتا ہے۔ ابھی وقت ہے کچھ کام کرلو۔

ایک مرتبہ یہ لاشئ درویش (جامع ملفوظات شریف) حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ سردی کے ایام تھے۔ حضور کی طبعِ گرامی کچھ ناساز تھی۔ اس رات حضورؒ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب (جو مخدوم زادوں کے اُستاد تھے) کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ تین اشخاص حضرت صاحب کی خدمت میں موجود تھے۔ ایک صاحب داد لانگری۔ اور عبد اللہ خان وزیرؒ جو کہ بہت مخلص خادم تھا۔ اور ایک یہ لاشئ درویش۔ سردی کی وجہ سے آگ جل رہی تھی۔ عبد اللہ خانؒ آگ کی انگیٹھی کے قریب بیٹھا ہُوا لکڑیاں درست کر رہا تھا۔ صاحب داد لانگری دروازے کے قریب تھا اور یہ لاشئ درویش حضور کے قریب بیٹھ کر آپ کو دبا رہا تھا۔ حضور نے ایک پُر درد، سرد آہ کھینچ کر فرمایا کہ حضرت غریب نواز خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے "آج عُثمان زمین پر موجود ہے، کل تم کو آسمان پر بھی تلاش کرنے سے نہیں ملے گا۔" اُس وقت کی کیفیت کی حقیقت کا بیان کرنا زبان کی طاقت سے باہر ہے۔ حقیقت میں حضور کا اِشارہ اپنی ذاتِ اقدس کی طرف تھا، کہ تم تلاش کروگے اور مُجھ کو نہ پاؤ گے۔ آہ آج اگر آفتاب کا چراغ لے کر چار دانگِ عالم میں تلاش کریں تو حضور جیسا شہباز عالمِ قدس نہیں مل سکتا ؎

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

خِدمت و جانثاری

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ فقیر "دریا خان" میں حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بنگلہ تیار کر رہا تھا کہ گھر سے اپنے فرزند کی بیماری کی اِطلاع ملی اور پھر فوتیدگی کی اِطلاع بھی مِل گئی۔ مگر فقیر بدستور بنگلہ تیار کرانے میں مصروف رہا۔ اور گھر نہ گیا۔ جب بنگلہ تیار ہوگیا تو حضرت خواجہ غریب نواز بنگلہ کو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہُوئے۔ اور فرمایا تو نے مجھے خوش کیا، اللہ تعالیٰ تجھے خوش کرے گا۔ اور تجھے اللہ تعالیٰ اس کی مانند بنگلہ بہشت میں عطا فرمائے گا۔ اس اِرشاد سے حضور کا اپنے پیرِ روشن ضمیر سے کمالِ اخلاص اور بے اِنتہا محبت کا اِظہار ہوتا ہے۔ مُرید کو اپنے شیخ کا اِسی طرح تابعدار ہونا چاہیے۔

مریضِ عشق پر رحمت خُدا کی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ بیماری کی حالت میں فقیر سُنتِ کریمہ پر عمل کرتے ہُوئے علاج کراتا ہے۔ ورنہ حکیموں کو میری مرض کی خبر نہیں۔

رانجھا صاحبِ کمال

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ لوگ "رانجھن" کی فِسق و فجور کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ صاحبِ کمال تھا۔ کیا تم

اُس کے کلام کو نہیں دیکھتے ؟ ـــــ حضور حضرت صاحب نے "رانجھن" کے متعلق جو کُچھ اِرشاد فرمایا کشفِ صحیح کے ذریعہ سے ارشاد فرمایا۔ من اراد مزید التصدیق فلینظر بالکشف الصحیح فما قال شیخنا ھو الحق۔ ؎

ہر کہ غافل نیست از حق یک نفس
ماضی و مُستقبلش حال است و بس

تین بزرگوں سے زیادہ محبت

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ مجھے تین بزرگوں سے بہت اُنس و رابطہ، اور مُخلصانہ محبت ہے۔

۱۔ سیدنا حضرت سُلطانُ العارفین سُلطان باہو رحمہُ اللہ تعالیٰ۔
۲۔ حضرت غوث بہاء الحق مُلتانی رحمہُ اللہ تعالیٰ۔
۳۔ اور حضرت لعل عیسن صاحب کروڑی رحمہُ اللہ تعالیٰ۔

اپنی زندگی شاہ صاحب کو دیدی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے مولانا سید محمد بخش شاہ، ساکن "سوکڑ" کو خطاب کرتے ہُوئے اِرشاد فرمایا کہ بستی "گرہ سواگ" کے قریب ایک "وڑوہڑاں" کی بستی ہے۔ وہاں ایک درویش قاضی شیخ محمد عثمان صاحب رہتے تھے۔ ان کا ایک خلیفہ اور خادم میاں حبیبُ اللہ سواگ تھا، جو ہمیشہ قاضی صاحب کے ہمرکاب رہتا۔ قاضی صاحب موصوف کی سید محمد زاہد شاہ صاحب ساکن بستی "خیر شاہ" کے ساتھ گہری دوستی تھی۔

اِتفاقاً ایک روز شاہ صاحب مذکور بیمار ہُوئے تو قاضی صاحب اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے ۔ وہاں قاضی صاحب کو مُراقبہ میں معلوم ہُوا کہ شاہ صاحب کی اجل قریب ہے ۔ قاضی صاحب نے یہ بات اہلِ مجلس کے سامنے بیان کردی اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی شاہ صاحب کو دے دے تو حضرت شاہ صاحب کی ذاتِ گرامی سے مخلوقِ خُدا کو فائدہ پہنچے گا ۔ سب لوگ خاموش رہے ، تو قاضی صاحب نے فرمایا میں نے اپنی زندگی شاہ صاحب کو دے دی ہے ۔ جب قاضی صاحب واپس تشریف لائے تو "گرہ سواگ" کے نزدیک چاہ گملوں والا پر پہنچے ملک مبارک سواگ اور ان کی والدہ مائی حوّا جوکہ اُن کے مُرید تھے انھیں فرمایا کہ "میں نے اپنی زندگی شاہ صاحب کو دے دی ہے اور میں نصف رات کے قریب فوت ہوجاؤں گا ۔ میرا غسل اور کفن تمہارے ذمّہ ہوگا ۔ غسل اور کفن کے بعد میرا جنازہ چاہ مذکور کی حد پر رکھ دیں ، میرا جنازہ پڑھانے کے لیے میرے شیخِ طریقت حضرت قبلہ "نیلی" سے تشریف لائیں گے اور جھنڈی دیتے آئیں گے "۔ حسبِ وصیّت قاضی صاحب کا جنازہ اسی جگہ رکھ دیا گیا ۔ چنانچہ حضرت قبلہ "نیلی" والے ، اسی بستی کے نزدیک ظاہر ہُوئے ۔ سفید ریش ۔ سبز رنگ کی گھوڑی پر سوار ، اور جھنڈی دیتے ہُوئے آئے ۔ جب قاضی صاحب کے جنازہ کے قریب آئے تو گھوڑی سے اُتر کر اُسے چھوڑ دیا ۔ نمازِ جنازہ پڑھائی ۔ نمازِ جنازہ سے فارغ ہوکر گھوڑی پر سوار ہُوئے اور جس جگہ سے ظاہر ہُوئے تھے وہیں پہنچ کر غائب ہوگئے ۔

امانت کی حفاظت

جناب قاضی شیخ محمد عثمان صاحب کے خلیفہ میاں حبیبُ اللہ صاحب مذکور کے متعلق حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ ایک دِن میاں حبیبُ اللہ صاحبؒ قاضی صاحب کے ہمرکاب تھے ۔ قاضی صاحب کو بُھوک محسوس ہُوئی تو آپ کے مُریدین میں سے ایک عورت نے چنے کی روٹی ، مکھن اور لسّی پیش کی ۔ قاضی صاحب نے تھوڑی سی روٹی مکھن کے ساتھ تناول فرمائی، اور لسّی نوش کی ۔ باقی روٹی میاں حبیبُ اللہ صاحب کے سپرد کی اور فرمایا اِس روٹی کو محفوظ رکھنا، پھر بھُوک معلوم ہُوئی تو کام آئے گی ۔

چنانچہ ایک سال کے بعد جب قاضی صاحب اسی مقام سے گزر رہے تھے تو بُھوک محسوس ہُوئی ۔ خلیفہ صاحب کو فرمایا گزشتہ سال والی روٹی لاؤ ۔ خلیفہ مذکور نے روٹی کو محفوظ رکھا ہُوا تھا ۔ پیر کی خدمت میں پیش کردی ۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ”تُو ایماندار آدمی ہے ۔ اور امانت کے لائق ہے۔“ اپنا تھوڑا سا لعابِ دہنِ مُبارک، میاں حبیبُ اللہ صاحب کے مُنہ میں ڈالا ۔

حضور حضرت صاحب کا اِس حکایت کے بیان کرنے سے مُدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخِ طریقت مُرید مخلص کی ہر طرح آزمائش کرتا ہے۔ جب ثابت قدم پاتا ہے، تو معرفتِ الٰہی کی امانت اُس کے سپرد کرتا ہے ۔

میاں حبیب اللہ صاحب حیات ہیں

ایک دن حضور نے حضرت میاں حبیبُ اللہ صاحب کے متعلق اِرشاد فرمایا کہ میاں حبیبُ اللہ زندۂ جاوید ہے۔ اگر کوئی صاحب بصیرت اس کی قبر پر جائے تو وہ اسی جگہ پر جواب دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ میاں حبیب اللہ صاحب کی قبر "کروڑ" میں قاضی صاحبان کی حویلی میں پیر کے قدموں کی طرف ہے۔ اس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہُوئی ہے۔ آپ مزار بنانے کو پسند نہیں کرتے اور نہ بنانے دیتے تھے۔

حضور کا یہ اِرشاد اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مردانِ راہِ خُدا کی خدمت میں رہنے والے اگر عقیدت و ارادت سے رہتے ہوں تو وہ زندۂ جاوید ہوجاتے ہیں۔ حضرت مولانا رُومی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ؎

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی
چوں بصاحب دِل رسی گوہر شوی

پیرومُرشد سے ذِکرِ خُدا حاصِل کرے

ایک روز آپ نے اِرشاد فرمایا کہ جب مُرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو کھانے پینے اور قیام کرنے کے سامان حاصل کرنے کی طرف توجّہ نہ کرے بلکہ اس چیز کی طلب کرے جس کو حاصل کرنے کے لیے گھر چھوڑ کر آیا ہے۔ یعنی ذِکرِ خُدا اور ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ کھانے پینے کی چیزیں تو گھر میں بھی مل جاتی ہیں۔

پیر اپنے مُرید کے حالات سے آگاہ ہے

حضور نے ایک دن سردار کریم داد خان ڈھوئی کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ مرید جب پیر کی خدمت میں حاضر ہو، بالکل چُپ رہے اور فیض کا انتظار کرے۔ کیونکہ ابھی وہ خانقاہ کی چار دیواری سے باہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر کو مُرید کے تمام حالات القا فرمادیتا ہے اور پیرِ طریقت کو توفیق عطا کرتا ہے کہ وہ مُرید کی حاجتوں کو پُورا کرسکے۔ خود مولانا رومی رحمۃُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ؎

بندگانِ خاصہ علامُ الغیوب
در جہاں دانی جواسیس القلوب

یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے (حضرات اولیاء کرام)
چُھپی ہُوئی باتوں سے (باذنِ اللہ) آگاہ ہوجاتے ہیں۔
اور وہ اِس دُنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

پیر کے متعلق عقیدہ

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ "سب پیرانِ کرام اور بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقبول ماننا چاہیے۔ لیکن اپنے پیر کا درجہ بلند سمجھنا چاہیے۔ اور اس کے برابر کسی کو نہ سمجھے"۔ حضور کا یہ ارشاد بھی مُریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے ہے۔ کیونکہ جب تک مُرید میں اس قسم کا اخلاص نہ ہوگا تو وہ اپنے شیخ سے فیض حاصل کرنے کے قابل نہ ہوگا۔

مقاماتِ مُقدسہ کسوٹی ہیں

ایک روز حج کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ جو لوگ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ مُقدسۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرکے واپس آتے ہیں۔ تو یہ مقاماتِ مقدسہ کسوٹی کی مانند ہیں۔ یا تو حاجی اُس جگہ سے ایمانِ کامل لے کے آتا ہے۔ یا ایمان سے خالی ہوکر آتا ہے۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ بعض لوگ جب حج سے واپس آتے ہیں تو پہلے سے زیادہ نیک ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کی حالت بہت خراب ہو جاتی ہے۔

سفر بخیر انجام ہُوا

ایک شاہ صاحب حج سے واپس تشریف لائے تو حضور حضرت صاحب نے اُن سے ملکِ عرب کے حالات دریافت فرمائے۔ شاہ صاحب نے بہت تعریف کی کہ بادشاہِ اِسلام کا عجیب نظام ہے۔ حدیں اور قصاص جاری ہیں، راہزن پابند ہیں۔ امن و امان کا دَور دَورہ ہے۔ اگر لاری کے سفر میں زر کی تھیلی گِر جائے تو کسی کو طاقت نہیں کہ اُٹھائے۔ یہ سُن کر حضور نے اِرشاد فرمایا کہ الحمدللہ! شاہ صاحب آپ ایمان سلامت لائے اور سفر بہ نیکی سر انجام ہُوا۔

سات پُشتوں تک اثر

ایک دن اِرشاد فرمایا کہ کامل اور طاقت ور بزرگ اپنے تصرف

سے اپنی سات پُشتوں تک ولایتِ صُغریٰ کا سلوک طے کرادیتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی

حضور حضرت صاحب نے واقفِ اسرارِ یزدانی، ہمائے اوج لامکانی، حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک روز اِرشاد فرمایا کہ اگر میرا فرزند مولوی فقیر محمد صاحب زِندہ ہوتا تو مخلوق کو قطبُ العالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا زمانہ یاد آجاتا۔ مگر لوگوں کی قسمت میں یہ بات نہ تھی۔

کشفِ عیانی حاصل ہے

حضور حضرت صاحب حاجی نور محمد واڑے والا۔ اور عبد اللہ شاہ کالا والا کے مُتعلق اِرشاد فرمایا کہ حضرت محبوبِ سُبحانی امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مُریدوں کی طرح اُن کو کشفِ عیانی حاصل ہے۔

غیر دے در تے مُول نہ جا

ایک روز حضور حضرت صاحب نے یہ ہندی بیت اپنی زبان فیضِ ترجمان سے اِرشاد فرمائے: ؎

پیر سِکھائی ایہا ریت   بہہ وِچ حجرے یا مسیت
پھٹیا پُرانا کپڑا پا   بیہا پروتھا ٹکڑا کھا
غیر دے در تے مُول نہ جا

جس دعوٰے سٹیائیں دا

اکثر اوقات حضور حضرت صاحب یہ ابیاتِ سرائیکی بھی ارشاد فرماتے تھے: ؎

دِین تے دُنیا ڈوہیں سَکیاں بھَیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا
ڈُو بھَیناں وِچ ہِکّے نکاح دے تَیکُوں شرع نہیں فرمیندا
بھاد تے پانی وِچ ہِکّے تھاں دے بَیا تھاں ای نیں کھیندا
ڈوہیں جہان جھت گئے اوہے جنھاں دعویٰ سُٹیا ئیں دا

پیکرِ تسلیم و رضا

ایک روز ارشاد فرمایا کہ فقیر نے ابتداء میں نو سال مُفلسی کی حالت میں گزارے اور کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کیا۔ دو سال تک میرے پاس چادر نہ تھی۔ اور ایک سال تک پگڑی نہ تھی' ننگے سر رہا۔ اور چالیس سال پیرانِ عظام کی خدمت کی۔

حضور کے اِس اِرشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ سالک کے لیے ہر وقت' ہر آن رضائے الٰہی پر شکر گزار رہنا ضروری ہے ؎

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا است
ما امینم ایں متاعِ مصطفیٰؐ است

مولوی حسین علی صاحب کا علمِ غیب

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اِبتدا میں

یہ فقیر "گرہ سواگ" میں مقیم تھا، تو مولوی حُسین علی صاحب کو خط لکھا کہ فقیر کے مقامات کو دیکھ کر مُطلع فرمائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ "آپ کے لطائف کے انوار بحرِ ذخّار کی مانند ہیں"۔

آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ "سُبحان اللہ! مولوی حسین علی صاحب خود تو دُور بیٹھے ہُوئے فقیر کے متعلق غیب کی باتیں جانتے ہیں، مگر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے منکر ہیں۔

حضور حضرت صاحب کا ہمیشہ قطب العالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح اپنے خدام و مخلصین کو کلی، جزی کی بحث سے سخت منع فرماتے کہ کلی، جزی کا پیمانہ لے کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عِلم کو ناپنا، بلکہ ایسی مجلسوں میں شرکت کرنے سے بھی ایمان کے زوال کا خطرہ ہے۔

ڈاڑھی کترے کے پیچھے نماز جائز نہیں

حضور حضرت صاحب ہر مجلسِ وعظ میں ہمیشہ فرماتے کہ جس شخص کی ڈاڑھی قبضہ سے کم ہو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔

نمازِ احتیاطی

حضور حضرت صاحب اِرشاد فرماتے ہیں کہ وہ شہر جہاں نمازِ جُمعہ پڑھی جائے، وہاں نمازِ احتیاطی کی ضرورت نہیں۔ آپ ہمیشہ اسی پر عمل فرماتے اور معتقدین بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

موسیٰ زئی شریف اور نمازِ جُمعہ

ایک دن حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ کسی شخص نے قطبِ دَوران حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمۃُ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ موسیٰ زئی بڑا شہر ہے۔ تقریبًا ۵۰۰ کی آبادی، مکانات ہیں۔ آپ اس میں جُمعہ کیوں نہیں پڑھتے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اُس کو دس ۱۰ رُوپے دِیے، کہ مُوسیٰ زئی شریف کے بازار سے کستوری خالص خرید کر لے آؤ۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ اس جگہ تو ایک رُوپیہ کی کستوری ملنا بھی مشکل ہے۔

آپ نے فرمایا تب تو یہ مصر نہیں، بستی ہے۔ جہاں ہر قسم کے ضروریات دستیاب نہ ہوں وہ مصر نہیں۔ اس لیے یہاں جُمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

حُصولِ کمال کے لیے مُدّت درکار ہے

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مُطابق بچّہ نو ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اور میعادِ مقررہ کے بعد مکمل ہوکر باہر آتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (اظہارِ) نبوت (کی اجازت) ملی تو چالیس سال کے بعد ملی۔ اِس فقیر نے پُورے چالیس سال پیرانِ کبار کی خدمت کی۔ چالیس سال کے بعد پیرانِ عظام سے فیض مِلا۔ اور آج کل لوگ یہاں خانقاہ میں آتے ہیں۔ اور ایک رات رہ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ

ہم کامل بن جائیں۔ حالانکہ روز بروز اہلِ زمانہ کی حالت خراب ہو رہی ہے۔

ہمارے طریقہ میں محرومی نہیں

ایک روز ارشاد فرمایا کہ سُلطان العارفین، امام السالکین، مجتہد طریقۂ عالیہ نقشبندیہ خواجۂ بزرگ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالےٰ نے دو رُخہ تلوار جاری کی ہے۔ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"در طریقۂ ما محرومی نیست"۔

یعنی جو شخص طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو جائے، محروم نہیں رہتا۔ اس طریقۂ عالیہ کی برکت سے اِن شاء اللہ مرتے وقت اِیمان سلامت لے جائے گا۔

شیعہ کو تین بددُعائیں

ایک روز حضور حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ ہندو کے کُنویں پر نماز پڑھو، اور پانی بھی پی لو، مگر شیعہ کے کُنویں پر نہ نماز پڑھو نہ پانی پیو۔ کیونکہ شیعہ کا ایمان، حضرات شیخین یعنی امیرالمؤمنین خلیفۂ اوّل، حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیرالمؤمنین خلیفۂ ثانی فاروقِ اعظم سیّدنا امیر عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سَبّ کرنے سے جل جاتا ہے۔ البتہ ہندو میں اِستعداد ہے اور امید ہے کہ وہ ایمان لائے۔ مگر شیعہ پر اُمید نہیں کہ وہ ایمان دار بن جائے، کیونکہ وہ سَبّ کرنے کو ایمان جانتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ایمان جل جاتا ہے۔

اور یہ مُنکرِ صحتِ قرآن ہیں۔ اگر ہو سکے تو شیعہ کے قدم پر قدم نہ رکھو۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیعہ کو امام حسین رضی اللہ عنہ نے تین بددُعائیں دی ہیں۔ کیونکہ حقیقتاً حضرتِ امام کے قاتل یہی شیعہ لوگ ہیں۔

۱۔ پہلی بددُعا یہ فرمائی کہ "خُدایا اِن لوگوں نے مجھے اپنے نانا کی زیارت سے محروم کیا ہے، ان کو حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب نہ کر۔

۲۔ دُوسری بد دُعا یہ کہ انھوں نے مجھے تلاوتِ قرآن سے محروم کیا ہے، اے اللہ ان کو قرآن کی تلاوت نصیب نہ کر۔

۳۔ اور تیسری بد دُعا یہ کہ انھوں نے مجھے نماز باجماعت ادا کرنے سے روکا، اے اللہ! ان کو نماز باجماعت نصیب نہ کر۔

یہ تینوں دُعائیں حضرت امام پاک کی اللہ رب العزت نے قبول فرمائیں۔ چنانچہ شیعہ تلاوتِ قرآنِ حکیم سے محروم ہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کو صحیفۂ عثمانی جانتے ہیں۔ روضۂ اقدس کی زیارت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا ہے۔ اِسی طرح نماز سے بھی محروم ہیں۔ اگر کبھی نماز اکیلے یا جماعت سے ادا کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی بنائی ہُوئی نماز ہے۔ اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فرمان کے مُطابق نہیں پڑھتے۔

نماز باجماعت کی پابندی

حضور ہمیشہ اپنے مُریدین و مخلصین کو نماز کی تاکید فرماتے۔ خصوصاً

نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے ایک روز اِرشاد فرمایا کہ میں نے سات سال تک نماز جماعت سے فوت نہیں ہونے دی۔ اب اگر جنگل میں بھی جاؤں تو نماز جماعت سے حاصل ہوجاتی ہے۔ اور بارہ سال تک کسی سے سوال نہیں کیا۔ اِس کی برکت یہ ہے کہ جنگل میں بھی جاؤں تو اللہ تعالیٰ لنگر کا سامان اُسی جگہ عطا کردیتا ہے اور ہوائی رزق آجاتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کی پابندی

آپ نے اِرشاد فرمایا کہ میں موسیٰ زئی شریف سے واپس آرہا تھا کہ جنگل میں نماز کا وقت ہوگیا۔ میں اکیلا تھا۔ ایک چرواہے کو چار آنہ کی رقم دے کر اس کو نماز سکھائی اور تیمم کرواکے اپنے ساتھ نماز پڑھائی تاکہ جماعت کا ثواب فوت نہ ہو۔

حضور نے جنگل میں بھی سُنّتِ کریمہ پر عمل پیرا ہوکر اِس حقیقت کو ثابت فرمایا کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا دار و مدار شریعتِ مُطہرہ کی پابندی پر ہے۔

صفیں کج دل پریشان

حضور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام سے پہلے سجدہ میں جانا اور نماز میں صفوں کا ٹیڑھا ہونا مکروہاتِ نماز میں سے ہے۔ اِس لیے صفوں کو سیدھا کرنے میں بہت اِہتمام فرماتے۔ اور تمام حاضرینِ جماعت کو مخاطب ہوکر اِرشاد فرماتے کہ جماعت میں صف ٹیڑھی

ہو تو دل ٹیڑھا ہوجاتا ہے۔ اور بُرے خیالات آتے ہیں۔ یہ بھی تاکید فرماتے کہ صف میں مقتدی ایک دُوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوں اور اُن میں فاصلہ نہ ہو۔ اگر درمیان میں فاصلہ ہو تو اس جگہ شیطان گُھس آتا ہے اور دِل میں فاسد خیالات ڈالتا ہے۔

نماز میں وساوس سے محفوظ رہنے کا طریقہ

ایک روز حضور حضرت صاحب نے نماز کے متعلق اِرشاد فرمایا کہ جب اِنسان نماز کے لیے کھڑا ہو تو سجدہ کے مقام پر اپنی نظر رکھے اور یہ خیال کرے کہ میں نے اس زمین میں دفن ہونا ہے۔ اور رکوع کرے تو اپنے دونوں پاؤں کو دیکھے۔ اور یہ خیال کرے کہ میرا رُوح پہلے اس جگہ سے نکلنا شروع ہوگا۔ جب سجدہ میں جائے اور اپنی ناک کی طرف دیکھے اور یہ خیال کرے کہ میرا رُوح اس جگ سے بھی نِکلے گا۔ اور جب التحیات میں بیٹھے تو اپنے سینہ کو دیکھے اور یہ خیال کرے کہ رُوح سینہ سے بھی نِکلے گا۔ جو شخص اس طریقہ پر کاربند رہے گا تو وہ نماز میں وساوس وخطرات سے محفوظ رہے گا۔

نمازِ تسبیح

آپ "صلوٰۃ التسبیح" کے بہت فضائل بیان فرماتے تھے۔

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں اس کے فضائل بہت زادہ ہیں۔ بہتر ہے کہ ہر روز پڑھے۔ اس کے پڑھنے سے صغیرہ

کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور انسان گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے، جیسے بچّہ ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہر روز نہ پڑھ سکے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھے۔ اور اگر ہفتہ میں نہ پڑھ سکے تو مہینہ میں ایک بار پڑھے۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو چھ ماہ میں ایک بار پڑھے، ورنہ سال میں ایک بار پڑھے۔ اگر ایسا بھی نہ ہوسکے تو تمام عُمر میں ایک بار پڑھ لے۔

آپ ہمیشہ جمعہ کے روز اِشراق کے بعد صلوٰۃ التسبیح ادا فرماتے اور پڑھنے کا طریقہ بروایت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یُوں بیان فرماتے:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمّ بزرگوار حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اے چچا! کیا میں آپ کو (ایسی چیز) عطا نہ کروں، کیا آپ کو (ایسی چیز) نہ دوں؟ کیا تمھیں (ایسی چیز) نہ سکھاؤں؟ جس کو آپ ادا کریں تو آپ کے تمام گناہ خواہ وہ پہلے ہوں یا پچھلے۔ نئے ہوں یا پُرانے۔ عمدًا کیے ہوں یا سہوًا۔ ظاہر ہوں یا چُھپے ہُوئے۔ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب بخش دِیے جائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ آپ چار رکعت نمازِ تسبیح ادا کریں۔ ہر رکعت میں الحمد شریف اور سورۃ پڑھ کر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پھر رکوع کریں۔ رکوع میں رکوع کی تسبیحات پڑھ لینے کے بعد دس مرتبہ یہی کلمہ پڑھیں۔ پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہ کر دس مرتبہ یہی کلمہ پڑھیں۔ اس کے بعد سجدہ کریں۔ اور سجدہ کی تسبیحات پڑھ کر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھیں تو دس مرتبہ یہی پڑھیں۔ پھر دُوسرا سجدہ کریں، تو یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔ دُوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر دُوسری رکعت کے قیام سے پہلے دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ اسی طرح چار رکعتیں ادا کریں۔ ہر رکعت میں کل تسبیحات کی تعداد پچھتّر ہوگی۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔

دِین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پَیدا

حضراتِ اہل اللہ کی صحبت کا اثر بادشاہانِ اِسلام پر ہمیشہ خلقِ خُدا کے لیے موجب امن و راحت ہوتا ہے۔ جب تک مُسلمانوں کے بادشاہ و اُمراء، اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے تو اللہ تعالیٰ کے اِنعامات ان، کے شاملِ حال رہے اور مسلمانوں میں شریعتِ مطہرہ کے احکام جاری رہے۔ اور جس دِن سے مسلمان بادشاہوں، اور اُمراء و حکام نے اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا اُسی دِن سے ان کے دِل سے عظمتِ اِسلام، حلاوتِ ایمان۔ اور شیرینیٔ عبادات آہستہ آہستہ رُخصت ہونے لگی۔ حتیٰ کہ یہ لوگ لادین قانون، اور خلافِ اِسلام نظام پر فریفتہ ہوگئے۔ یہ محرومی و بے نصیبی حضرات اولیاء اللہ کے حضور حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

اسی ضمن میں حضرت نے ایک دن اِرشاد فرمایا کہ "دہلی" کی

جامع مسجد، جو اس قدر شہرت رکھتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب شاہ جہان بادشاہ نے اس کا سنگِ بنیاد رکھنا چاہا تو تمام علماء وصلحاء کو جمع کر کے کہا کہ مسجد کا سنگِ بنیاد وہ شخص رکھے جس نے آج تک کوئی غیر شرعی کام، جھوٹ، چوری، زنا نہ کیا ہو۔ اور جس نے کبھی نماز، روزہ اور تہجد قضاء نہ کی ہو اور جس سے آج تک جماعت کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔ تمام لوگ خاموش ہو گئے اور کسی نے یہ جُرأت نہ کی کہ تمام اوصاف کا اِقرار کرے اور مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے۔ بالآخر بادشاہِ اِسلام شاہ جہان نے اپنے ہاتھ سے مسجد کا بنیادی پتھر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تمام اوصاف میرے اندر موجود ہیں۔

آپ نے فرمایا چونکہ اس مسجد کا سنگِ بنیاد ایک ولی اللہ کا رکھا ہُوا ہے اِس لیے اس کی مقبولیت زیادہ ہے۔ شاہ جہان بادشاہ قطبُ الارشاد، غوثِ زمانی، قیوم ثانی، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سرہندی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کا مخلص خادم اور مُرید تھا۔ جب حضرت محبوب سُبحانی، قطبِ ربّانی، غوثِ صمدانی حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا وصالِ پُر ملال ہُوا، تو شاہ جہان، حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا، اور عرض کیا کہ حضور اجازت فرمائیں تو یہ خادم ان تمام مہمان مخلصین و خادمین کی، جو برائے تعزیت آئے ہُوئے ہیں، خدمت کرنے کا شرف حاصل کرے۔ چنانچہ ایک ماہ کامل، شاہ جہان خدمت کرتا رہا، جس قدر برکات و فیوضات اُسے حاصل ہُوئے، ان ہی نیازمندانہ جذبات کا نتیجہ ہیں۔

جب شہزادہ خرم حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ گرامی سے ہندوستان کا بادشاہ "شاہ جہان" کے نام سے ہُوا تو اس نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے عرض کیا کہ حضور بندہ پروری فرما کر اپنے فرزندانِ گرامی میں سے کسی ایک کو شاہی دربار میں رہنے کے لیے اِرشاد فرمائیں۔ تاکہ ان کے نفسِ قدسیّہ کی برکت سے تمام اہلِ دربار، شاہزادگان امراء و اراکینِ سلطنت فیض یاب ہوں۔ چنانچہ حضرت عُروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم کے مُطابق شیخ الشیوخ سند الاصفیاء امام الاولیاء حضرت خواجہ محمد سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ دہلی تشریف لائے اور اُن کے فیضان سے تمام اراکین، امراء، شاہزادگان فیض حاصل کرتے رہے کسی نے خوب کہا ہے: ؎

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پَیدا
دِین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پَیدا

قُوتِ لایمُوت

ایک دِن آپ نے قطبِ دَوران حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالاتِ طیّبہ بیان فرماتے ہُوئے اِرشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بہت زیادہ نحیف اور کمزور ہوگئے۔ آپ مجاہدہ بہت زیادہ فرماتے تھے۔ یہ بھی ضعف کی ایک وجہ تھی۔ آپ کے تمام خلفاء و مُریدین نے ایک دن باہم مشورہ کیا کہ حضرت کے لیے کوئی مُقوّی دوا تیار کی جائے۔ شاید آپ کو فائدہ ہو اور یہ کمزوری دُور ہوجائے۔ مگر آپ کا رعب اور جلال اس قدر تھا

کہ کسی کو عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر بالاتفاق یہ تجویز کیا گیا کہ حضرت سادات کرام کی بہت زیادہ عزت و تکریم فرماتے ہیں، اور سید امیر شاہ صاحب ساکن واں کیلہ (گنجیال شریف) حضرت خواجہ کے خلیفۂ مکرم ہیں' ان ہی کے ذریعے حضرت کی خدمت میں اجازت کی درخواست پیش کی جائے۔ تاکہ بعد از اجازت' کوئی مقوی دوا تیار کی جائے۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحب مذکور نے ایک دِن موقع پاکر تمام مخلصین و خادمین کا معروض پیش کردیا' کہ حضورِ والا! اِجازت مرحمت فرمائیں تو خُدّام کوئی مقوی دوا تیار کریں؟

حضرت خواجہ غریب نواز نے عرض سُن کر فرمایا: "ہاں شاہ صاحب"۔

دوبارہ شاہ صاحب نے عرض کیا۔

پھر آپ نے فرمایا: "ہاں شاہ صاحب!"

تیسری دفعہ حضرت خواجہ غریب نواز نے اِرشاد فرمایا کہ:

"شاہ صاحب! لنگر کی آمدنی کا مال مشکوک ہوتا ہے، یہ لنگر کے خرچ کے لیے آتا ہے۔ فقیر کا اِس میں اِس قدر حق ہے کہ جس کے کھانے سے جسم میں اِتنی طاقت ہو کہ چار رکعت نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکوں۔ اس سے زیادہ لینا میرے لیے جائز نہیں اور اتنا پہلے ہی میرے پیٹ میں موجود ہے۔ طاقت ور دواؤں کی ضرورت نہیں"۔ پھر فرمایا کہ: "اپنی اپنی قسمت ہے۔ میں نے چھ ماہ میں ایک پاؤ ستو کھایا۔ اور لنگر میں ایک سو بیس دُنبے سال میں ذبح ہُوئے مگر میں نے اس میں صرف دو تولہ گھی اور دو تولہ گوشت کھایا ہے"۔

ضُعف کے باوجود جَماعت کی پابندی

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آخر عُمر میں بیمار ہُوئے اور سخت بدنی ضعف کی وجہ سے مسجد میں تشریف لانے سے معذور تھے۔ مگر ذوقِ جماعت اِس قدر غالب تھا کہ خادمین کو فرمایا کہ مجھے مسجد میں لے چلو۔ دو خادم حاضر ہُوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز کے دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو مسجد کی طرف لے چلے۔ زمین پر آپ کے قدموں کے نشان بنتے جاتے تھے۔ مسجد میں پہنچ کر آپ کو بٹھا دیا گیا۔ جب اقامت ہُوئی تو حضرت نے فرمایا مجھے اُٹھا دو۔ چنانچہ خادموں نے آپ کو اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔ امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو حضرت بھی تکبیر تحریمہ میں شامل ہوئے۔ پھر پُوری نماز میں نہایت مستعدی سے خود اُٹھتے بیٹھتے رہے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے نوجوان نماز پڑھ رہا ہے۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر پہلی بے طاقتی عود کر آئی۔ اور حضور خادموں کا سہارا لے کر تسبیح خانہ میں تشریف لے گئے۔

چونکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا دار و مدار اتباعِ شریعت اور سُنتِ کریمہ کی پابندی پر ہے۔ لہٰذا حضرت خواجہ غریب نواز نے بھی اسی پر عمل فرمایا۔ کیونکہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیماری کی حالت میں اسی طرح مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے۔

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

ایک روز ارشاد فرمایا کہ قطب دَوران حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو چار ماہ عرب شریف میں مقیم رہے۔ اس تمام عرصہ میں آپ نے کھانے پینے سے اِحتراز کیا، تاکہ پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہو۔ یہ خوف لاحق تھا کہ اس سرزمینِ پاک پر ممکن ہے ایسی جگہ پیشاب کروں جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مُبارک لگے ہوں اور اس طرح بے ادبی کا اِرتکاب ہوجائے، تو پھر یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ادب کا نہایت ہی اعلیٰ ترین مقام ہے، جس پر حضرت خواجہ موصوف نے عمل فرمایا۔

کنارے پر پہنچا دیا

ایک روز حضور نے اِرشاد فرمایا کہ میں موسیٰ زئی شریف جارہا تھا۔ راستہ میں جب دریائے سندھ آیا تو بذریعہ "سنداری" عبور کرنا شروع کیا۔ جب دریا کے درمیان میں پہنچا تو "سنداری" پھٹ گئی۔ اب ہر طرف سے حیرانی نے گھیر لیا کہ گھر والے سمجھیں گے کہ پیر صاحب کی خدمت میں موسیٰ زئی شریف گئے۔ اور حضرت غریب نواز خیال فرمائیں گے کہ مُرید گھر ہے اچانک قطبِ دَوران حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ والغفران کی شکل مُبارک ظاہر ہُوئی، اور آپ نے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر کنارہ پر پہنچا دیا۔

کثرتِ درود شریف مُشکلات کا حل

حضور اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ جب بہت غم اور مُشکلات لاحق ہوجائیں تو درود شریف کی کثرت ہی تمام مشکلات کو حل کرتی ہے

اوّل و آخر درود شریف

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دُعا مانگنے سے پہلے اور دُعا کے بعد تین تین بار درود شریف پڑھ لیا جائے تو بفضلہٖ تعالیٰ دُعا مستجاب ہوتی ہے۔

حضور کا یہ اِرشادِ گرامی بالکل برحق ہے، کیونکہ اللہ ربّ العزّت اکرم الاکرمین ہے۔ اس کی شان کرم سے یہ بعید ہے کہ اوّل و آخر درودِ پاک کو تو قبول فرمائے، مگر دُعا کو رد کرے۔

نسبتِ خفی و جلی

ایک روز آپ نے اِرشاد فرمایا کہ سالک کی نسبت یا جلی ہوتی ہے یا خفی۔ اگر طالبِ سلوک کی نسبت جلی ہو تو وہ مقاماتِ سلوک جلدی طے کرجاتا ہے۔ اور بشّرات ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں لغزش کا ضرور اندیشہ ہوتا ہے۔ اور جس طالبِ سلوک کی نِسبت خفی ہو تو وہ لغزش سے محفوظ رہتا ہے۔ بعض آدمیوں کی نِسبت ایسی ہوتی ہے کہ ان کو اپنی زندگی میں اس کا عِلم نہیں ہوتا، بلکہ مرتے وقت نسبت کے علامات اُس پر

ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ذکر جاری ہوجاتا ہے۔ اور قلب جاری معلوم ہوتا ہے۔

مُریدین کی نِسبت

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ملک خُدابخش ملتانی اور مولوی احمد شاہ جھنگوی کو اس قدر نِسبت جلی حاصل ہے کہ اگر وہ کسی پر توجّہ ڈالیں تو برداشت نہ کرسکے گا۔ اور فرمایا کہ اگر امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ موجود ہوتے تو میں بادعویٰ کہہ دیتا کہ میرے مُریدوں کی نسبت اپنے مُریدوں سے بے شک ملالیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ایک دِن کسی شخص نے حضرت صاحب کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا کہ میں نے بہت بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوکر وظائف پُوچھے ہیں اور ان پر عمل کیا ہے۔ مگر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ اُس وقت حضور کے سامنے سیّد احمد شاہ صاحب بیٹھے ہُوئے تھے حضور نے فرمایا یہ احمد شاہ جو بیٹھا ہُوا ہے، اس کو سَو دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوچکی ہے۔

درخت فیض دیتے ہیں

حضور حضرت صاحب نے ملاذ الغرباء قبلۃ المریدین حضرت

مخدوم زادہ حضرت سجادہ نشین (ثانیٔ لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) کو جب مسند آرائے سجادہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ میری جگہ کو اور مصلّٰی کو نہ چھوڑنا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ درخت بھی فیض دیں گے اور تمام رُوئے زمین کے لوگ تمھارے قدم چُومیں گے۔ آج حضور کا یہ اِرشاد پُورا ہورہا ہے۔ حقیقتاً درختوں سے بھی مخلصین کو فیض پہنچ رہا ہے۔ اور حضور حضرت صاحب کے اِرشادِ گرامی کے مُطابق جناب سجادہ نشین صاحب نہایت اِستقامت سے حضور کی مُبارک جگہ کو اپنا ملجا و ماویٰ یقین کرتے ہُوئے محکم ارادہ سے تشریف فرما ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت کے زمانہ کی طرح گروہ در گروہ ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہورہے ہیں۔

البتہ چمگادڑ کی طرح کوئی سُورج کو نہ دیکھ سکے تو اُس کا اپنا قصور ہے، نہ کہ آفتاب کا۔

حقِ خدمت ادا کیا

حضور حضرت صاحب نے محمد حسین لانگری مرحوم، صاحب داد لانگری مرحوم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اِن دونوں نے حقِ خدمت نہایت خلوص سے ادا کیا ہے۔ خُدا ان کو جزائے خیر دے۔

بہشتی افراد

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی میری زبان پر اِعتبار کرے

تو مَیں کہتا ہوں کہ چار شخص بہشتی ہیں :

۱۔ حاجی محمد موسیٰ سیٹھ
۲۔ حاجی بھولا مرحوم ملتانی
۳۔ ملک حسن مرحوم مکوڑی والا
۴۔ غلام صدیق مرحوم مکوڑی والا

حضرت مولانا عبدالکریم اور خدمت

مولانا عبد الکریم صاحب اُستاد حضراتِ مخدوم زادگان کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب نے جس طرح حقِ خدمت اور حقِ درویشی ادا کیا ہے، ایسا کسی نے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے۔ کبھی خلافِ حکم نہیں کیا اور خاموشی سے خدمت کی ہے اور سالکانِ قدیم کی فطرت پر واقعی عامل رہا[1]

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق برما بہ خند

درِ مسجد کو لازم پکڑو

حضور حضرت صاحب تا بقائے حیاتِ ظاہری ہمیشہ عُرس مُبارک موسیٰ زئی شریف میں تشریف لے جاتے رہے۔ ابتدائی ایام میں آپ جامع مسجد کلاں مولانا مولوی احمد صاحب مرحوم میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ جب یہ کمترین غلام شرفِ بیعت سے مشرف ہُوا

---

[1] یعنی مولانا مولوی محمد حیات صاحب

تو بہ کمال بندہ پروری، غلام نوازی فرماتے ہُوئے جامع مسجد سیّد جُمعہ شاہ میں تشریف فرما ہُوئے۔

ایک مرتبہ حضور اسی جگہ جامع مسجد میں تشریف لائے۔ اور وضو فرما رہے تھے۔ برادرِ طریقت حاجی تصدق حُسین صاحب، جو کہ آپ کے مخلص درویشوں میں تھے اور یہ لاشئ درویش اور ایک شخص مسمّیٰ غلام محمد دایہ، آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس لاشئ کے متعلق دُعا کے لیے عرض کیا گیا۔ حضور نے اِس غلام کو مخاطب ہو کر فرمایا: "اگر تم نے مسجد کو نہ چھوڑا تو دُنیا دیکھے گی"۔

حضور کی زبان فیض ترجمان سے نِکلے ہُوئے الفاظ کے برکات کو یہ کمترین دیکھ رہا ہے کہ حضور کی برکت سے اِس پُرشور اور فِتنہ کے زمانہ میں یہ غلام ظاہرًا اور باطنًا محفوظ ہے۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

حضرت خواجہ گل حسن رحمہُ اللہ تعالےٰ کا واقعہ وفات

جب حضور کے خلیفۂ اعظم حضرت مولانا گل حسن صاحب جنجوں شریف (مُرشد آباد) ضِلع بھکّر کا اِنتقال ہُوا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ "ایک آدمی کی کامل طور پر تربیت کی تھی، مگر افسوس کہ اس نے بھی داعئ اجل کو لبّیک کہ کر ہم سے جُدائی اِختیار کرلی"۔ پھر فرمایا کہ "خلیفہ مولوی گل حسن صاحب کو صندوق کے ساتھ دفن کرنا مناسب نہ تھا۔ اس لیے کہ میّت کو صندوق کے

ساتھ دفن کرنا خلافِ سُنّت ہے ۔

خلیفہ صاحب مذکور کے انتقال کا مُختصر واقعہ یہ ہے کہ آپ کو سخت ریاضت اور مجاہدہ کی وجہ سے دو تین بیماریاں لاحق ہوگئی تھیں ۔ بینی مبارک پر ایک سخت گہرا زخم ہوگیا تھا۔ چنانچہ آپ برائے علاج و آپریشن، ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے ۔ اور اِس کمترین غلام کے ہاں جامع مسجد سید جمعہ شاہ میں پُورے چار ماہ مقیم رہے ڈیرہ کے سول ہسپتال میں آپ کی بینی مُبارک کا آپریشن کیا گیا۔ راقم بھی آپ کے پاس آپریشن کے وقت حاضر رہا ۔ اڑھائی تین گھنٹہ کا وقت آپریشن پر صرف ہُوا ۔ آٹھ پہر کے بعد آپ کو ہوش آیا، تو اِس لاشئ نے مزاج پُرسی کی ۔ آپ نے فرمایا" الحمدللہ اچھا ہوں"۔

سُبحان اللہ ! خلیفہ صاحب مذکور کا صبر اور شکر بے مثال تھا ابھی آپ ہسپتال میں ہی تھے کہ حضور حضرت پیر سواگ، مُوسےٰ زئی شریف عرس مُبارک میں شرکت کے لیے ڈیرہ تشریف لائے ۔ اور خلیفہ صاحب کی عیادت کے لیے ہسپتال تشریف لے گئے ۔ جب حضرت غریب نواز نے خلیفہ صاحب کی حالت ملاحظہ فرمائی تو اِرشاد فرمایا کہ" فوراً مسجد میں واپس چلے جائیں"۔ چنانچہ حسبِ اِرشاد آپ مسجد میں واپس تشریف لائے ۔

حضور حضرت صاحب موسیٰ زئی شریف سے واپس ہوکر خانقاہِ عالیہ تشریف لے گئے ۔ ادھر خلیفہ صاحب کی بیماری روزانہ بڑھتی گئی ۔ ایک دن یہ درویش نماز سے فارغ ہوکر خلیفہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا تو تمام حاضرین کو کہا" تم اُٹھ جاؤ"۔ اور مجھے

اپنے قریب بُلا کر فرمایا کہ:

"میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھے صندوق میں رکھنا۔ اور صندوق کے مُنھ پر ریپٹ لگا دینا۔"

اِس درویش نے عرض کیا: "حضور اتنی مضبوطی کی کیا ضرورت ہے؟"

تو آپ نے فرمایا:

"تم میری ناک کی بیماری اور بدن کی بیماریوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ چونکہ اِرادۂ الٰہی اسی طرح ہے کہ آرام نہ ہو، تو میں اِس پر صابر ہوں۔ لیکن آج کل لوگ اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ میری حالت دیکھ کر کوئی شخص یہ اِعتراض کرے کہ اس کا شیخ اور پیرِ روشن ضمیر تو قطبِ وقت۔ اور کامل و اکمل ولی ہے۔ مگر اس خادم کے لیے دُعا نہ کی تاکہ آرام ہوجاتا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میرے پیر کا فقط اِشارہ ہی شفا کے لیے کافی ہے۔ لیکن میرا شیخِ طریقت اور مَیں، دونوں، اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کے باوجود میں اپنے پیرانِ کرام کے لیے موجبِ اِعتراض نہیں بنا چاہتا۔ اس لیے تم ضرور میری وصیت پر عمل کرنا۔"

وصیت کے بعد خلیفہ صاحب چار پانچ روز زندہ رہے، جمادی الاُولیٰ کی پہلی رات، شام کے وقت مسجد شریف کے دروازہ کے قریب چارپائی پر لیٹے ہُوئے آپ نے اِنتقال فرمایا۔

حسبِ وصیت اِس درویش نے آپ کو صندوق میں رکھا اور صبح کو ڈیرہ سے براستہ دریاخان حضرت کو موضع جنجوں شریف

لے گئے۔ آپ کے سجادہ نشین مولوی عبد الغفور صاحب اور باقی خویش و اقرباء بھی ہمراہ تھے۔

جب موضع جھمٹ کے قریب پہنچے تو خلقِ خدا کا اتنا ہجوم تھا کہ باوجود اس کے کہ راقم ساتھ تھا مگر صندوق مجھے نظر نہیں آتا تھا۔ تمام لوگوں نے کوشش کی کہ صندوق کھول کر آپ کی زیارت کریں۔ مگر درویش نے اُن سے کہا کہ حضرت کی وصیّت کے مُطابق صندوق نہیں کھولا جاسکتا۔

جب "جنجوں شریف" پہنچے تو دفن کے وقت مرد اور عورتیں اس قدر کثرت سے تھے کہ بمشکل صندوق زمین میں اُتارا گیا۔ بوجہ کثرتِ ہجوم' اس درویش اور مولوی عبد الغفور صاحب سے یہ غلطی ہوئی کہ ہم خلیفہ صاحب کو صندوق سے نہ نکال سکے۔ اور نہ صندوق سے اُوپر والا تختہ کھول سکے۔

دفن کے بعد یہ درویش گھر آیا اور ایک دِن رہ کر خانقاہِ عالیہ لعل عیسن کروڑ شریف میں حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضور ان ایّام میں خانقاہِ عالیہ حسن آباد کچّا میں قیام پذیر تھے۔ شام کے بعد بندہ آپ کی خدمتِ عالیہ میں پہنچا۔ ابھی تسبیح خانہ کے دروازے سے دو تین قدم دُور تھا تو معلوم ہوا کہ حضور نہایت جوش کے ساتھ کُچھ کلمات اِرشاد فرمارہے ہیں۔ جب دروازہ پر پہنچا تو حضرت غریب نواز فرمارہے تھے کہ "ڈیرہ والے مولوی اپنے آپ کو مولوی کہتے ہیں، خلیفہ مولوی گل حسن صاحب کو صندوق کے ساتھ دفن کردیا۔ اور یہ خلافِ سُنّت کام کیا۔"

حضور کی زبانِ فیض ترجمان سے یہ کلمات سُن کر بیم و رجا کی حالت میں مُجھ پر اِتنی ہیبت طاری ہُوئی کہ تسبیح خانہ کے باھر ندامت سے سر جُھکاکر بیٹھ گیا۔ بہت دیر بے خودی کی حالت میں بیٹھا رہا۔ جب درویش باہر نکلے تو یہ لاشئ عرقِ ندامت میں اس قدر غرق تھا کہ یہ معلوم نہ ہُوا کہ حضرت کی مجلس سے لوگ باہر آگئے ہیں اور لنگر تقسیم ہورہا ہے۔ صاحب داد لانگری مرحوم نے آہستہ آہستہ اُٹھایا اور کہا: "اِس قدر بے خود ہوکر کیوں بیٹھے ہو، حضور کی خدمت میں کیوں نہیں گئے"۔ بندہ نے اُس وقت کوئی جواب نہ دیا۔ جب لنگر تقسیم ہوچکا، اور نمازِ عشاء ختم ہوچکی، تو حضور غریب نواز تسبیح خانہ میں تشریف لائے۔

دُوسرے تمام لوگ آرام کرنے کے لیے چلے گئے تو صاحب داد لانگری نے بتایا کہ حضور اِس وقت تسبیح خانہ میں اکیلے تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ یہ لاشئ ندامت اور خوف کے عالم میں حضور کے قریب جاکر بیٹھ گیا۔ آپ والدین سے زیادہ شفیق اور مجھ جیسے لاشئ غلاموں پر بے حد مہربان، شفقت و کرم فرمانے والے تھے نہایت کریمانہ انداز میں دریافت فرمایا: "کون بیٹھے ہو؟"

پشیمانی اور ندامت سے میری آواز نہ نکل سکی۔ پھر مُشفقانہ لہجہ میں فرمایا:

"بابو! میّت کوں صندوق نال دفن نئیں کریندا"۔

واللہ! آج تک یہ شفقت بھرے الفاظ دِل کی گہرائیوں میں موجود ہیں۔ محبوب کی آواز بھی محبوب ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے:

؎ خشمِ اہلِ دِلاں فیض مے بارد
غبارِ چہرۂ گردوں دلیلِ باران است

حضرت کی کریمانہ گفتگو سے اِطمینانِ قلب حاصل ہُوا، تو عرض کی کہ "اِس غلام سے شدید غلطی ہُوئی ہے۔" حضرت غریب نواز نے دوبارہ مُشفقانہ انداز میں فرمایا کہ: "اتباعِ شریعت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اِس طریقۂ عالیہ کی بنا ہی شریعتِ مُطہرہ کی پابندی پر ہے۔"

مُرشد کی توجّہ اور تکمیلِ سلوک

ایک دِن ایک مولوی صاحب، حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھے ہُوئے اس معاملہ پر گفتگو کررہے تھے کہ جب تک طالب سلوک تمام نہ کرے، اُس وقت تک اُسے اشاعتِ طریقہ کی اِجازت نہ دینی چاہیے۔ لیکن حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ تکمیلِ سلوک کی کوئی ضرورت نہیں، جب مُرشدِ کامل اِجازت فرمادیتا ہے، تو سلوک خود بخود مکمل ہوجاتا ہے۔ آپ نے اِس کے متعلق ایک حکایت بیان فرمائی:

"ایک کامل بزرگ تھے، جن کی کوئی اَولاد نہ تھی، اُن کے درویش بہت قابل تھے۔ ہر ایک خواہشمند تھا کہ مجھے آپ جانشین مقرر فرمائیں جب اُس کامل بزرگ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے تمام درویشوں کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ "بازار کے جنوبی کونہ میں فلاں نام ہندو رہتا ہے۔ میری وفات کے بعد اُسے لے آنا۔ اور اُس کی

چوٹی کاٹ کر، غسل دے کر، میرے کپڑے پہنا دینا۔ وہ میرا خلیفہ ہوگا"۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے اِرشاد پر عمل کیا گیا۔ اُس شیخِ کامل کے تصرّف اور توجہ سے اس کو سلوک کے تمام مدارج طے ہوگئے۔ اور لوگ بدستور اُس سے فیض یاب ہونے لگے"۔

اصلی سیّد

ایک روز اِرشاد فرمایا کہ "سیّد نور زمان شاہ، ساکن بستی خیرشاہ اور خاندانِ سادات، بستی مکوڑی اصلی سیّد ہیں"۔

حاجی موسیٰ ولی ہے

ایک روز آپ نے اِرشاد فرمایا کہ "حاجی موسیٰ سیہڑ بھوئی والا (جوکہ حضرت مخدوم زادہ سجادہ نشین حضرت خواجہ غلام محمد صاحب کے نانا بزرگوار ہیں، جن کی قبر شریف اس وقت روضہ شریف حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جنوب کی طرف ہے) وہ ہے تو ولی اللہ مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ ان پڑھ ہے"۔

مزار پر حاضری کا طریقہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ "جب کسی بزرگ کے مزار شریف کی زیارت کرنا مقصود ہو تو دائیں پاؤں کی طرف سینہ کے برابر ہوکر فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اور خلاف شرع کوئی فعل، سجدہ، طواف یا بوسہ وغیرہ نہیں کرنا چاہیے"۔ چنانچہ آپ خود بھی ہاتھ نہ لگاتے، دُور سے فاتحہ دیکر چلے جاتے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ قیومِ زمان تھے

ایک روز ارشاد فرمایا کہ "چونکہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے قیوم زمان تھے۔ اور مادر زاد ولی تھے۔ آپ نے بڑی ترقی کی۔ حضرت کے زمانہ میں کسی پیر نے اِتنی ترقی نہیں کی۔ جنوب کی طرف رہنے والے بعض لوگوں نے شہر والوں کے ذریعے حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب کو زہر دِلا دی، اگر آپ چند سال اور زندہ رہتے تو آپ کے فیوض و برکات سے ایک عالم منوّر ہوتا۔

نظر جنہاں دی کیمیا

ایک روز اِرشاد فرمایا: ؎

نظر جنہاں دی کیمیا، سونا کردے وٹ
ڈتیاں ڈاتاں رب دیاں کیا سید کیا جٹ

ہوائی رِزق

ایک روز کسی نے عرض کیا کہ: "حضور آپ جس جگہ تشریف لے جاتے ہیں، تو لوگ خود بخود جمع ہوجاتے ہیں۔ اور کھانا وغیرہ بھی جمع ہوجاتا ہے"۔

حضور نے مُسکرا کر فرمایا کہ: "میاں لوگوں کو میری خبر ہوا

پہنچا دیتی ہے۔ اور ہَوائی رزق آجاتا ہے"۔

اور آہ بھر کر فرمایا:

لُطف علی مسکیناں کوں رب ڈیندے رزق ہَوائی

شفا مِن جانبِ اللہ ہے

حضور فرماتے تھے کہ حضرت قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ "حکیموں کا ایمان ضعیف ہوتا ہے۔ شفا اور مرض کا پیدا کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اور حکیم کہتا ہے کہ میری دوا سے شفا ہوئی ہے"۔

دنیا دار اور حق بینی

حضور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دُنیا دار تمام سونے کے ہو جائیں تب بھی استقلال۔ حق بینی۔ اور غیر جانبداری ان میں نہیں ہوتی۔

"گلستان" قرآنی آیات کا ترجمہ ہے

ایک روز حضور نے اِرشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے تھے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی "گلستان" قرآنِ پاک کی ایک ایک آیت کا ترجمہ ہے۔

خفی نِسبت

حضور نے فرمایا کہ میرے دو مُریدوں کی نسبت بہت خفی ہے

ایسی خفی نسبت میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔

۱۔ میاں محمد حسین لانگری مرحوم۔

۲۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سکنہ پھتے بخشے والا ضلع جھنگ۔

نسبت چار قسم ہے

آپ نے فرمایا کہ نسبت خفی چار قسم کی ہوتی ہے:

۱۔ کسی کو ولایتِ صغریٰ کے ختم ہونے کے بعد قلب جاری ہونے کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ بعض کو ولایتِ کبریٰ کے ختم ہونے کے بعد قلب جاری ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

۳۔ بعض کو ولایتِ علیا کے ختم ہونے کے بعد قلب جاری ہونے کا علم ہوتا ہے۔

۴۔ اور بعض کی نسبت اتنی خفی ہوتی ہے کہ بوقتِ موت اُن کو قلب جاری ہونے کا علم ہوتا ہے۔

وظیفہ اور بزرگی

ایک روز کسی شخص نے حضور سے ورد اور وظیفے دریافت کیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ "اِس آخری زمانہ میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ و حج بشرطِ طاقت ادا کرنا، یہی وظیفہ اور بزرگی ہے۔"

تجدیدِ بیعت

حضور نے ارشاد فرمایا کہ "طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے تجدید بیعت واجب ہے"۔

سرکار کے علم میں بحث

اگر حضور حضرت صاحب کے سامنے کوئی شخص حضور علیہ السّلام کے علمِ غیب کے متعلق گفتگو کرتا تو آپ ارشاد فرماتے: "تم کو شرم نہیں آتی کہ حضورؐ تو مقامِ "قاب قوسین" تک پہنچ چکے ہیں اور تم حضور علیہ السّلام کے علم پر (بطور اعتراض) گفتگو کرتے ہو؟۔ جب آپ اتنے بلند و اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ چکے ہیں تو پھر کیا چیز آپ سے مخفی رہی؟"۔

ملازمینِ نصاریٰ کی مُشابہت سے نفرت

ایک روز آپ موسیٰ زئی شریف میں مسجد شریف کی جنوبی جانب متصل حجرہ میں جو آپ کے لیے مقرر تھا، تشریف فرما تھے۔ ایک شخص حاضرِ خدمت ہُوا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ "اپنی جوتیوں کا قصہ بیان کرو"۔ اُس نے کہا کہ "میں ایک سفر میں قیوم زمان حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھوڑے کے آگے دوڑتا ہُوا جارہا تھا۔ مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب بھی دُوسرے گھوڑے پر سوار حضرت موصوف کے ساتھ تھے۔

اِتفاقاً حضرت کی نظر مُبارک میری جوتیوں پر پڑگئی۔ آپ نے فرمایا "یہ جُوتیاں کہاں سے خریدی ہیں اور کیوں پاؤں میں پہنی ہیں؟" میں ادباً خاموش رہا۔ جناب مولانا شیرازی صاحب نے عرض کی کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے خرید کر پہنی ہیں کیونکہ یہ نرم چمڑے کی ہیں، پاؤں کو نقصان نہیں دیتیں۔ آپ نے فرمایا: "نہیں نہیں۔ یہ انگریز حکومت کے مُلازم پہنتے ہیں، اور اس کی وجہ سے اُن سے مشابہت ہوتی ہے۔" چنانچہ اس مسکین نے ان جوتیوں کو وہاں پھینک دیا، اور ننگے پاؤں دوڑتا رہا۔ قصہ کے ختم ہونے پر اِس عاصی کی طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا کہ آپ نے اس قدر تقویٰ اِختیار کیا کہ قوم نصاریٰ کے ملازمین کی مُشابہت کو بھی حرام فرماتے اور اس سے منع کرتے تھے۔

فی العبور برکۃٌ

اس خادم (مولانا عبدالکریم مُلتانی۔ مصنّف ملفوظاتِ حسنیہ فارسی) کو صاحبزادگان کی تعلیم کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"فی العبور برکۃ"

جمالِ ہمنشین

بسا اوقات حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق کسرِ نفسی کے طور پر یہ اشعار ارشاد فرماتے: ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بوئے دِل آویزِ تو مستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مُدّتے باگُل نشستم

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ایں جہان توں خالی ویسی

اکثر اوقات حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ یہ سرائیکی اشعار اپنی زبانِ دُرفشاں سے اِرشاد فرماتے تھے : ؎

اجکل طور زمانے دی جینکوں لبھّے ٹُکڑا
اُوں کُوں چاہیے لولی کنجری بھنگ تماخوں حُقڑا

نال وہے دریا شریعت بھر نہ پِیتُس بُکڑا
ایں جہان تو خالی ویسی گھِن ویسی ایہ ٹُھٹھڑا

روزہ اور تیل و سُرمہ

آپ فرماتے تھے کہ : ”روزہ کی حالت میں تیل ، اور سُرمہ اِستعمال نہ کرنا چاہیے ۔

سرائیکی مقولہ

گرمیوں کے موسم میں یہ سرائیکی ابیات اِرشاد فرمائے: ؎

ہاڑ سُمّے ساون دھاوے
اَسوں کتّیں تھوڑا کھاوے
طبیب پوچھن کیوں جاوے

کالا نہ کر بگّے کُوں

اِرشاد فرمایا کہ نواب صاحب آف بہاولپور نے ایک شخص کی وساطت سے حضرت خواجہ شاہ سُلیمان تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے خضاب کی اِجازت طلب کی تو آپ نے جواباً اِرشاد فرمایا:

دَنج آکھو اُوں ڈھگّے کُوں
کالا نہ کر تُوں بگّے کُوں

اوّل آخر مرنا ایں
مُنھ کیوں کالا کرنا ایں

* * *

کیمیا پیدا کُن از مُشتِ گِلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

بابِ سوم

کرامات

بیمار کو شفا مل گئی

مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن عنایت شاہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ اِسہال جگری لاحق ہو گئے۔ بہت علاج کیا، مگر کُچھ افاقہ نہ ہُوا۔ بلکہ ہاتھ پاؤں پر ورم آگیا اور زندگی کی اُمید منقطع ہونے لگی۔ ایک شخص خانقاہ شریف کو حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضری کے لیے جا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں میری حالت عرض کرنا۔ اور کہنا کہ حضور دُعا فرمائیں' اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ اور اگر موت کا وقت آچکا ہے تو خاتمہ ایمان پر ہو۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اسی رات میں نے خواب میں حضرت صاحب قبلہ کو دیکھا کہ آپ ایک ٹیلے پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: " مولوی صاحب خیر ہے۔ گھبراؤ نہیں۔"

جب خواب سے بیدار ہُوا تو اِسہال میں کمی تھی۔ حتیٰ کہ اسی روز مغرب تک بیماری کا اثر باقی نہ رہا۔

دُعا نے مرد بنا دیا

مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی بیان کرتے ہیں کہ میرے

ایک رشتہ دار مسمّٰی خدا بخش کی شادی ہوئی۔ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں نامردی کے آثار پائے جاتے ہیں اور وہ جماع پر قادر نہ ہوسکتا تھا۔ مسمّٰی خدا بخش نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ اس کی پشت پر ٹھوکر مار کر کہتے ہیں کہ "اس شخص کو خیر ہے"۔

صبح اس نے خواب میرے سامنے بیان کیا۔ اور بزرگ کا حلیہ مبارک بھی بیان کیا۔ میں نے کہا کہ یہ حلیہ مبارک تو میرے پیر و مرشد حضرت پیر سواگ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا ہے۔ چنانچہ وہ شخص میرے ساتھ خانقاہِ عالیہ شریف میں حاضر ہوا۔ اور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر کہنے لگا کہ خواب ولے بزرگ یہی ہیں۔ ہم نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا، اور عرض کی کہ حضور یہ شخص علاج معالجہ کرکے عاجز آچکا ہے کہیں سے بھی شفا نہیں ملی۔ اس کی شادی ہوچکی ہے۔ مگر قوتِ مردمی سے محروم ہے۔ حضرت صاحب چند ساعت خاموش رہے اس کے بعد ارشاد فرمایا: "یہ بالکل اچھا ہے۔ اسے شربتِ دینار کی ایک بوتل پلادو"۔ جب ہم واپس گھر پہنچے تو خدا بخش موصوف کی تمام کمزوریاں ختم ہوگئیں۔ تکلیف دور تھی۔ اور شربتِ دینار کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔

لنگر کی خاکستر سے بخار جاتا رہا

حضرت مولانا مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ

مجھے اور میری اہلیہ اور بچوں کو سہ روزہ بخار تھا۔ ہر چند علاج کیے مگر آرام نہ ہُوا۔ ہم نے حضرت صاحب کی خدمت میں صُورتحال عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ: "لنگر شریف کی خاکستر کھاؤ۔"

چنانچہ میں نے لنگر شریف کی خاکستر اپنی اہلیہ اور بچّوں کو کھلائی۔ آپ کی توجہ سے سب کو آرام ہوگیا۔ بندہ کُچھ خاکستر اپنے ساتھ موضع چونی شمالی علاقہ بھکر میں لے آیا۔ وہاں جن لوگوں کو یہ بخار تھا' انھوں نے خاکستر استعمال کی تو سب ٹھیک ہوگئے۔ اب تک حضرت کی یہ کرامت چلی آرہی ہے۔

"خنازیر" کی مرض دُور ہوگئی

مولانا مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی' آپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض پیش کی کہ میرے گلے میں "خنازیر" کی مرض ہے۔ ساتھ ہی مولوی صاحب نے حضرت کے معمول کے مُطابق چمڑے کا ایک تسمہ پیش کیا کہ اس کو دم فرمادیں۔ (حضرت کے سلسلہ میں مرض خنازیر کے لیے چمڑے کا تسمہ دم کیا جاتا ہے' جسے مریض گلے میں ڈال لیتا ہے۔ اس مرض کے لیے تیر بہدف ہے)

آپ نے ارشاد فرمایا: "مولوی صاحب' روزانہ ہر نماز کے ساتھ درود شریف پڑھ کر ہاتھ پر دم کریں اور اپنے گلے پر پھیر لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہوجائے گا۔"

چنانچہ مولوی صاحب نے چند روز یہی عمل کیا تو بالکل صحت یاب ہوگئے۔

حضرت کی توجہ سے لاعلاج مرض ختم ہوگیا

ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن عنایت شاہ سخت بیمار ہوئے۔ اُن کا تمام بدن سرد ہوگیا۔ حتّٰی کہ اُن کو پسینہ اور سانس بھی سرد آنے لگا۔ طبیب اس مرض کی شناخت تک نہ کرسکے۔ اور کوئی علاج نہ بتاسکے۔ اُنھوں نے حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا "مولوی صاحب گوشت بہت کھایا کرو"۔ مولانا موصوف نے گوشت کھانا شروع کردیا۔ اور بیماری رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔ پھر انھوں نے عرض کیا: حضور روزانہ گوشت کا مہیا ہونا بہت مشکل ہے۔ تو آپ نے فرمایا: "مٹھی بھر بادیان اِستعمال کرلیا کریں"۔ چنانچہ حضرت مولانا موصوف کی بیماری بالکلیہ ختم ہوگئی۔

تپ دِق کی مریضہ شفایاب ہوگئی

شیخ نور محمد صاحب حافظ ساکن میالی ضلع ڈیرہ بیان فرماتے ہیں کہ میری بیوی کو تپ دِق لاحق ہوگیا اور دُوسرے درجہ تک پہنچ گیا۔ میں مایوس ہوکر خانقاہ شریف میں حضرت کی بارگاہِ بےکس پناہ میں حاضر ہُوا اور اپنی اہلیہ کی حالت بیان کی آپ نے فرمایا: "شیخ صاحب! مریضہ کو دُودھ کی لسّی میں مِصری ڈال کر پلاؤ۔ اور جب بھی اسے پانی دیا کرو اس پر

سُورت یٰسین شریف پڑھ کر دم کر کے دیا کرو" جب اِرشاد پر عمل کیا تو مریضہ چند روز کے اندر بالکل شفایاب ہوگئی۔

تپِ مُحرقہ سے نجات مِل گئی

خلیفہ مولانا مولوی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں، کہ: مولوی حامد اللہ صاحب نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ اُس عورت کا پہلے شوہر سے ایک لڑکا تھا۔ وہ لڑکا تپ محرقہ میں مبتلا ہوگیا۔ مولوی حامد اللہ کے والد مولوی حق نواز صاحب نے کہا کہ اگر یہ لڑکا فوت ہوگیا تو ممکن ہے کہ اس لڑکے کے وارث جو پہلے ہی اِس رشتہ سے ناراض ہیں ہم پر لڑکے کے قتل کا دعوےٰ کردیں۔

مولوی حامد اللہ صاحب پریشان ہوکر خانقاہِ عالیہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور تمام واقعہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور سُن کر خاموش ہوگئے۔

دُوسری رات پھر تہجد کے بعد مولوی صاحب نے حضور کی خدمت میں وہی عرض پیش کی۔ آپ نے فرمایا "مولوی صاحب آج رات آپ کے مریض کا بخار ٹوٹ گیا ہے۔ اور وہ غذا مانگ رہا ہے"۔

مولوی صاحب اجازت لے کر گھر پہنچے تو معلوم ہُوا کہ جس رات حضور نے مولوی صاحب کو خبر دی تھی، اسی رات لڑکے کا بخار ٹوٹ گیا تھا۔ اس کے بعد بالکل تندرست ہوگیا۔

لاعلاج مریضہ کو شفا مل گئی

حاجی غلام حسن صاحب ساکن مُلتان ایک مرتبہ اپنی لڑکی کو لے کر خانقاہ شریف میں حاضر ہُوئے۔ وہ لڑکی سخت بیمار تھی، یونانی اور ڈاکٹری ہر قسم کے علاج کیے، مگر کچھ آرام نہ ہُوا۔ مریضہ کو دَورہ ہوجاتا، جس کے بعد بہت دِنوں تک بیمار رہتی۔ حاجی صاحب نے حضرت کے ایک مشہور خلیفہ مولانا مولوی عطا محمد صاحب قریشی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کی خدمت میں دعا کی درخواست پیش کریں۔ چنانچہ مولانا قریشی عطا محمد صاحب نے حضور کی بارگاہ میں دعا کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "حاجی صاحب اِن شاء اللہ، اِس لڑکی کو پھر مرض کا دَورہ نہیں ہوگا۔" چنانچہ حضرت کے اس فرمان کے بعد لڑکی بالکل تندرست ہوگئی۔ اور پھر اُسے مرض کا دَورہ کبھی نہ ہُوا۔

مشکل وقت میں دستگیری

سیّد محسن شاہ صاحب ساکن راڑہ شتم جو حضور پیر سواگ کے خلفا میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں گھوڑے پر سوار ہوکر جا رہا تھا، حضرت کا ایک نوازش نامہ میرے نام آیا ہُوا تھا۔ وہ سواری کی حالت میں پڑھتا ہُوا جا رہا تھا۔ اس میں حضور کے اس اِرشاد پر نظر پڑی کہ "فقیر کو ہر وقت اپنے ہمراہ تصور کریں۔" اِس اِرشاد کے بعد معاً یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ

اولیاء اللہ ہر وقت کس طرح ہر خادم کے ہمراہ ہو سکتے ہیں ؟۔ یہ خیال آتے ہی گھوڑے نے سخت قسم کی ٹھوکر کھائی۔ اور میں گھوڑے سے گر پڑا، اس طرح کہ گھوڑے کا ایک پاؤں میرے زانو پر، دُوسرا پیٹ پر، تیسرا مُنہ پر اور چوتھا ماتھے پر تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت پیر سواگ ظاہر ہُوئے اور گھوڑے کو ایک فٹ اوپر اُٹھایا اور میں بغیر تکلیف کے نکل آیا۔ اس وقت میرے دل کا وسوسہ اور خطرہ جاتا رہا۔

دریا میں غرق ہونے سے بچالیا

حافظ سید عبداللہ شاہ صاحب موضع "کالاوالا" فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ساون کے مہینہ میں بہت سی خشک کھجوریں لے کر خانقاہ شریف کو حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آ رہا تھا۔ راستہ میں دریائے سندھ تھا۔ دریا کو "سنداری" کے ذریعے تیر کر عبور کر رہا تھا۔ جب درمیان میں پہنچا تو اچانک "سنداری" پھٹ گئی۔ دریا میں طغیانی تھی اور میں تیرنے سے بھی تھک چکا تھا۔ ڈوب جانے کے قریب تھا۔ تو حضرت پیرِ طریقت کی طرف متوجہ ہُوا۔ حضور کی طرف توجہ کرتے ہی میرے پاؤں نے محسوس کیا کہ زمین قریب ہے۔ چنانچہ میں کھڑا ہو گیا، تو پانی زانو تک تھا اور میں نے چل کر کنارہ تک دریا کو عبور کیا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: "شاہ صاحب! ایسا کام نہیں کرنا چاہیے۔"

اشارہ سے ہندو مشرف بہ اسلام ہُوا

حضرت پیر سواگ ایک مرتبہ لاہور تشریف لائے۔ اور وہاں ایک ہِندُو نوجوان کو مسلمان کیا۔ اس نوجوان کا بھائی تھانیدار تھا۔ اُس نے آپ کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کردیا کہ انھوں نے میرے بھائی کو جبرًا مسلمان کیا ہے۔ جب حضرت عدالت میں پیش ہُوئے تو جج نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے اس ہندو نوجوان کو جبرًا مسلمان کیا ہے۔ آپ جوش میں آگئے اور اشارہ فرمایا کہ "اِس نوجوان کو تو میں نے مسلمان کیا ہے اور" اُنگلی مبارک سے ہندو تھانیدار کی طرف اِشارہ کرتے ہُوئے فرمایا: "اس کو کِس نے مسلمان کیا ہے؟"۔ آپ کے اِشارہ فرمانے کی دیر تھی کہ اُس ہندو تھانیدار کی زبان پر کلمہ شریف جاری ہوگیا۔

نہ کِتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دِین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

تین ہندو افسر بیک وقت مُسلمان ہوگئے

نور پور تھل کے مقدمۂ قتل کے دَوران جب آپ کا مقدمہ ضِلع جھنگ سے مُنتقل ہوکر ضِلع میانوالی پہنچا تو حضرت پیر سواگ عدالت میں موجود تھے، تو چند ہِندوؤں نے ایک اور اِستغاثہ حضرتؒ کے خلاف دائر کیا۔ وہ یہ کہ حضرت صاحب جادوگر ہیں، اور جادو کے ذریعے مسلمان بناتے ہیں۔

اُس وقت سیشن جج ہندو تھا، اور اِتفاقاً دو اور ہندو افسر بھی عدالت میں موجود تھے۔ حضرت پیر سواگ نے نہایت جوش میں آکر اُن تینوں افسروں کی طرف اِشارہ کرکے فرمایا کہ اس کو کِس نے مُسلمان کیا ہے؟۔ اس کو کِس نے مسلمان کیا ہے؟۔ اس کو کِس نے مسلمان کیا ہے؟۔ اور ساتھ ہی حضرت نے توجّہ فرمائی تو تینوں افسروں کی زبان پر کلمہ شریف جاری ہوگیا۔ اور تینوں مشرف بہ اِسلام ہوگئے۔

بارانِ رحمت کا نزول

حضور حضرت پیر سواگ، اِس درویش (مُولّف فیوضاتِ حسنیہ) اور عبد اللہ خان صاحب کی اِستدعا پر ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ اس وقت سرحد اسمبلی میں مسلمان شریعت بل منظور کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ حضور اسی سلسلہ میں ڈیرہ اِسماعیل خان تشریف لائے۔ آپ جب علاقہ داماں میں تشریف لے گئے تو لوگوں نے اِستدعا کی کہ حضور، عِلاقہ داماں میں سخت قحط ہے۔ جانور اور اِنسان پیاس سے مر رہے ہیں۔ یہاں دس کوس تک پانی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمائے چنانچہ حضرت نے دَورانِ وعظ بارش کے لیے دُعا فرمائی۔ آپ کی دُعا کی برکت سے اُسی دِن بارش شروع ہوگئی اور ایک ہفتہ تک بارش برستی رہی۔ علاقہ داماں سرسبز و شاداب ہوگیا۔ اور آپ کی برکت سے سرحد اسمبلی مین شریعت بل بھی منظور ہوگیا۔

راڑہ شم میں نزولِ بارانِ رحمت

حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز جب دُوسری مرتبہ علاقہ راڑہ شم تشریف لائے تو مخدوم سید مہر شاہ صاحب تمندار نے نمازِ ظہر کے بعد صف ہی میں کھڑے ہو کر عرض کیا: حضور دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش نازل فرمائے۔ آپ نے فرمایا:

"اِن شاء اللہ العزیز بارش ہوگی۔"

تھوڑی دیر کے بعد بادل جمع ہوئے اور بارش شروع ہوگئی مگر عصر کے بعد بارش تھم گئی۔ شاہ صاحب نے پھر عرض کیا: "حضور! بارش ہوئی تو ہے مگر ہماری پیاس نہیں بجھی۔" آپ نے فرمایا: "شاہ صاحب! بارش اِن شاء اللہ پھر آئے گی۔" چنانچہ کئی دِنوں تک بارش ہوتی رہی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے تمام عمر راڑہ شم میں ایسی بارش نہیں دیکھی۔

گم شدہ مال مل گیا

قاضی عطا محمد صاحب قریشی ساکن "قادر پور" راں ضلع ملتان، فرماتے ہیں کہ ایک بیوہ عورت اپنے خورد سال یتیم بچے کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور نہایت عاجزی سے رو رو کر عرض کیا: "حضور! میرا خاوند فوت ہو چکا ہے یہ بچہ یتیم ہے۔ ہمارے پاس بیلوں کا جوڑا تھا۔ وہ چور پکڑ کر لے گئے ہیں۔ حضور شفقتِ کریمانہ فرما کر دُعا فرمائیں کہ ہمارا

نرگاؤ (بیلوں) کا جوڑا مِل جائے۔ آپ نے فرمایا: "جو شخص ان بیلوں کو تلاش کرنے جائے تو وہ مشرق کی طرف مُنہ کرکے یہ آیتِ کریمہ پڑھتا چلا جائے: وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ

چنانچہ حسبِ ارشاد عمل کیا گیا۔ تلاش کرنے والا تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ بیلوں کا جوڑا اس کو مِل گیا۔

سخت دِل کافر مُشرف بہ اِسلام ہوگیا

شیخ فضل دین ساکن نُور پُور تھل مُسلمان ہُوا اور اس نے خانقاہ شریف میں حاضر ہوکر آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ: حضور! دُعا فرمائیں، میرا لڑکا بھی مسلمان ہوجائے۔ شیخ فضل دین ابھی خانقاہ شریف میں ہی مقیم تھا کہ اس کا لڑکا اس کو ملنے کیلیے آیا۔ اس نے ہرچند اپنے لڑکے کو مسلمان ہونے کے لیے کہا۔ مگر وہ زیادہ ہی متنفر ہوتا چلا گیا۔ وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں پیش ہُوا۔ کہ حضور میرا لڑکا اب جانے والا ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے، مگر وہ اِسلام سے اور زیادہ متنفر ہوتا چلا جارہا ہے۔ آپ نے اس لڑکے کو طلب فرمایا اور آپ چند قدم اس کے ساتھ چل کر تسبیح خانہ میں تشریف لاکر بیٹھ گئے۔ وہ لڑکا حضور کے پیچھے تسبیح خانہ میں داخل ہُوا۔ اور آتے ہی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ اور اپنا جُوڑا جو سِکھ سر پر باندھتے ہیں، اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ آپ نے اس کا نام شیخ غلام یٰسین رکھا۔

○

دُعا سے ذریعۂ معاش مل گیا

مولوی بشیر احمد صاحب ساکن "وہوا" بیان کرتے ہیں کہ بابو محمد حسین اور شیخ محمد یوسف ساکنان پسرور اپنی ملازمت سے علیحدہ کردیے گئے۔ بڑی کوشش کے باوجود ان کو ملازمت نہ مل سکی۔ وہ دونوں ذریعۂ معاش نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ میں نے ان کو مشورہ دیا تو وہ دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوگئے۔ بیعت ہونے کے بعد ان دونوں نے دُعا کے لیے عرض کیا۔ حضور نے اُن کے حق میں دعا فرمائی۔

جب وہ دونوں گھر پہنچے تو انھیں ملازمت مل گئی۔ اور وجہِ معاش سے مطمئن ہوگئے۔

ظالم تھانیدار کا فوری تبادلہ

مولوی محمد رمضان صاحب ساکن منکیرہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سواگ منکیرہ تشریف لائے تو شہر کے تمام اہلِ سُنّت نے جمع ہوکر حضور کی خدمت میں عرض پیش کی۔ کہ "حضرت! منکیرہ کا تھانیدار متعصب شیعہ اور سخت بدمزاج اور ظالم ہے۔ لوگ بہت تنگ آچکے ہیں"۔

آپ نے تین مرتبہ فرمایا: "گیا۔ گیا۔ گیا"۔ اور ہاتھ سے اِشارہ بھی فرمایا۔ تیسرے روز وہ تھانیدار چلاگیا۔ اور اُس کی جگہ پر دُوسرا تھانیدار آگیا۔

ٹُوٹے ہُوئے رِشتوں کو جوڑ دِیا

حاجی بھولا مرحوم مُلتانی، حضرت کا مخلص خادم تھا۔ ایک مرتبہ وہ مُلتان سے حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور عرض کیا کہ "حضور! میں نے اپنے رشتہ دار گُل محمد کی منگنی (نسبت) ایک جگہ کی تھی، مگر برادری کے باہمی تنازعہ کی وجہ سے لڑکی والوں نے اس کی منگنی اور جگہ پر کردی ہے۔" حضور نے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔ حاجی بھولا صاحب گھر واپس چلے گئے۔

دُوسری بار اپنی بیوی کے ساتھ پھر خانقاہ شریف میں حاضر ہُوئے۔ نہایت عاجزی اور زاری سے عرض کیا: "حضور! اب تو اُس لڑکی کی شادی کی تاریخ بھی مقرر ہوچکی ہے۔ ہمارا حق تھا اب دُوسرا لے جائے تو ہماری بڑی رُسوائی ہے۔"

آپ نے جوش میں آکر فرمایا کہ: "یہ شادی کی تاریخ بھی اور دُلہن بھی حافظ گل محمد کے لیے ہے۔"

حاجی بھولا راسخ الاعتقاد تھا۔ فوراً اِجازت لے کر گھر روانہ ہُوا۔ جب مُلتان پہنچا تو معلوم ہُوا کہ لڑکی والوں، اور دُوسرے فریق میں سخت جھگڑا پیدا ہوگیا۔ اور لڑکی والوں نے اُسی تاریخ کو حافظ گل محمد سے لڑکی کا نکاح کردیا۔

دُعا سے نوجوان صالح بن گیا

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن واسو آستانہ بیان فرماتے

ہیں کہ جب حضور پہلی مرتبہ واسو آستانہ دعوت پر تشریف لائے۔ تو مولوی محمد فضیل اور عبد الرحیم صاحب نے مجھے کہا کہ حضور کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کریں کہ مولوی محمد فضیل کا لڑکا مولوی محمد مبارک' نیک اور صالح بن جائے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض پیش کی اور خود انھوں نے بھی دُعا کے لیے التجاء کی۔ آپ نے فرمایا: "مولوی مبارک ہمارے ساتھ نہر مول کے پتن تک چلا آئے۔"

چنانچہ حضور روانہ ہُوئے تو بندہ اور دیگر معززین اور مولوی محمد فضیل اور ان کا لڑکا مولوی مُبارک پتن تک حضور کے ہمراہ گئے۔ جب دریا کے کنارے تک پہنچے تو حضرت نے مولوی مبارک کا ہاتھ پکڑ کر اِرشاد فرمایا: "صاحبزادے مسجد کو آباد کرو اور مسجد میں بیٹھ جاؤ۔"

جب ہم سب واپس ہُوئے تو مولوی محمد مبارک سِیدھا مسجد میں جاکر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ وہ روٹی پانی بھی مسجد میں ہی منگواتا اور کبھی مسجد سے باہر نہ نِکلا۔ اور حضرت کی توجہ سے اس پر بہت اچھے حالات وارد ہوتے تھے۔

بیعت کا منکر حضور کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا

محمد خان بھائی ساکن جھوک بھائی ضِلع ڈیرہ اسماعیل خان بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالےٰ میری دعوت پر ڈیرہ اسماعیل خان میرے غریب خانہ پر تشریف

لائے۔ میرا والد بھی حاضر ہُوا۔ مَیں نے عرض کی حضور یہ میرا والد ہے۔ حضرت صاحب نے میرے والد صاحب سے دریافت فرمایا کہ "تمہاری بیعت کہاں ہے؟"۔ ربنواز خان نمبردار بھی اس وقت حاضر تھا۔ اُس نے کہا: "حضور! اس شخص کا عقیدہ کسی بزرگ پر نہیں آتا۔ ہم اسے موسیٰ زئی شریف لے گئے ہیں۔ تونسہ شریف بھی گئے۔ اور کئی بزرگوں کے پاس بھی لے گئے ہیں، لیکن کسی کی بھی بیعت نہیں ہوتا۔"

حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ "ہمارے ملک میں آج سے کُچھ عرصہ پہلے ایک سیّد صاحب بزرگ اور کامل دُرویش تھے۔ ان کو لوگ لکھّی شاہ کہتے تھے۔ اُن کی عادتِ مُبارک تھی کہ وہ اکثر لوگوں کی منگنی کرایا کرتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوتا کہ فلاں ملک صاحب یا زمیندار کی لڑکی یا بہن بالغ ہے، اور بعد از بلوغ بھی وہ اُسے گھر پر بٹھائے ہوئے ہے تو سیّد صاحب اس کے گھر تشریف لے جاتے اور اپنا عصا مُبارک زمین میں گاڑ دیتے اور فرماتے کہ جب تک اپنی لڑکی کی منگنی فلاں شخص سے نہ کروگے، لکھّی شاہ یہاں سے نہ جائے گا۔"

یہ حکایت بیان فرمانے کے بعد محمد خان کے والد ملک قادر بخش کو مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا: "بھئی خُوب تیّار ہوجاؤ۔ یہ فقیر جٹ ہے اور تم بلوچ ہو۔ آج ہماری تمہاری کشتی ہوگی۔ دیکھیے کون بازی لے جاتا ہے۔ فقیر کا عصا گڑا ہُوا ہے۔ اس وقت تک فقیر یہاں سے نہ جائے گا۔ جب تک

قادر بخش کو مُرید نہ کرے گا۔"

چنانچہ حضرت نمازِ تہجد ادا فرما رہے تھے کہ میرا والد روتا ہُوا حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ قدم بوسی کی اور نہایت عاجزی سے بیعت کی درخواست پیش کی۔ اور اُسی وقت بیعت سے مشرّف ہُوا۔

مدینہ مُنوّرہ وسلہا اللہ تعالیٰ میں طالبِ سلوک کو بیعت کا اِشارہ

خلیفہ مولانا مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی بیان فرماتے ہیں کہ جب میں حج کے ارادہ سے مکّہ مکرّمہ (زادھا اللہ شرفاً واجلالاً) پہنچا تو میرے دِل میں خیال آیا کہ کسی مُرشدِ کامل کی بَیعت کروں گا۔ میں نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ زم زم شریف پیتے ہُوئے جو دُعا بھی بارگاہِ ربُّ العالمین میں کی جائے، وہ قبُول ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے زم زم پیتے ہُوئے دُعا مانگی: "بارِخدایا مجھے کسی شیخ کامل کی معرفت نصیب فرما۔" حج سے فارغ ہونے کے بعد جب مدینہ منورہ پہنچا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ سیّد قمرالدّین شاہ صاحب ساکن شجاع آباد اور حضور حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ جناب قمرالدّین شاہ صاحب (جوکہ ایک کامل درویش تھے) کے سر پر کلاہ ہے۔ اور حضرت صاحب نے دستارِ مُبارک زیبِ سر فرما رکھی ہے۔ سیّد قمرالدین شاہ صاحب مُجھے فرماتے ہیں: "مولوی صاحب آپ اس بزرگ کی بیعت کریں۔" میں نے خواب میں اِنکار کیا تو شاہ صاحب نے مجھے

تاکیدًا فرمایا: "تمھیں ان سے فیض حاصل ہوگا۔ ان ہی کی بیعت کرو۔" اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہوگیا۔ جب مدینہ منوّرہ سلام اللہ علیٰ صاحبھا و ساکنھا سے واپس ہوکر گھر پہنچا تو خیال تھا کہ حضرت قمرالدین شاہ صاحب سے اس بزرگ کے متعلق دریافت کروں گا۔ جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی۔ مگر گھر پہنچنے کے بعد مجھے معلوم ہُوا کہ حضرت شاہ صاحب وصال فرما چکے ہیں۔ دِل کو بہت صدمہ ہُوا اور رنج پہنچا۔ یہ بھی فکر دامن گیر تھا کہ ان بزرگوں کا حال کس سے دریافت کروں؟ کہ وہ کون ہیں؟ کس جگہ کے رہنے ولے ہیں۔ چھ ماہ تک تلاش و جستجو کرتا رہا مگر معلوم نہ ہوسکا۔

اتفاقًا ایک طالب علم میاں حامد صاحب جوکہ کوھستان کے رہنے والے تھے۔ ملاقات ہوئی تو میں نے اُن سے اپنا خواب بیان کیا۔ اور اس بزرگ کا حلیہ بھی بیان کیا۔ یہ سُن کر فورًا اس طالب علم نے کہا کہ یہ حلیۂ مُبارک تو حضرت صاحب سواگاں والے کا ہے۔ اور وہ لعل عین کروڑ خانقاہِ سراجیہ حسن آباد تشریف رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طالب علم کے ہمراہ حضور حضرت صاحب کی خدمت ہیں حاضر ہُوا۔ آپ کی زیارت کرتے ہی فورًا مجھے یقین ہوگیا کہ یہ بزرگ وہی ہیں جن کی زیارت مدینہ مُنورہ میں خواب میں ہوئی تھی۔

میں نے حضرت کی خدمت میں مدینہ شریف کے خواب والا تمام واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا: "اِن شاء اللہ بہت

نفع ہوگا"۔

میں اُسی وقت بیعت سے مشرّف ہُوا۔ اور حضرت کی فیض نظر سے فیضیاب ہوکر خلافت حاصل کی۔

گناہ کی طاقت سلب کرلی

فقیر محمد بخش سندھی ساکن علاقہ دریاخان نے بیان کیاکہ محمد بخش بلوچ ہمارے قریب کا رہنے والا تھا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرّف ہوگیا۔ جب واپس گھر پہنچا تو اس کی کسی عورت سے پہلے سے آشنائی تھی۔ اور اُس سے ناجائز فعل صادر ہوا۔

جب دوبارہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا: "مجھ سے دُور ہوجاؤ"۔ اور سخت ملامت فرمائی۔ وہ دُور جاکر بیٹھ گیا۔ اور بہت رویا۔ آپ نے اُسے فرمایا: "مُرید کا فرض ہے کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہو، اور پیر کا فرض ہے کہ مُرید کو بُرائی سے بچائے"۔

اس کے بعد آپ نے محمد بخش بلوچ کی پیٹھ پر تھپکی دی۔ اور فرمایا کہ: "اب دیکھیں گے کہ تُو کس طرح گناہ کرتا ہے"۔

چنانچہ محمد بخش بلوچ اسی وقت نامرد ہوگیا اور کبھی عورت پر قادر نہ ہوسکتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے فقیر محمد بخش سندھی کے ذریعہ سے عرض کی کہ حضور دُعا فرمائیں کہ میں اپنی منکوحہ پر تو قادر ہوجاؤں۔ بالآخر حضور نے دُعا فرمائی تو اپنی منکوحہ پر قادر ہوگیا۔ مگر گناہ پر قادر نہ ہوسکتا۔

پھانسی اور عُمر قید سے بچا لیا

فقیر محمد بخش سندھی نے بیان کیا کہ جان محمد جھمٹ کے بھائی نے ایک ہندو کو قتل کر دیا' اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ جان محمد مذکور نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا کے متعلق عرض کیا۔ حضور اُس وقت خاموش رہے۔ جب کروڑ تشریف لائے تو مُراقبہ سے فارغ ہوکر جان محمد مذکور کو فرمایا کہ" حاکمِ عدالت کو تیرے بھائی کی سزا کے لیے پھانسی اور عُمر قید کی "دفعہ" نہیں ملتی۔"

چنانچہ اب جان محمد کا بھائی چار سال قید ہُوا۔ اور جنگِ عظیم کے موقع پر فوج میں بھرتی ہوگیا۔ اور ایک سال کے بعد بخیریت واپس آگیا۔

دو فرزند عطا فرمائے (باذن اللہ)

چراغ شاہ صاحب نائب تحصیلدار لیّہ کی اولاد نہیں تھی۔ وہ ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کی کہ: "حضور! دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے فرزند عطا فرمائے"۔ مگر حضرت صاحب خاموش رہے۔ اس نے اِصرار کیا کہ: "حضور! اپنی زبانِ مُبارک سے ضرور ضرور اِرشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمھیں فرزند عطا فرملئے گا۔"

لوگوں نے شاہ صاحب کو منع کیا کہ" زبردستی تو دُعا نہیں

لی جاتی "۔ مگر شاہ صاحب کا اِصرار بڑھتا گیا۔ اور چادر گلے میں ڈال کر عرض کیا: "حضور! زبان سے ضرور فرمائیں کہ تجھے فرزند ملے گا" حضرت نے فرمایا: "جاؤ اللہ تعالیٰ تمھیں فرزند نصیب فرمائے گا"۔

چنانچہ اسی طرح ہُوا۔ ایک ماہ میں حمل ظاہر ہُوا اور اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو فرزند عطا کیا۔ لڑکا پَیدا ہونے کے بعد شاہ صاحب اس لڑکے کو لے کر پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "حضور! یہ بچہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھائی عطا فرمائے"۔ حضرت صاحب خاموش رہے۔ مگر شاہ صاحب کب چُپ رہنے والے تھے۔ انھوں نے پھر اِصرار شروع کیا کہ "حضرت! مہربانی فرمائیں اور اپنی زبانِ مُبارک سے یہ الفاظ کہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تمھیں دُوسرا فرزند عطا کرے گا"۔ تو حضرت صاحب نے پھر فرمایا کہ: "شاہ صاحب اللہ تعالیٰ تمھیں فرزند عطا فرمائے گا"۔

اللہ ربّ العزّت نے آپؒ کے ان الفاظ کی لاج رکھی۔ اور شاہ صاحب کو دُوسرا فرزند عطا فرمایا۔

جانور پر توجّہ کا اثر

فقیر محمد بخش سندھی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مجھے گھوڑی دی اور فرمایا اسے پکڑو۔ حضور حضرت صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اس پر سوار ہوں گے۔ میں گھوڑی پکڑے ہُوئے کھڑا تھا کہ حضرت پیر سوگ تشریف لائے اور گھوڑی سے فاصلہ پر کھڑے ہوگئے۔ حضرت صاحب

کی نظر فرمانے سے گھوڑی ہانپنے لگی۔ اُس وقت حضور دُور کھڑے رہے۔ جب تک کہ اُس کی حالت درست نہ ہُوئی جب اُس کی حالت درست ہوئی تو حضرت صاحب اُس پر سوار ہُوئے۔

مسجد کی دیوار سے پار ہوگئے

ایک روز حضور حضرت صاحب بمقام بستی "چاون" ضلع ملتان، مسجد شریف میں وعظ فرما رہے تھے۔ عین مجلسِ وعظ میں کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ "حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج شریف کو تشریف لے گئے، راستے میں آسمان ہیں، ان آسمانوں سے کیسے گزرے؟"۔

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کو سخت جوش آگیا اور مسجد شریف کی دیوار سے پار ہوگئے، اور پھر واپس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اِسی طرح تشریف لے گئے تھے۔ اور اسی طرح واپس تشریف لائے تھے"۔

یہ واقعہ ہزارہا آدمیوں کے سامنے ہُوا۔

قوّت جاتی رہی

فقیر محمد بخش سندھی بیان کرتا ہے کہ سیّد غلام حیدر شاہ ساکن "سندھراں" ضلع ڈیرہ اِسماعیل خان کے نکاح میں دو عورتیں

موجود تھیں اور شاہ صاحب نے تیسرے نکاح کا ارادہ کرلیا۔ شاہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ تیسری بیوی مل جائے۔

فقیر محمد بخش نے عرض کیا، تو حضرت نے خیال فرمایا کہ شاید شاہ صاحب شہوت پرستی کی وجہ سے تیسری بیوی کی تلاش میں ہیں۔ آپ نے غلام حیدر شاہ صاحب کو فرمایا کہ ”سچ ہے شاہ صاحب! باوجود دو بیویاں موجود ہونے کے اب تیسری بیوی کرنا چاہتے ہو؟۔“

شاہ صاحب نے عرض کیا: ”اِرادہ تو پختہ ہے۔“

حضرت صاحب خاموش ہوگئے۔ لیکن شاہ صاحب کی قوتِ مردمی بالکل جاتی رہی۔ جب شاہ صاحب نے تیسری بیوی کا اِرادہ ترک کیا تو حضور کی توجہ سے شاہ صاحب کی حالت درست ہوگئی۔

دُعا کی برکت سے مُقدمہ خارج ہوگیا

مولوی اللہ بخش صاحب منشی لنگر شریف ایک دِن حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا کہ میرا وطن علاقہ دھوا ضلع ڈیرہ اِسماعیل خان، یہاں سے دُور ہے۔ ایک ہندو ہے، جسے میں بالکل نہیں جانتا، اُس نے میرے خلاف مبلغ تیس روپے کی دیوانی نالش کی ہے۔ حالانکہ میں نے اُس سے کوئی قرضہ نہیں لیا اور نہ ہی اُس سے واقف ہوں۔ آپ کسی تمندار کی طرف سفارشی رقعہ تحریر

فرمادیں، تاکہ وہ میری امداد کرے۔ آپ نے فرمایا کسی دُنیادار سے اِلتجا کرنا ہمارے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا، آپ دعا فرمائیں، مجھے یقین ہے کہ آپ کی دُعا سے بہتر نتیجہ نکلے گا۔ آپ نے دُعا فرمائی، جس کی برکت سے وہ ہندو مجھے کوئی نقصان نہ دے سکا اور اس کا مقدمہ خارج ہوگیا۔

اُنگلی کے اِشارے سے دل کی دُنیا بدل گئی

سردارو حجام بیان کرتا ہے کہ میں سخت قسم کا چور اور ڈاکو تھا۔ ایک دفعہ میں نے ایک آدمی کی ناک کاٹنے، اس کی بیوی اغوا کرنے اور اس کے دو اُونٹ چُرا لینے کا پختہ ارادہ کیا، اور اپنے ایک ساتھی سے اس کا ذکر کیا۔ میرے ساتھی نے مجھے کہا، چلو پہلے حضور حضرت پیر سواگ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں، پھر دیکھا جائے گا۔ میں نے ساتھی کے کہنے کی پرواہ نہ کی مگر میرے ساتھی کا بھائی زبردستی مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں لے آیا۔ اور عرض کیا: حضور یہ سردارو سخت قسم کا بدمعاش ہے۔ اس وقت بھی اس کا اِرادہ چوری اور ڈاکہ زنی کا ہے۔ حضور نے یہ بات سُنی تو آپ کو سخت جوش آیا۔ اور آپ کے بدن مُبارک کے بال کھڑے ہوگئے۔ آپ نے میری طرف اُنگلی کا اِشارہ کرکے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے گا۔ اور آئندہ چوری نہیں کرے گا۔"

حضور کے اِشارہ فرماتے ہی میں بے ہوش ہوگیا۔ اور تین

مرتبہ زمین سے بلند ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو میں نے چوری اور ڈاکہ زنی سے مکمل توبہ کرلی اور چوری کے جو اوزار میرے پاس تھے وہ تمام میں نے حضرت کی خدمت میں پیش کر دیے آپ نے وہ تمام اوزار زمین میں دفن کرادیے۔

چور دامنِ رحمت میں چُھپ گیا

سردارو حجام مذکور چونکہ نامی گرامی چور تھا، اس لیے اُس کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے۔ وہ خود کہتا ہے کہ ایک دِن دو سپاہی مجھے گرفتار کرنے کے لیے شام کے وقت خانقاہ شریف میں آئے۔ مغرب کی نماز شروع ہونے والی تھی۔ حضرت صاحب نے خود تکبیر فرمائی اور میں ان دونوں سپاہیوں کے درمیان نماز کے لیے کھڑا ہوگیا۔ اس کے باوجود کہ وہ دونوں سپاہی اچھی طرح مجھے جانتے تھے اور میں بھی بخوبی ان سے واقف تھا، مگر حضرت صاحب کی توجہ کی برکت سے وہ مجھے نہ پہچان سکے۔ نمازِ مغرب کی فراغت کے بعد وہ دونوں حضرت صاحب کی خِدمت میں حاضر ہُوئے اور کہا کہ ہم سردارو کو گرفتار کرنے آئے ہیں، اگر یہاں موجود ہے تو آپ ہمیں بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ "لنگر شریف میں اُسے تلاش کرو، اگر تمھیں مل جائے تو پکڑ لو۔"

انھوں نے لنگر شریف میں بہت تلاش کیا اور کئی بار مجھے آکر دیکھا، مگر پہچان نہ سکے۔ اور چلے گئے۔ دُوسرے دِن پھر آئے میں لنگر شریف میں ہی بیٹھا ہُوا تھا۔ تین مرتبہ میرے پاس آئے،

اور میرے سر کو پکڑ کر کہا کہ تم سردارو ہو ؟۔ میں نے کہا ہاں !۔ مگر انھوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ تمھاری شکل سردارو جیسی نہیں ہے۔ آخر وہ دونوں مایوس ہوکر چلے گئے ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جُستہ باز گرداند زِ راہ

بروقت پہنچ کر گناہ سے بچالیا

گہنہ خان ذیلدار ساکن ضلع جھنگ نے حضور حضرت پیر سواگ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوکر بیعت کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے بیعت فرماکر معمول کے مُطابق گہنا خان کو گناہوں سے پرہیز کی ہدایت فرمائی۔ اس نے کہا حضور میں اور تمام گناہوں کو چھوڑ سکتا ہوں مگر زنا کو نہیں چھوڑ سکتا (العیاذ باللہ) آپ نے فرمایا کہ اس فقیر کی موجودگی میں بھی اس فعلِ بد سے باز نہ آؤ گے۔ اس نے کہا: "حضور! آپ کی موجودگی میں تو ہرگز اس فعلِ بد کا اِرتکاب نہیں کرسکتا۔ جب آپ نے اس سے یہ وعدہ لے لیا تو فرمایا: "جاؤ! گھر چلے جاؤ۔"

جب وہ گھر پہنچا تو ایک دِن اپنی سابقہ عادت کے مُطابق ایک عورت کے پاس اس فعلِ قبیح کے اِرتکاب کے لیے پہنچا۔ جب اس نے مکان کے دروازوں کو بند کرلیا، تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں کہ گہنا خان اپنا وعدہ یاد کرو۔ گہنا خان پر

ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگا۔ اور ہمیشہ کے لیے اِس فعلِ بد سے توبہ کی۔ مولانا جلال الدّین رومی رحمہ اللہ تعالےٰ نے سچ کہا ہے: ؎

دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست
دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

دَورانِ وعظ بدمذہب تائب ہوگیا

مہر اللہ یار لوہاچ ساکن نشیب لیّہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قادروالی علاقہ بھکر میں دعوت پر تشریف لائے۔ حضور مجلسِ وعظ میں وعظ فرمانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس مجلسِ وعظ میں ایک شخص مسمّٰی "سونا لک" جو کہ شیعہ ہونے کے علاوہ مشہور چور اور ڈاکو تھا، اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اِعتراض کرنے کی غرض سے شامل ہوگیا۔ خادمین نے حضرت کی خدمت میں یہ بات عرض کردی۔ آپ نے وعظ شروع فرمادیا۔

دَورانِ وعظ آپ کو ایسا جوش آیا کہ آپ نے اُس شیعہ شخص سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ: "او سونا! کھڑا ہوجا۔ اور مجھے بتا کہ کیا حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھجوروں کے چند درخت مانگنے کے لیے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئی تھیں"۔

آپ کے فرمان کے مُطابق وہ شخص کھڑا ہوگیا اور تھرتھر

کانپنے لگا۔ مگر کوئی لفظ اُس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ اور کانپتے کانپتے گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُٹھا اور حضرت صاحب کے قدموں پر گر پڑا۔ جب مجلسِ وعظ ختم ہُوئی تو سونا لک نے نہایت عاجزی و زاری سے بیعت ہونے کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اُس کی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ مگر وہ حضرت کے دامن سے چمٹ گیا۔ کچھ اور مخلصین نے بھی اِلتجا کی تو آپ نے اُسے بیعت سے مشرف کیا۔ پہلے وہ نام کا سونا تھا۔ مگر حضرت پیر سواگ سے بیعت ہونے کے بعد خالص سونا بن گیا۔

حضرت کی برکت سے کشتی کنارے پر لگ گئی

مہر اللہ یار لوہاچ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے خانقاہِ عالیہ موسیٰ زئی شریف کے لنگر کے لیے غلہ خرید فرمایا۔ اور غلہ کشتی میں بار کیا گیا۔ حضرت صاحب بھی کشتی میں سوار ہُوئے۔ دریا میں کشتی چلی جارہی تھی کہ اچانک اس میں سُوراخ ہوگیا۔ کشتی کا ملّاح رونے لگا، کہ حضرت اب کشتی نہیں بچتی آپ نے اِرشاد فرمایا کہ سُوراخ کے مقام پر مٹی لگا دو۔ اور کشتی چلا دو، اللہ نگہبان ہے۔ ملّاح نے حسبِ حکم کشتی کے سُوراخ کو مٹی سے بند کیا۔ اور حضرت کی برکت سے کشتی کنارے پر صحیح سالم پہنچ گئی ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

وعظ کی برکت سے بے عمل متقی بن گئے

فقیر محمد ابراہیم صاحب ساکن واسو آستانہ ضلع جھنگ، بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری دعوت قبول فرمائیں۔ آپ نے شفقت فرماتے ہُوئے میری دعوت قبول فرمائی۔ اور واسو آستانہ تشریف لائے۔ پانچ روز تک قیام فرمایا۔ آخری روز جمعہ شریف کا دِن تھا۔ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ دَورانِ وعظ آپ نے ڈاڑھی کے مُتعلق تلقین فرمائی، کہ "حضور علیہ السّلام کی سُنّتِ مُبارکہ پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔"

حضرت صاحب کے منبر کے ساتھ، نیچے سیّد عبد الغفار شاہ ولد سیّد امیر شاہ جاگیردار اُوچ گل امام مِنبر کا پایہ پکڑ کر بیٹھا ہُوا تھا۔ شاہ صاحب نوجوان آدمی تھا۔ اگرچہ حضور کی بیعت تھا، مگر ڈاڑھی بالکل صاف تھی۔ حضرت صاحب کی نظر اُن پر پڑی تو جوش میں آکر فرمایا کہ: "یہ سیّد بھی ڈاڑھی منڈوا کر بیٹھا ہے۔" حضرت کا یہ اِرشاد شاہ صاحب کے قلب میں تیر کی طرح پیوست ہوگیا۔ اُس دِن سے شاہ صاحب نے سُنّت کے مُطابق ڈاڑھی رکھی اور نہایت مُتقی و پرہیزگار اور سُنّت کے پابند ہوگئے۔ حضور کی اس زندہ کرامت پر تمام جھنگ کے لوگ شاہد ہیں ؎

گر تو سنگِ خارۂ و مرمر شوی
چُوں بصاحب دِل رسی گوہر شوی

دُعا کی برکت سے بارش نازل ہوگئی

حضرت صاحب واسو آستانہ میں مقیم تھے۔ ایک روز وعظ فرمارہے تھے، کہ ایک شیعہ سیّد محمد حسین شاہ ولد سیّد جعفر شاہ ساکن درگاہی شاہ نے مجلس میں کھڑے ہوکر کہا: "اگر آج رات حضرت کی دُعاء سے بارش ہوجائے تو مَیں سُنّی ہوجاؤں گا۔ اور ڈاڑھی رکھ لوں گا۔"

حضرت صاحب نے شاہ صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ: "شاہ صاحب! بارش اِن شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ لیکن نہ تم ڈاڑھی رکھوگے اور نہ تم سُنّی بنوگے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کی دُعا اور برکت سے اُسی رات بارش عنایت فرمائی۔ لیکن سیّد محمد حسین شاہ صاحب نے نہ تو شیعہ مذہب سے توبہ کی اور نہ ہی ڈاڑھی رکھی۔ آپ کا یہ اِرشاد سچا ہُوا۔

آپ کے فرمان سے موسم بدل گیا

فقیر محمد ابراہیم صاحب کا بیان ہے کہ واسو آستانہ کی اِسی دعوت میں حضرت صاحب وعظ فرمارہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہَوا بالکل بند تھی۔ گرمی کی شدّت سے لوگ تڑپنے لگے۔ حضرت نے دَورانِ وعظ اِرشاد فرمایا کہ: "سُبحان اللہ! جب تک دُوسرے علماء وعظ فرماتے رہے، تو ہَوا بھی چلتی رہی اور ٹھنڈک بھی رہی،

جب فقیر کی باری آئی تو ہَوا بھی بند ہوگئی اور گرمی بھی زیادہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں قبر ٹھنڈی فرمادے گا۔"

آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ٹھنڈی ہَوا چلنا شروع ہوگئی۔ اور بارش برسنے لگی۔ گرمی بالکل ختم ہوگئی اور موسم نہایت خوشگوار بن گیا۔ واسو آستانہ کی اسی دعوت میں حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات سے بے شمار کرامات کا ظہور ہُوا۔ نمونہ کے لیے ایک دو کرامات بیان کی گئی ہیں۔

خبر سے پہلے موت کا علم تھا

حاجی میر سندرانہ مرحوم نے ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ: سونا لک جوکہ حضور کا مخلص خادم تھا فوت ہوگیا ہے۔ اس کا خاتمہ بالایمان ہُوا ہے۔ جب وہ فوت ہُوا تو میں نے اِرادہ کیا کہ میں آپ کو بذریعہ تار اِطلاع دوں، تاکہ آپ خُود اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ لیکن پھر اس خیال سے تار نہ دی کہ ممکن ہے کہ تار وقت پر نہ پہنچ سکے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ: "اگر کُتبِ شرعیہ اجازت دیتیں تو فقیر مع درویشوں کے سونالک کے جنازہ پر پہنچتا۔ تیرا کیا خیال ہے کہ مجھے خبر نہیں؟"

تمام واقعہ پہلے بیان کردیا

جلال خان مرحوم حضرت کے مخلص خادموں میں سے تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ ہم تین آدمی (۱) غلام حیدر منشی بارڈر پولیس والا (۲) اللہ بخش "مٹھ والے" والا اور (۳) میں ' ڈیرہ اسماعیل خان ' مسجد اخوند والی کے حجرہ میں حضرت صاحب کی بیعت سے مشرف ہُوئے۔ حضرت نے ہم تینوں کو فرمایا کہ "آج وعظ کروں گا۔ مجلسِ وعظ میں ایک شخص زنا جیسے قبیح و شنیع فعل کا اِرتکاب کرکے شریک ہوگا، جس کی وجہ سے وعظ کا اثر نہ ہوگا۔ اِس لیے میں وعظ میں اس واقعہ کو بیان کروں گا۔ اِس لیے جب وہ شخص اس محفل سے اُٹھنے لگے تو تم آدمی بھی اُس کے ساتھ اُٹھ کر چلے جانا۔ تاکہ اُس کا پردہ فاش نہ ہو۔"

چنانچہ حضرت نے جب وعظ شروع فرمایا تو نہایت جوش سے تین مرتبہ اِسی بات کو بیان فرمایا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے جب یہ بات بیان کی تو وہ شخص مجلسِ وعظ سے اُٹھا، اور ہم تین بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ سوا ہمارے کسی کو بھی اس بات کا علم نہ ہوسکا کہ اِن چاروں میں سے کون اس فعلِ بد کا مُرتکب ہُوا ہے۔

آپ کی دُعا سے ایمان مل گیا

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے مُجدد اور قطبُ الارشاد تھے۔ اور آپ نسبتِ حضرت مُجدد امام ربانی سیدنا قطب ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ مُجددیہ مکمل رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ: "مجھے حلقہ میں

معلوم ہُوا کہ ہمارے مُریدین میں سے ایک آدمی کا ایمان جاتا رہا ہے۔ اُس وقت حضرت کے رُعب اور ہیبت کی وجہ سے کِسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس شخص کے متعلق دریافت کرتا۔

چند روز کے بعد جب کہ حضور نہایت خوشی کی حالت میں بیٹھے ہُوئے تھے، جلال خان نے عرض کیا کہ حضرت وہ کون شخص ہے، جس کا ایمان جاتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا "وہ شیر محمد پٹھان کندی، ساکن کڑی چوٹی زیریں ہے"۔ پھر فرمایا "میں نے پندرہ روز تک بارگاہِ ربُّ العالمین میں اُس کے ایمان کے لیے دُعا مانگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا کو منظور فرمایا اور اُسے ایمان واپس مِل گیا۔ اور شیر محمد کوئٹہ میں با ایمان فوت ہوگیا ہے"۔

کُچھ مدّت کے بعد اخوندزادہ قریشی چوٹی زیریں والا سے آیا، اُس سے یہ معاملہ دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا کہ "فی الحقیقت شیر محمد پٹھان، خُدا تعالیٰ جلّ جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوگیا تھا۔ بلکہ اِسلام کے خلاف بہت کُچھ بکتا تھا۔ مگر آخر ببرکتِ حضرت پیر سواگ اس کی حالت درست ہوگئی۔ اور وہ کوئٹہ کے ہسپتال میں با ایمان فوت ہوگیا۔

اِسی قِسم کا ایک واقعہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق "حضرات القدس" اور "روضۃ القیوم" میں مذکور ہے کہ آپ نے ایک دن اِرشاد فرمایا، "مجھے حلقہ میں معلوم ہُوا ہے کہ ایک شخص کا اِیمان جاتا رہا ہے"۔ حضرت مخدوم زادہ عُروۃُ الوُثقیٰ

خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: حضور وہ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: تمھارا اُستاد مُلّا طاہر لاہوری ہے۔ حضرات مخدوم زادگان نے آپ کی خدمت میں دُعا کی اِلتجا کی۔ آپ نے فرمایا: میں نے پندرہ روز اس کے ایمان کے لیے دُعا مانگی، جو منظور ہُوئی۔ اور انھیں دولتِ ایمان عطا کی گئی۔ چنانچہ حضرت مُلّا طاہر لاہوری حضرت امام صاحب کے خلفاء میں سے ہُوئے۔

ملزم بری ہوگئے

محمد اعظم خان رئیس ذیلدار سوکڑ علاقہ تونسہ شریف نے بیان کیا کہ ۱۹۳۳ء میں مجھ پر قتل کا ناحق مقدمہ بن گیا۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا: حضور دُعا فرمائیں اِیمان اور جان بچ جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص بھی اِس سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے ایمان کی ضمانت ہوجاتی ہے۔ چونکہ مقدمہ ناحق ہے' اِس لیے تمھاری وجہ سے باقی آٹھ ملزم بھی بچ جائیں گے۔“

محمد اعظم خان کہتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر اور کپتان دونوں سخت مخالف تھے۔ انھوں نے جرگہ دار ایسے لوگوں کو مقرر کیا جو سخت اور زیادہ سزا تجویز کرنے والے تھے۔ لیکن حضرت صاحب کی برکت سے جرگہ داروں نے مجھے اور دو دیگر ملزموں کو بے گناہ قرار دے کر بری کردیا۔ باقی چھ ملزموں کی سزا کی رپورٹ کردی۔ ڈپٹی کمشنر نے جب یہ رپورٹ پڑھی تو اُس نے کہا جب شہادت

تمام ملزموں کے لیے یکساں ہے ، پھر تین کو بری کرنا اور چھ کو سزا دینا کس طرح مناسب ہے ۔ اُس نے اِس رپورٹ سے اتفاق نہ کرتے ہُوئے یہ معاملہ جرگہ کلاں کے سپرد کردیا۔ جرگہ کلاں نے سماعت کے بعد رپورٹ دی کہ سب بے گناہ ہیں۔ چنانچہ حضرت پیر سواگ کی توجّہ اور نظرِ کرم سے ہم سب بری ہوگئے۔

وصال کے بعد بالمشافہ تنبیہ فرمائی

یعقوب خان ٹوانہ حضرت صاحب کا مخلص مُرید تھا۔ آپ کے وصال کے بعد مزارِ پُر انوار پر حاضر ہُوا۔ اُس وقت حضرت سجادہ نشین خواجہ غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خانقاہِ عالیہ سراجیہ کچّا میں قیام پذیر تھے۔ یعقوب خان مزار شریف کی زیارت سے فارغ ہُوا، دِل میں خیال آیا کہ اب خانقاہِ عالیہ کچّا میں حضرات صاحبزادگان کی خدمت میں جانے کی کیا ضرورت ہے یہ خیال آتے ہی اُس نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ مزارِ مقدس سے کمر تک باہر نِکل کر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں: ”کیا تو سمجھتا ہے کہ اولیاء اللہ مر جاتے ہیں؟“ اِس مشاہدہ کے بعد یعقوب خان پر رِقّت طاری ہوگئی۔ اور وہ پا پیادہ چل کر حضرت سجادہ نشین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں خانقاہِ عالیہ سراجیہ کچّا میں حاضر ہُوا۔ سفر کی وجہ سے اُس کے دونوں پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے۔

○

وفات کے بعد مشکل کشائی

خان محمد اعظم خان لغاری ساکن چوٹی زیریں نے بیان کیا کہ سنہ ۱۹۴۲ء کا واقعہ ہے کہ میں چند آدمیوں کے ہمراہ کار پر سوار تھا اور موٹر کار خود چلا رہا تھا۔ اِتفاقاً کار پٹڑی سے پھسل کر نالے کے عین درمیان میں جا گری۔ اور پانی میں ڈوب گئی۔ کار کے دروازے مضبوطی سے بند تھے۔ نہ وہ پانی میں کُھل سکتے تھے، اور نہ ہم باہر نکل سکتے تھے۔ موت بالکل آنکھوں کے سامنے تھی، اِسی مایوسی کے عالم میں میں نے حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ آپ کا تصور کرتے ہی میں نے دیکھا کہ آپ کی شکل مبارک شیشے سے باہر پانی میں نظر آ رہی ہے۔ آپ کی زیارت کرتے ہی ہمیں صرف اِتنا پتہ چلا کہ موٹر کار سے نِکل کر پٹڑی پر کھڑے ہیں۔ اور موٹر بدستور پانی میں غرق تھی۔ اس کے بعد ہمیں کچھ سائیکل مِل گئے۔ اُن پر سوار ہو کر "چوٹی" چلے گئے۔ اور وہاں سے آدمی جمع کر کے لائے۔ تاکہ موٹر کار نکالیں۔ مگر ہم نے دیکھا کہ کار نالے سے نکلی ہُوئی پٹڑی پر کھڑی ہے۔ ہمیں سخت تعجب ہُوا کہ اِس حالت میں موٹر کار کو بغیر انجن کے نکالنا مشکل تھا۔ مگر وہ صحیح سالم پٹڑی پر کھڑی تھی۔

معلوم یہ ہوتا تھا کہ ہمارے جانے کے بعد کسی نے موٹر کار کو نکال کر باہر کھڑا کر دیا تھا۔

غائبانہ بیعت اور رِقّت

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات مُریدین کی اِلتجا پر غائبانہ بیعت فرماتے تھے۔ جلال خان راوی ہیں کہ مولوی احمد بخش صاحب گدائی والا نے مجھ سے کہا حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ جس طرح آپ نے نواب محمد خان لغاری صاحب کی والدہ کو غائبانہ بیعت فرمایا ہے، اِسی طرح حضور میری بیٹی کو بھی بیعت فرمائیں۔ مَیں غریب آدمی ہوں، اُسے اِس جگہ نہیں لاسکتا۔

جب مولوی احمد بخش حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا، اس سے قبل کہ مَیں حضور کی خدمت میں مولوی احمد بخش کے متعلق کچھ عرض کرتا۔ آپ نے کمالِ کشف کی وجہ سے مولوی احمد بخش صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ: "مولوی صاحب! ہم نے آپ کی لڑکی غلام فاطمہ کو غائبانہ بیعت کردیا ہے۔" مولوی صاحب نہایت خوش ہوکر گھر واپس آئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ لڑکی پر رِقّت کی کیفیت طاری ہے اور وہ کسی سے باتیں کررہی ہے۔ مولوی صاحب نے پُوچھا: "بیٹی! کِس سے باتیں کرتی رہتی ہو؟" اُس نے جواب دیا کہ: "کبھی کبھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ میں حضورؐ سے باتیں کرتی ہوں۔"

مولوی احمد بخش صاحب مذکور نے بذریعۂ خط حضرت کی

خدمت میں لڑکی کی حالت تحریر کی۔ کچھ مُدت کے بعد خانقاہ شریف میں لڑکی کو ساتھ لائے۔ اور حضرت نے اُسے ظاہری بیعت سے بھی مشرف فرمایا۔

حُسنِ خاتمہ کی خبر

ایک مرتبہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ واں بھچراں میں ملک مظفر بھچر کے مکان پر ٹھہرے ہُوئے تھے۔ تہجّد کی نماز کے بعد آپ نے اپنے ایک محبوب خلیفہ سیّد محبوب شاہ صاحب ساکن کیمبل پور کو فرمایا کہ: "میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ: "میری شیطان سے لڑائی ہوئی ہے۔ میں نے اُس کو پکڑ کر زمین پر اس زور سے مارا ہے کہ وہ کمر تک زمین میں دھنس گیا" اس کی تعبیر یہ ہے کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ آج میرا وعظ بہت مؤثر ہوگا"۔ بفضلہٖ تعالیٰ اُس دن آپ کا وعظ بہت مؤثر ہُوا۔

اس کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے فرمایا کہ: "میں نے بلخ، بخارا، پنجاب اور ہندوستان میں نظر کی ہے، اس وقت کوئی ولی میرے برابر موجود نہیں ہے"۔

اور فرمایا کہ: "یہ بات بطور فخر نہیں ہے بلکہ تحدیثِ نعمت اور اظہارِ فضلِ خُداوندی کے طور پر کہتا ہوں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"۔ [1]

پھر آپ نے محبوب شاہ صاحب کو فرمایا کہ: "شاہ صاحب میں تمھیں مُبارک دیتا ہوں، تمھارا خاتمہ بہت اچھا ہوگا"۔

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ محبوب شاہ صاحب رمضان شریف کے آخری عشرے میں اپنے وطن میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ اعتکاف کے آخری دِن اپنے متعلقین کو اِطلاع دی کہ میرا وقت قریب ہے امام مسجد کو وصیت کی کہ: "میرے لڑکے کو تعلیم دینا۔ اور میرے بھائی کو میری وفات کی خبر نہ کرنا"۔ مولوی صاحب نے کہا: "آپ تو بالکل تندرست ہیں، لیکن اسی شام کو لوگ نماز مغرب ادا کرکے مسجد سے باہر نکلے، مگر شاہ صاحب مسجد کے اندر ہی رہے۔ لوگوں نے بہت اِنتظار کیا۔ بالآخر مسجد میں جاکر دیکھا۔ محبوب شاہ صاحب سجدے کی حالت میں ہیں اور رُوحِ مُبارک قفصِ عنصری سے پرواز کرچکی ہے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ: اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بعض اوقات خلافِ معمول ایسی بات ارشاد فرمادیتے ہیں جو بظاہر ان کی عادت وطبیعت کے موافق معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن غور کیا جائے تو کسی حکمت کے تحت حقیقتِ حال کا اِظہار مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ محققین علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ محبوبِ سُبحانی قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان "قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ" یعنی میرا یہ قدم دُنیا کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ حقیقتِ حال کا اِنکشاف تھا۔ اور آپ یہ بات کہنے میں مامور من اللہ تھے نہ کہ یہ قول بطور فخر ومباہات کے فرمایا گیا۔ کیونکہ اولیاء اللہ ان تمام چیزوں سے پاک ہونے کے بعد ہی درجۂ ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مذکورہ ملفوظ شریف کے آخر میں حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ بات بطور فخر ومباہات کے نہیں بلکہ اظہارِ فضلِ خداوندی کے طور پر کہتا ہوں۔ فلا تکونن من الممترین۔

ابوالانوار محمد عبد الرحمٰن حسنی

مُرید کا جسم قبر میں صحیح و سالم تھا

خلیفہ مولوی لال دین صاحب ساکن کاتیمار تھل ضلع خوشاب حضرت کے مخلص، نیک سیرت اور باعمل خلیفۂ مجاز تھے۔ حضرت صاحب کی ظاہری حیات میں ہی وہ اس دُنیا سے اِنتقال کر گئے۔ چھ سات سال کے بعد سیم اور شور کی وجہ سے ان کی قبر گر گئی۔ جب لوگوں کو خبر ہوئی تو اُنھوں نے خلیفہ صاحب کو قبر سے نِکالا، تو تمام لوگوں نے دیکھا اگرچہ کفن تو کُچھ بوسیدہ تھا، مگر ان کا جسم بجنسہٖ مکمل صحیح و سالم تھا اور کِسی قسم کا کوئی تغیّر تک واقع نہ ہُوا تھا۔ اور جس طرح حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دِن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بوجہ وضو "غُرِ محُجّل" یعنی پنج کلیان ہوگی۔ خلیفہ لال دین صاحب کے پانچوں اعضاء روشن تھے۔ گویا ان کو عالمِ برزخ میں پنج کلیان بنادیا گیا۔ جن لوگوں نے سُنا انھوں نے آکر دیکھا اور یہ واقعہ دُور دراز تک مشہور ہوگیا۔

لنگر کے خادم کا جسم صحیح و سالم اور خُوشبودار تھا

حضرت کے ایک مخلص اور جاں نثار درویش صُوفی جلال خان کی وفات شہر "میبل" ضلع میانوالی مسجد کے اندر نمازِ ظہر کی تکبیر تحریمہ ادا کرنے کے وقت ہوئی۔ آپ کو بطورِ امانت "میبل" کے قبرستان میں دفن کردیا گیا۔ حضرت سجادہ نشین صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ کو جلال خان کی وفات کی اِطلاع دیر سے پہنچی اور یُوں صوفی جلال خان میبل میں دفن کردیے گئے۔ اس کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب نے بہت سے درویشوں کو نیا کفن اور خوشبو و عطریات عطا فرمائیں اور دریا خان سے سپیشل لاری کرنے کا بندوبست فرمایا۔ چنانچہ درویش حضرت سجادہ نشین قدس سرّہ العزیز کے حکم کے مُطابق تمام اِنتظامات مکمل کرکے 'میبل' شریف گئے۔ اور پانچ ماہ کے بعد جلال خان کو قبر سے نکالا۔ اس کا جسم سالم اور محفوظ تھا۔ اس طرح معلوم ہوتا تھا، جیسے ابھی دفن کیا گیا ہے۔ بدن میں کوئی تغیر نہ تھا اور نہ ہی کوئی بدبو وغیرہ تھی، بلکہ جسم نرم تھا۔ اور ڈاڑھی پر تیل بدستور موجود تھا۔ جلال خان کو اپنے پیر روشن ضمیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ شریف کے باہر جنوب کی جانب دفن کیا گیا۔

دُعا کی برکت سے عزّت ملی

سردار نوراحمد خان لغاری ساکن چوٹی زیریں ضلع ڈیرہ غازیخان کی بڑی اہلیہ جس نے چوٹی زیریں والوں میں سے سب سے پہلے حضرت کی بیعت کی تھی۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی، عصر کا وقت تھا۔ آپ اپنے دولت کدہ میں تشریف فرما تھے اس نے عرض کیا: "حضور! میرا خاوند دُوسری شادی کرچکا ہے۔ میں اب واپس گھر جانا نہیں چاہتی۔ لنگر شریف میں آپ کی خدمت میں رہوں گی۔"

آپ نے فرمایا: "تمھارے خاوند کی اولاد نہ تھی، اُس نے اولاد کے لیے دُوسری شادی کی ہے۔ ہم لنگر شریف میں تمھارے لیے علیحدہ مکان اور روٹی کا اِنتظام کردیں گے۔ مگر یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آخر تمھارے رشتہ دار کیا کہیں گے؟ تم اللہ کے بھروسہ پر واپس چلی جاؤ۔ فقیر دُعا کرتا ہے۔ تمام گھر میں سب سے بڑا تم کو سمجھا جائے گا۔ اَولاد دُوسری بیوی سے ہوگی مگر وہ ماں تم کو کہے گی۔"

چنانچہ حضرت کی یہ کرامت آج تک زندہ موجود ہے۔ لغاری صاحب کی اَولاد دُوسری بیوی سے ہُوئی۔ مگر ماں پہلی ہی کو سمجھتے تھے۔

حضرت کی دُعا سے نامردی ختم

چراغ درکھاں ساکن نواں جنڈانوالا ضلع میانوالی حضرت کا نہایت مخلص خادم اور کارکن تھا۔ اس کو نامردی کی شکایت ہوگئی۔ حتیٰ کہ لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اُس کی بیوی اُس کے پاس نہ رہے گی۔ آج یا کل چلی جائے گی۔ مگر حضرت نے فرمایا "چراغ صبر کرو۔ اِن شاء اللہ خیر ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں صاحب اولاد کرے گا۔"

چنانچہ حضرت کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے چراغ کو سات بچے عطا کیے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

آپ کی توجہ سے خاتمہ ایمان پر ہُوا

حاجی محمد خان سیٹھڑ ذیلدار ساکن واڑہ سیٹھڑاں والا حضرت کا مخلص خادم تھا۔ جب اُس پر نزع کا عالم طاری ہُوا تو اُسے سخت تکلیف لاحق ہوئی، وہ بے ہوش ہوگیا اور جسم بالکل اکڑکر سخت ہوگیا۔ حضرت کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا اور اُس نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ تشریف لے گئے۔ اور محمد خان کی چارپائی کے قریب اس کی طرف مُتوجہ ہُوئے۔ تو ایک لمحہ میں اُس کی حالت درست ہوگئی۔ جسم نرم ہوگیا۔ اور زبان پر کلمہ شریف جاری ہوگیا۔ اس کے بعد اُس نے کُچھ وصیت کی اور کلمہ شریف پڑھتے ہی انتقال کرگیا۔

آپ کی برکت سے مرتے وقت کلمہ جاری ہوگیا

میاں طیّب ٹارکہ جوکہ خانقاہ شریف کے مُتّصل نشیب میں رہتا تھا۔ نزع کے وقت اُس کی حالت بہت خراب ہوگئی اور بے ہوش ہوگیا۔ حضرت صاحب تشریف لے گئے اور اس کی چارپائی کے ارد گرد ایک چکّر لگا کر توجّہ فرمائی تو وہ اُسی وقت ہوش میں آگیا۔ اور کلمہ شریف پڑھنے لگا۔ کلمہ شریف پڑھتے ہی اُس کا انتقال ہوگیا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

آخری وقت میں دستگیری

مولوی کریم بخش صاحب ساکن چھتہ بخشہ ضلع جھنگ کے بھائی مولوی عبدالغفور صاحب کا جب وقتِ نزع قریب آیا تو اس نے کلمہ شریف پڑھنا شروع کردیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب میرے سامنے کھڑے ہیں۔ لیکن دُوسرے لوگ اور مولوی عبدالغفور صاحب کے رشتہ دار جو اُس وقت موجود تھے۔ سورۂ یٰسین شریف پڑھنے کی آواز سب سُن رہے تھے۔ اور پڑھنے والا نظر نہ آتا تھا۔

جب مولوی عبدالغفور صاحب فوت ہوگئے۔ تو اُن کے رشتہ داروں میں سے ایک آدمی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا: "جناب مولوی عبدالغفور صاحب کا خاتمہ اچھا ہُوا۔" آپ نے فرمایا: "ہاں اچھا ہُوا۔"

دُوسری مرتبہ پھر اُس آدمی نے یہی بات کہی تو آپ نے فرمایا: "اور اس کے سرہانے سُورۂ یٰسین کون پڑھ رہا تھا؟"

بیمار کو گھر جانے کا حکم اور اس کی حکمت

مولوی کریم بخش صاحب مرحوم ساکن چھتہ بخشہ ضلع جھنگ، بیمار ہوگئے اور علاج کے لیے اپنے ایک رشتہ دار کے پاس، منڈی شاہ نکڈر ضلع سرگودھا چلے گئے تھے۔ وفات سے دو دن پہلے حضرت صاحب نے مولوی کریم بخش صاحب کو زیارت کرائی اور فرمایا: "مولوی صاحب یہ حکیم تمہارا علاج نہیں کرسکتا۔ تم

فوری گھر چلے جاؤ"۔ مولوی صاحب فوراً گھر چلے آئے۔ جب گھر پہنچے تو دو دن کے بعد فوت ہوگئے۔

حضرت کی برکت سے حکیم صاحب کی رسائی

حکیم عطاء اللہ سند یافتہ دہلی، جو حضرت کے مخلصین اور بہترین خادمین میں سے تھے، رابطہ اتم رکھتے تھے۔ آخر میں اُن کی حالت یہ ہوگئی کہ جس مریض کے متعلق اُنھیں کوئی مشکل پیش آتی، تو وہ نمازِ تہجد کے بعد مراقبہ کرتے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے مریض کے متعلق دریافت فرماتے۔ اگر مریض کی شفا مقدر ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کر اس کے لیے دُعا فرما دیتے۔

پانی کا اثر ندارد

مولوی مُرید احمد ساکن کلول ضلع میانوالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت صاحب اور میں خانقاہِ نشیب سے روانہ ہُوئے اور "لالہ" کے نالہ پر پہنچے تو اس میں پانی تھا۔ حضرت صاحب کے پاؤں میں چرمی موزہ بھی تھا اور جُوتا بھی۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جوتا اتارا اور پانی میں داخل ہوگیا۔ پانی زانو تک تھا یا کچھ زیادہ۔ آپ نے فرمایا تم آگے آگے گزر جاؤ۔ جب میں دُوسرے کنارہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف جوتا اتارا اور موزہ پہنے ہُوئے پانی پر چل کر نالہ عبور کرگئے

آپ کے موزوں کا صرف زیریں حصہ کچھ تر ہُوا۔ میں نے تعجب سے دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا: "مولوی صاحب یہ بھی کوئی تعجب کی بات ہے۔ عنکبوت بھی پانی پر تیر کر جاسکتا ہے۔"

گاڑی کو حضرت کا سلام دیا

حضرت صاحب کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی مسکین آدمی یا طالب علم عرض کرتا کہ حضرت میرے پاس ریل کا کرایہ نہیں ہے تو آپ فرمادیتے کہ: "گاڑی کو میرا سلام دے دینا اور سوار ہوجانا۔ تمھیں کوئی نہیں پُوچھے گا۔"

چنانچہ حضور کے اس فرمان پر عمل کرکے بہت طلباء اور مساکین گاڑی پر سوار ہوکر آمد و رفت جاری رکھتے۔ گاڑی کو صرف یہ کہتے کہ: "حضرت تم کو سلام دیتے ہیں۔" اور جہاں چاہتے سفر کرتے، کوئی بھی اُن کو نہ پُوچھتا تھا۔

پیر سواگ کی طرف متوجہ ہُوا اور مُشکلیں حل ہوگئیں

حضرت صاحب اپنے مخلص مُریدین کو ارشاد فرماتے تھے: "اگر کوئی سخت مشکل پیش آجائے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر فقیر کی طرف مُنھ کرکے سات قدم بھر کر فقیر کو یاد کرنا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر آپ کے پاس پہنچے گا۔" اور بعض آدمیوں کو صرف چھ سات قدم ہی فرملتے۔ چنانچہ کئی آدمیوں نے اس پر عمل کیا۔ اور حضرت کی توجہِ عالیہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکلات کو حل کیا۔

پانچ آدمیوں کا کھانا چالیس پر پُورا ہُوا

ایّوب خان ساکن عیسیٰ خیل ضلع میانوالی بیان کرتا ہے کہ میں بسلسلۂ ملازمت دریاخان میں مقیم تھا۔ ایک مرتبہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ موسیٰ زئی شریف جارہے تھے، جب دریاخان تشریف لائے تو میں نے دعوت کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا واپسی پر دیکھا جائے گا۔ جب آپ واپس دریاخان تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو آدمی تھے۔ میں نے پھر دعوت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ میں نے خیال کیا کہ کُل تین آدمی ہیں، چار آدمیوں کا کھانا پکادیا جائے۔

جب عصر کا وقت ہُوا تو آپ نے پیغام بھیجا کہ چالیس آدمیوں کی روٹی پکانا۔ میں نے خیال کیا کہ حضرت کل تین آدمی ہیں۔ شام ہوچکی ہے۔ اب چالیس آدمی کہاں سے آئیں گے، اس لیے پانچ آدمیوں کا کھانا پکادیا گیا۔

آپ اس وقت حضرت صاحب (موسیٰ زئی شریف والے) کے بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ جب کھانے کا وقت ہُوا تو میں نے دیکھا کوئی اِدھر سے آرہا ہے، کوئی اُدھر سے آرہا ہے۔ حتیٰ کہ پُورے چالیس آدمی ہوگئے۔ میں سخت شرمندہ ہُوا۔ آپ نے میری حالت ملاحظہ فرمائی۔ اور اپنی چادر مُبارک کھانے پر ڈال دی، اور فرمایا کہ "چادر کے نیچے سے نکال کر روٹی تقسیم کرو۔"

چنانچہ سب چالیس آدمی کھانا کھاگئے۔ اور حضرت نے

سب سے آخر میں روٹی کھائی۔ پانچ آدمیوں کا کھانا سب پر کافی ہوگیا۔ اور میں معافی کا خواستگار ہُوا۔

آپ کی برکت سے پانی اُتر گیا

ایوب خان مذکور کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کے ساتھ ہم سفر تھا۔ ہماری لاری ایک ایسی ندی پر پہنچی، جس کا پانی بہت گہرا تھا اور ندی بہت زور سے بہ رہی تھی۔ کنارے پر پہنچ کر ڈرائیور رُک گیا اور کہا: جب تک پانی کی تیزی کم نہ ہو، اُس وقت تک اس ندی سے لاری نہیں گزر سکتی۔

حضرت صاحب نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ "نیچے اُتر کر ندی میں داخل ہوجاؤ۔ اور دیکھو کہ پانی کتنا ہے؟" وہ آدمی جب ندی میں اُترا تو اُسے پانی زانو تک یا کُچھ کم محسوس ہُوا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ "ایوب خان تم بھی اس آدمی کے پیچھے پانی میں جاؤ۔ اور سیدھا اس کے پیچھے جانا۔ اِدھر اُدھر نہ ہونا۔" چُنانچہ میں بھی اس کے پیچھے پانی میں اُتر گیا۔ پانی مجھے بھی اتنا ہی محسوس ہُوا، یعنی گھٹنوں تک۔

اس کے بعد آپ نے ڈرائیور سے فرمایا کہ: "اب لاری لے چلو، پانی تھوڑا ہے"۔ ایک آدمی کو حکم کیا کہ "تم آگے چلو۔" اور ڈرائیور سے کہا کہ "تم اس کے پیچھے پیچھے چلو۔" لاری جب پار پہنچ گئی تو ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا ندی بدستور پُورے زور و شور سے بہ رہی تھی اور پانی بہت گہرا معلوم ہوتا تھا۔

خُدا نے آپ کے فرمان کی لاج رکھی

حضرات اہل اللہ کی شانِ محبوبیت کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ وہ جو کچھ فرما دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کہے کی لاج رکھتا ہے۔ فقیر غلام یٰسین سندھی بیان کرتا ہے کہ لوگوں میں عام طور پر یہ رواج ہے وٹہ سٹہ کی شادی کرتے ہیں۔ یعنی اپنی لڑکی یا بہن کا رشتہ کسی کو دے کر اس کے بدلہ میں فریق ثانی کی لڑکی اپنے، یا کسی رشتہ دار کے لیے لے لی۔ اِسی طرح کا ایک واقعہ حضرت کے ایک مُرید کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے رشتہ دیا اور رشتہ لیا۔ لیکن اس شخص نے جو رشتہ دیا تھا وہ اُٹھا دیا اور رُخصتی ہوگئی۔ اُس نے فریق دوم سے وہ لڑکی جو اُس کی منکوحہ تھی، مانگی تو اُنھوں نے رخصتی کرنے سے اِنکار کردیا۔ اور پس و پیش اور لیت و لعل سے کام لینے لگے۔

وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کی حضور فلاں شخص کی لڑکی میری منکوحہ ہے اور شادی کے قابل ہے۔ میرے اِصرار کے باوجود وہ تبدیلیٔ پارچات سے اِنکار کر رہا ہے۔ حالانکہ ہم نے اس کو پہلے لڑکی کی شادی کرکے دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں دُعا کرتا ہوں۔" وہ شخص دُوسری مرتبہ پھر حاضر ہُوا۔ اور عرض کیا: حضور وہ بدستور انکاری ہیں اور رشتہ نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا: "تمھارے لیے دُعا کرتے ہیں۔" وہ شخص تیسری مرتبہ پھر حاضر ہُوا اور وہی بات دُہرائی۔ آپ نے بھری محفل میں آکر فرمایا

"او بھیڑا چٹّا مار وَنجس"۔ یعنی اپنی منکوحہ کو جپھی مار کے پکڑ لے۔
وہ شخص سچا اور راسخ الاعتقاد مُرید تھا۔ گھر واپس آیا تو ایک دِن مسجد میں قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا تھا تو اُس نے دیکھا کہ وہی لڑکی جو اس کی منکوحہ تھی، مسجد میں پانی بھرنے کے لیے کُنوئیں پر آئی ہے۔ اُس نے تلاوت بند کر کے اُٹھ کر اپنی منکوحہ کو چٹّا مار دیا' عورت نے واویلا شروع کر دیا' لوگ جمع ہوگئے۔ لڑکی کے رشتہ دار بھی لڑائی کے لیے جمع ہوئے۔ مگر قدرت خداوندی ملاحظہ کیجیے، کہ شہر کے تمام لوگوں نے اس شخص کو ملامت کرنے کی بجائے لڑکی کے رشتہ داروں کو سخت ملامت کی۔ اور بُرا بھلا کہا، کہ لڑکی اُس کی منکوحہ ہے، تم نے اس سے رشتہ بھی لے لیا۔ اب یہ اپنا حق مانگ مانگ کے تھک گیا۔ مجبورًا یہی اقدام اس نے کرنا تھا۔ اور کیا کرتا۔ تمھیں شرم کرنی چاہیے۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی لڑکی کے والد نے اپنی لڑکی اس کے حوالہ کر دی۔ اور یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کے الفاظ کی اس شان سے لاج رکھی کہ سالہا سال سے الجھا ہُوا مسئلہ حل ہوگیا۔

جن بیعت کے لیے حاضر ہوتے

دیوانے اور پاگل آدمیوں کو لے کر لوگ حضرت صاحب کی خانقاہ شریف میں حاضر ہوتے۔ عمومًا تو پہلی مرتبہ آتے ہی صحت یاب ہوتے اور کچھ دُوسری مرتبہ آتے تو صحیح ہوجاتے اور

تیسری مرتبہ حاضر ہوتے تو مکمل صحت یاب اور سالم ہوجاتے۔

بارہا حضرت صاحب کی زبان مُبارک سے یہ کلمات سُنے گئے کہ آپ فرماتے تھے کہ "آج اتنی تعداد میں جن آئے ہیں اور بیعت ہوکر گئے ہیں۔"

چیونٹیوں نے مسجد خالی کردی

ابتدائی ایّام میں حضرت صاحب "ڈِھپی" تشریف لے گئے۔ آپ نے وعظ فرمایا اور لوگوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دِلائی۔ لوگوں نے عرض کی حضور ہم مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ وہاں بہت زیادہ اور بڑی چیونٹیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "صبح کی نماز تمام شہر والے مسجد میں پڑھو، اِن شاء اللہ وہاں ایک چیونٹی بھی نہیں ہوگی۔"

چنانچہ تمام لوگ نماز کے لیے حاضر ہُوئے تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں کوئی چیونٹی اور کیڑا مکوڑا موجود نہیں تھا۔ اور آج تک وہ مسجد چیونٹیوں وغیرہ سے محفوظ ہے۔

دُعا کی برکت سے دولت اور شفا کا خزانہ مل گیا

مہر گل محمد صاحب لوہاچ مرحوم ساکن لیّہ، حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا کہ میں بہت زیادہ مقروض ہوں۔ ہزاروں روپیہ قرض ہے اور تنگ آچکا ہوں۔ آپ نے فرمایا "مہر صاحب ہم دُعا کرتے ہیں کہ خُدا کرے تمہارا قرض ادا

ہوجائے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں شفا رکھے گا۔"

چنانچہ حضرت صاحب کی دُعا شرفِ قبولیّت سے اِس طرح آراستہ ہوئی کہ مہر صاحب کا تمام قرض ادا ہوگیا۔ اور جس شخص کو وہ دوا دیتے، خواہ پانی کی بوتل بھر کے دیتے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمادیتا۔

مہر صاحب جب فوت ہُوئے تو اُن کے چھ فرزند تھے۔ ہر فرزند کو پانچ پانچ چاہ حصّہ میں ملے۔ اور ان کی اولاد کی ایک علیحدہ بستی ہے۔ ان کے فرزند نیک اور صالح ہیں۔

بیعت کے وقت آزمائش کی خبر اور دستگیری

ملک غلام قادر صاحب ساکن مُریالی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان جب حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے کے لیے حاضر ہُوئے تو آپ نے فرمایا کہ: "خُدا کا طلب کرنا مصائب اور اِمتحان کا اور آزمائش کا طلب کرنا ہے۔"

ملک صاحب نے عرض کیا اگر مجھ پر کوئی مُصیبت یا آزمائش آئی تو آپ کہاں ہوں گے؟۔ آپ نے فرمایا: "میں سایہ کی طرح تیرے ساتھ ہوں گا۔"

بیعت ہوکر ملک صاحب گھر واپس آگئے، تو کُچھ عرصہ کے بعد چند بدمعاشوں نے اُن پر حملہ کردیا۔ اور اتنا زخمی کیا کہ اپنی طرف سے مُردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ جب مجھ پر پہلی مرتبہ حملہ ہُوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے

ہیں۔ پھر ہسپتال میں اُن کا آپریشن ہُوا۔ اور بغیر نشہ دیے آپریشن کیا گیا، مگر اُنھیں کچھ درد نہ ہُوا۔ وہ کہتے ہیں کہ اُس وقت بھی میں نے حضرت صاحب کو سامنے موجود پایا۔ (گویا جس آزمائش اور مصیبت کی آپ نے بیعت کے وقت خبر دی تھی وہ تو واقع ہونی تھی۔ مگر حضرت صاحب اپنے مُرید کے ہمراہ رہے اور آپ کی توجہ سے وہ تکلیف اُن کو محسوس نہ ہوئی۔) اس کے بعد ملک صاحب بفضلہٖ تعالیٰ بالکل تندرست ہوگئے۔

دریا نے آپ کا حکم تسلیم کیا

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک روز مظفر گڑھ تشریف لائے۔ شیر سُلطان ضلع مظفر گڑھ کے ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا: حضرت! دریائے سندھ ہماری زمینوں کو گرا رہا ہے اور اب پُوری سُرعت سے ہماری زمینوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اگر مزید چند دِن یہی حالت رہی تو ہماری تمام زمین دریا بُرد ہوجائے گی۔ آپ نے فرمایا: "جاکر دریا کو یہ کہ دو کہ فقیر غلام حسن تم کو سلام دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہاں سے چلاجا اور جگہ گرانے کی بہت ہے۔"

چنانچہ اس شخص نے جاکر یہی پیغام دریا کو دے دیا۔ اُس شخص کا کہنا ہی تھا کہ دریا پیچھے ہٹنا شروع ہوگیا۔ حتّٰی کہ بہت دُور چلا گیا۔

پیشین گوئیاں

خاتمہ پر مشتمل ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ"

اِس کتاب کی اِشاعت کے کچھ عرصہ بعد حضرت پیر سواگ کے خُدام نے محسوس کیا کہ حضرت کے ملفوظات' اِرشادات اور فیوض

* * *

سردار گھنا خان ساکن چھتہ بخشہ ضلع جھنگ کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”فقیر دُعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں فرزند عنایت فرمائے گا۔“

چنانچہ حضور پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال شریف کے گیارہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو اولادِ نرینہ عطا فرمائی۔

* * *

نواب محمد خان لغاری ساکن چوٹی زیریں نے جب حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا:

”مجھے اس کی پیشانی میں بخت نظر آتا ہے۔“

چنانچہ اسی طرح ہُوا۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو بہت بخت عطا کیا۔ باوجود اس کے کہ نواب موصوف پر بہت زیادہ قرض تھا اور قرض خواہوں کے ڈر سے باہر رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قرض بھی ادا ہوگیا اور گورنر پنجاب کے ہاں سب سے زیادہ حیثیت اُسی کی تھی۔

* * *

* * *

ایک روز حضرت نے مولوی عبد اللہ صاحب المعروف پیر بارو صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ "خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف کی شرقی جانب میری قبر بنانا"۔ حالانکہ حضرت صاحبزادہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک سے مشرقی جانب گزرنے کی جگہ بھی نہ تھی۔

اور پھر فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ تمھیں توفیق دے تو ایک بڑا روضہ بنانا۔ اور مسجد کی طرف آتے جاتے وقت فاتحہ پڑھنا"۔

چنانچہ حضرت کا یہ ارشادِ گرامی بعینہٖ پُورا ہُوا۔ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کی شرقی جانب آپ کے مزار شریف کے لیے جگہ بھی بن گئی۔ اور ایک بہت بڑا، خوبصورت اور وسیع و عریض روضہ شریف بھی تعمیر ہوگیا۔

اور حضرت سجادہ نشین صاحب و دیگر زائرین (اور موجودہ حضرات صاحبزادگان مدظلہم العالی) بھی مسجد شریف کی طرف آتے جاتے وقت فاتحہ شریف پڑھتے ہیں۔

* * *

حضور اس وقت بالکل تندرست اور خیریت سے تھے، آپ نے ملک مُراد بخش صاحب افسر مال کو فرمایا کہ: "انگریز کی میعاد تھوڑی رہ گئی ہے۔ آپ کی جتنی رقم سرکاری ڈاک خانہ میں

پڑی ہے، وہ نکال کر سونا یا پونڈ خرید لیں"۔

چنانچہ آپ کے وصال کے بعد انگریز رُخصت ہو گئے۔ اور پاکستان کی حکومت قائم ہوگئی۔ آپ کی پیش گوئی درست ثابت ہُوئی۔

* * *

ایک روز آپ خانقاہ شریف میں اِستراحت فرما تھے کہ کسی شخص نے ذِکر کیا کہ تھل میں نہر آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا "کہاں تک آچکی ہے؟" اس شخص نے کہا: "علو والی" تک آچکی ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ مُبارک کی اُنگلیاں پھیلا کر ارشاد فرمایا "نہر آنے سے پہلے انگریز خود چلا جائے گا"۔

آپ کے اس ارشاد کے چند روز بعد نہر کا کام بند ہوگیا اور بھٹے وغیرہ نیلام کردیے گئے۔ چند سال کے بعد انگریز بوریا بستر باندھ کر روانہ ہوگیا۔ چنانچہ قیامِ پاکستان کے بعد دوبارہ اس نہر کا کام شروع ہو کر پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

* * *

ایک مرتبہ آپ واسو آستانہ چک نمبر ۸۲ بنگلے والا تشریف لے گئے۔ جب آپ وعظ فرمانے لگے تو عین مجلسِ وعظ میں مولوی منوّر دین وہابی نے اُٹھ کر مسئلہ علمِ غیب کے متعلق چند سوالات کیے۔ آپ نے اس وقت اُسے فرمایا کہ: "بیٹھ جاؤ"۔ جب مجلسِ وعظ ختم ہُوئی تو آپ نے منوّر دین موصوف کے متعلق ارشاد

فرمایا: "یہ شخص خراب ہوجائے گا۔"

حضرت کی یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی۔ ۱۲۸۶ھ میں یہی منوّر دین جو پہلے وہابی تھا، وہابیت سے ترقی کر کے مرزائی ہوکر مُرتد ہوگیا۔ اور خود وہابیہ نے اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

باب چہارم

مقدمہ قتل
نورپور تھل

حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن قدس سرہٗ العزیز کی حیاتِ طیّبہ کا ایک اہم واقعہ نور پور تھل ضلع خوشاب کا مقدمۂ قتل ہے، جو آپ پر دائر کیا گیا۔ جس میں کچھ مدّت تکلیف اُٹھانے کے بعد آپ بری ہوگئے تھے۔ یُوں اِس عظیم آزمائش سے بھی آپ سُرخرو اور کامران ہوکر نکلے۔ یہ امتحان یقیناً آپ کی رُوحانی ترقی کا ذریعہ تو تھا ہی، مگر ظاہری طور پر دُشمنانِ دِین کی اِس سازش پر آپ نے صبر و اِستقامت، ہمّت و اِستقلال، توکل بر خُدا۔ اور تسلیم و رضا کی جو مثالیں قائم فرمائیں اور جیل کے اندر، عدالت کے احاطوں، قید و بند کی پابندیوں میں بھی اعلائے کلمۃ الحق۔ اشاعتِ دینِ متین اور دینِ اِسلام کی سربلندی کے لیے آپ نے جس مُجدّدانہ شان کے ساتھ تبلیغ کو جاری رکھا وہ اپنی جگہ پر ایک مستقل کرامت ہے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ صادر ہی آپ کے جاہ و جلال کو ظاہر کرنے کے لیے ہُوا تھا۔ پُوری تفصیل کے ساتھ اِس کو درج کیا جاتا ہے:

موضع بلند (تحصیل و ضلع خوشاب پنجاب) کے لوگ ایک عرصہ سے آپ کی خدمت میں دعوت کی اِستدعا کر رہے تھے۔

مگر حضرت صاحب مؤخر فرماتے رہے۔ بالآخر بہت سے لوگوں نے جمع ہوکر نہایت ہی عاجزی اور الحاح سے دعوت کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اُن کی دعوت کو قبول فرما لیا۔ اور ایک مقررہ تاریخ پر "بلند" آنے کا پختہ وعدہ فرمالیا۔

حسبِ وعدہ آپ اپنے احباب کی معیت میں ظہر کے وقت "کلورکوٹ" کے اسٹیشن پر اترے۔ بلند کے لوگ کثیر تعداد میں استقبال کے لیے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور سواری کے لیے اُونٹ اور گھوڑے لے کر آئے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مناسب سواریوں پر بٹھایا۔ اور خود بھی سوار ہوکر موضع "غلاماں" میں پہنچے۔ اور وہیں آپ نے رات بسر فرمائی۔ اس جگہ پر رہائش اور کھانے وغیرہ کا اِنتظام اہالیانِ بلند نے کیا۔ اِس جگہ (غلاماں) کے لوگوں نے حضور کو دعوت کے لیے عرض کیا، مگر آپ نے یہ معاملہ "بلند" والوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ اہلِ بلند اس پر رضامند نہ ہُوئے چنانچہ صبح کے وقت آپ "غلاماں" سے "بلند" کی طرف روانہ ہُوئے۔

دوپہر کے وقت آپ بلند پہنچے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ مَردمانِ بلند نے آپ کی آسائش کے لیے آرام دہ رہائش، اور مکانات کا انتظام کیا۔ چنانچہ حضرت اور آپ کے احباب نے نہایت سکون سے استراحت فرمائی۔ اِتفاقاً حضرت صاحب کی ٹانگوں میں شدید درد نمودار ہُوا۔ جس سے آپ کو بہت تکلیف ہُوئی۔ اور اُٹھنے کی طاقت نہ رہی۔

گرد و نواح کے لوگ حضرت صاحب کی تشریف آوری کا

سُن کر وعظ سُننے کے لیے جمع ہونا شروع ہوگئے۔ تقریبًا چار ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ صاحبانِ دعوت نے سب کے لیے لنگر شریف اور کھانے کا اِنتظام نہایت اچھا کیا اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ مگر تمام لوگوں کے بیٹھنے کے لیے سایہ کا اِنتظام نہ تھا۔ یہ بات حضرت کے گوش گزار کی گئی۔ آپ نے فرمایا: "فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ پہلے روز مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب اور مولوی یار محمد ریتڑی والا وعظ کریں گے۔ اور دُوسرے دِن میں خود وعظ کروں گا۔"

چنانچہ صبح کی نماز کے بعد لوگ بلند کی مسجد کے صحن میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اور حسبِ اِرشاد مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب نے وعظ فرمایا، جو دو پہر تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آسمان پر بادل چھا گئے۔ اور لوگوں نے نہایت اِطمینان اور آرام سے وعظ سُنا۔ ظہر کی نماز کے بعد مولوی یار محمد صاحب نے وعظ فرمانا شروع کیا۔ دُوسرے روز حسبِ وعدہ حضور وعظ کے لیے تشریف لائے۔ اگرچہ درد شدید تھا مگر جب آپ منبر پر تشریف لائے تو کسی درد اور تکلیف کا اِحساس نہ تھا، بلکہ آپ شیر کی طرح مستعد تھے۔

لوگ آپ کے قدسی انوار سے بہت مستفید ہُوئے۔ آپ کے وعظ میں لوگوں نے فسق وفجور اور گناہوں سے توبہ کی۔ جب آپ ملبر سے اُترے تو درد بدستور موجود تھا۔

تیسرے دِن شیخ عبد الرحیم صاحب نورپُوری، ڈاکٹر روشن داس

کو حضرت کے علاج کے لیے لے آئے۔ بہت علاج کیا، مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ جب آپ منبر پر تشریف لے جاتے تو درد بالکل نہ ہوتا اور جب منبر سے اترتے، درد بدستور ہوتا۔

جب آپ بلند سے روانہ ہونے لگے تو نورپور تھل کے لوگوں نے نہایت عاجزی سے دعوت کی درخواست پیش کی۔ اگرچہ آپ کو درد شدت کے ساتھ تھا اور فرصت بھی بہت کم تھی، اور آپ کی معیت میں جو احباب تشریف لائے تھے، اُن کا خیال بھی یہی تھا کہ اس وقت آپ خانقاہ شریف چلیں۔ اور جب تکلیف میں افاقہ ہوجائے تو پھر آپ دعوت منظور فرمائیں۔ مگر حضرت کو ہر وقت تبلیغِ دینِ اِسلام اور اِشاعتِ سلسلہ عالیہ ہی کا خیال دامن گیر رہتا تھا۔ اس لیے آپ نے ان کی دعوت منظور فرماکر نورپور جانے کا اِرادہ فرمالیا۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ کے ساتھی اور خُدّام سواریوں پر نورپور کی جانب روانہ ہُوئے۔ مگر آپ درد کی وجہ سے سوار نہ ہوسکتے تھے۔ اس لیے آپ چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اور لوگ کندھوں پر اُٹھاکر آپ کو لے چلے۔ مغرب کی نماز راستہ میں ادا کی گئی۔

اس موقع پر ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک سکھ "پیارا رام" مُسلمان ہونے کے لیے آیا ہے۔ آپ نے اُسے مشرف بہ اِسلام کیا۔ اور احکامِ اِسلام کی تلقین کی۔ اور اس کا نام شیخ فضل دین رکھا۔

عشاء کے وقت آپ نورپور پہنچ گئے۔ اور شیخ عبدالرحیم کے مکان پر رونق افروز ہُوئے۔ مہمانوں کے لیے خاطرخواہ انتظام

کیا گیا تھا۔

گردونواح کے بہت سے لوگ آپ کی زیارت کرنے، اور وعظ سُننے کے لیے حاضر ہُوئے۔ چند یوم دیگر علماءِ کرام نے وعظ فرمایا اور آخر میں آپ نے بہ نفسِ نفیس وعظ فرمایا۔ آپ کے وعظ میں ہزاروں لوگ تائب ہُوئے اور شرعی امور پر پابند رہنے کا عہد کیا۔

اُس وقت لوگوں نے شرعی قانونِ وراثت کو بالکل چھوڑ کر رواج اور انگریز کے تیار کردہ غیر شرعی قانون پر عمل کیا ہُوا تھا۔ آپ نے اس بات پر بہت زور دیا کہ لوگ رواج کو چھوڑ کر اور انگریزوں کے قانون کو ٹھکرا کر اپنے تمام تنازعات میں شریعت مُطہرہ کے فیصلے قبول کریں۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو قبول کیا اور پختہ وعدے کیے۔

اس موقع پر پندرہ ہندو آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اِسلام ہُوئے۔ شیخ عبد الرحیم صاحب نے حضور کی خدمت اور آنے والے لوگوں کی مہمان نوازی کا خوب حق ادا کیا۔

علاقہ کے تمام مُسلمانوں کے اِتفاق و اِجتماع کے لیے ایک عید گاہ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اور اس کے لیے چندہ کی تحریک ہُوئی۔ لوگوں نے دِل کھول کر نقدی، زیورات، مال، اور اجناس بہت مقدار میں پیش کیا۔

اس جگہ ایک شخص نور زمان شاہ، جو پہلے شیعہ مذہب رکھتا تھا، شیخ عبد الرحیم صاحب کی کوشش سے اس نے شیعہ مذہب کو چھوڑ کر مذہبِ مُہذب اہلِ سُنّت وجماعت کو اِختیار کیا۔ اور

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور و معروف خلیفہ حضرت خواجہ گُل حسن صاحب مُرشد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت بھی ہُوا۔ حضرت کی تشریف آوری کے موقع پر وہ ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ اور مُراقبہ میں بھی شامل ہوتا۔ اُس نے ایک دِن عرض کیا کہ حضور میرے غریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ اور اپنے فیوض و برکات سے مُشرّف فرمائیں۔ آپ نے اُسے جواب میں فرمایا کہ: ”جب تم ہر وقت محفل میں حاضر رہتے ہو، اور مُراقبہ میں بھی شامل ہوتے ہو تو پھر تمہارے گھر جانے کی کیا ضرورت ہے۔“

جب اُس نے بہت اِصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ: ”کل عصر کے وقت ہم شاہ والا روانہ ہوں گے۔ اُس وقت پردے کا اِنتظام کر کے اِطلاع دینا۔ فقیر تمہارے گھر جا کر دُعاءِ خیر کرتے ہُوئے منزلِ مقصود کو روانہ ہوگا۔“

واقعۂ قتل

چونکہ نُور زمان شاہ صاحب کے تمام رشتہ دار شیعہ مذہب رکھتے تھے، اُن کو حضرت کا نور زمان شاہ کے گھر جانا نہایت ناگوار گزرا۔ اُن کے سینہ ہائے پُر کینہ میں آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ جب نور زمان شاہ گھر میں پردے کا اِنتظام کر رہا تھا تو اُس کا چچا ولایت شاہ' حضرت کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا ”آپ کے وعظ و ارشاد کے لیے عید گاہ کافی ہے۔ آپ ہماری حویلی میں نہ آئیں۔“

حضرت صاحب نے جب یہ بات سُنی تو نور زمان شاہ

کے گھر کا ارادہ ترک فرما کر شاہ والا کی طرف روانہ ہوگئے۔

نور زمان شاہ کو جب معلوم ہوا کہ میرے چچا ولایت شاہ کے منع کرنے سے حضور میرے گھر تشریف نہیں لائے تو سخت مشتعل ہوگیا۔ اور اپنے رشتہ داروں سے لڑنے پر آمادہ ہوگیا تو اس کا ایک رشتہ دار امیر حسین شاہ اس کے مُقابلے میں گیا۔ نور زمان شاہ نے اپنی لاٹھی کی آہنی نوک اُس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔

ایک شخص مسمّٰی مہر علی پھوڑ نے یہ خبر حضور تک پہنچائی۔ حضور کے خدّام کی یہ رائے ہُوئی کہ چونکہ قتل کا معاملہ ہے۔ پولیس والے حضور کو گرفتار کرنے کے لیے آئیں گے۔ اور خُدّام اور پولیس میں لڑائی شروع ہوجائے گی۔ جس سے خون خرابے کا اِمکان ہے۔ مناسب یہ ہے کہ حضرت واپس خانقاہ شریف تشریف لے چلیں۔ بعض آدمیوں نے عرض کیا کہ آپ یہیں ٹھہرے رہیں تاکہ آپ پر قتل کا اِلزام نہ آئے۔ چونکہ پہلی تجویز قرینِ صواب تھی، اِس لیے آپ واپس خانقاہ شریف تشریف لائے۔

اِمامیہ شیعہ کے سینوں میں حضور کے مُتعلق کینہ بھرا ہُوا تھا، کیونکہ آپ کے وعظ سے شیعہ لوگ اس مذہب کو چھوڑ کر اہلِ سُنّت وجماعت میں شامل ہُوئے جاتے تھے۔ مگر اِس علاقہ کے ہندو بھی شیعوں کے ساتھ مِل گئے۔ اُن کے دِلوں میں یہ غصّہ تھا کہ اہلِ ہنود حضور کی توجّہ سے مُسلمان ہورہے ہیں۔ انھوں نے مِل کر تھانہ میں رپورٹ درج کرائی کہ "فقیر صاحب

بلا اجازت ہماری حویلی میں داخل ہورہے تھے۔ ہمارے منع کرنے پر اُن کو غصّہ آیا۔ اور انھوں نے اپنے مُریدوں کو حکم دیا "مارو"۔ چنانچہ شیخ عبد الرحیم نے امیر حسین شاہ کو بالوں سے پکڑا۔ اور نور زمان شاہ نے اس کے پیٹ میں چُھرا گھونپا"۔ اور اس کے مُتعلق زور دار شہادتیں پیش کیں۔

حوالدار پولیس خانقاہ شریف پہنچا اور پیروی مقدمہ کے لیے حضرت کو سرگودھا لے گیا۔ وہاں حضرت کی ضمانت لے لی گئی، اور آپ واپس خانقاہ شریف تشریف لے آئے۔

مقدمہ کی تاریخ پر آپ عدالت میں تشریف لے جاتے۔ دلیپ سنگھ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ درج تھا۔ خدام نے چار صد ۴۰۰ روپیہ کی فیس پر شیخ عبد الغنی کو حضرت کی طرف سے وکیل مقرر کیا۔ مخالفین کی طرف سے شانتی نرائن وکیل تھا۔

مجسٹریٹ نے آپ کو زیرِ حراست لے لیا اور سرگودھا جیل بھیج دیا۔ محمد حسین لانگری نے جیل کے سامنے والی مسجد میں ڈیرہ ڈال کر لنگر کا کام شروع کردیا۔ اور زائرین کے لیے رہائش اور کھانے کا بند و بست سنبھال لیا۔ شیخ کلیم اللہ صاحب بھی وہاں حاضر رہ کر ضروری امور سرانجام دیا کرتے تھے۔ حضرت کی توجہات سے لنگر کا اِنتظام اور زائرین کی آسائش کا کام بخوبی سرانجام پاتا رہا۔

مجسٹریٹ نے آپ کا مقدمہ اِحسان الحق سیشن جج کے سپرد کردیا۔ اس اثنا میں ایک شخص قاضی رحیم جو ابھی تک

سلسلۂ عالیہ میں داخل نہیں ہُوا تھا۔ بہترین کھانا پکواکر حضرت کی خدمت میں پیش کرتا۔ اور محمد حسین لانگری کو ایک ہزار رُوپیہ بلا طلب لنگر شریف کا کام چلانے کے لیے پیش کیا۔ بعد میں یہ روپیہ اس کو ادا کر دیا گیا۔ یہ شخص ہر وقت حاضر رہتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

سیشن جج نے مقدمہ کی سماعت خوشاب میں مقرر کی۔ یہاں بھی زائرین کا ہجوم بے حد ہونے لگا۔ محمد خان سیٹھر اور احمد خان ذیلدار حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہُوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم مقدمہ کی پیروی کے لیے چندہ کی رقم جمع کرتے ہیں۔ آپ نے سختی سے منع فرمایا اور اِرشاد فرمایا کہ: "فقیر کا سب کام توکل پر چل رہا ہے۔ چندہ جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔" لنگر میں صبح و شام گوشت، روٹی کے علاوہ کبھی کبھی پلاؤ اور حلوہ بھی زائرین کو پیش کیا جاتا۔

سیشن جج نے مقدمہ کی سماعت کے وقت حضرت کو کُرسی پیش کی۔ جس سے خدام کو یہ خیال پیدا ہُوا کہ آپ اس مقدمہ سے بری قرار دیے جائیں گے۔ جج نے تیسرے دِن میانوالی میں فیصلہ سُنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تیسرے دِن میانوالی پہنچ کر یہ حکم سُنایا کہ "قبلہ حضرت صاحب اور نور زمان شاہ کو حبسِ دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا گیا ہے۔" آپ کو میانوالی جیل میں رکھا گیا حضرت کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب اور دیگر متعلقین کو سخت صدمہ پہنچا۔

شیخ کلیم اللہ صاحب اور قاضی فضل رحیم صاحب مقدمہ کی

نقل لے کر اپیل کے لیے لاہور روانہ ہوگئے۔ ایک وکیل مسٹی پٹ مین جو مشہور و معروف وکیل تھا، ایک ہزار کی فیس پر مقرر ہُوا۔ دُوسرا وکیل شیخ نیاز علی چار صد روپیہ پر نور زمان شاہ کی طرف سے مقرر ہُوا۔ تیسرا وکیل میاں شاہ نواز رئیس لاہور، ساڑھے تین ہزار کی فیس سے مقرر ہُوا۔

مؤخر الذکر اگرچہ مسلمان اور دیانت دار تھا، مگر اپنے کام سے بے خبر، سُست مزاج اور تاریخ پیشی سے بے پرواہ رہتا تھا۔

مقدمہ کی پہلی پیشی شادی لال جج کی عدالت میں مقرر ہوگئی، اور حضرت صاحب کو جھنگ مگھیانہ جیل میں منتقل کردیا گیا۔ داروغۂ جیل میاں غلام رسول، حضرت کا خاص عقیدت مند اور آپ کا پروانہ تھا۔ جیل کا ڈاکٹر وشن داس بھی حضرت کی خدمت میں مصروف رہتا۔ آپ طبیعت کی ناسازگاری کی وجہ سے داخلِ ہسپتال تھے۔ ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا۔ اور آپ وعظ و ارشاد میں مصروف رہتے۔ اور وہاں بھی لوگ طریقہ میں داخل ہوتے رہتے۔

جھنگ مگھیانہ کے ڈپٹی کمشنر کو معلوم ہُوا کہ جیل میں ایک خُدا رسیدہ بزرگ اور درویش ہے۔ جس کے پاس لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ اُس نے حکم دیا کہ آپ کو لاہور جیل بھیج دیا جائے۔ کیونکہ یہاں نقصِ امن کا خطرہ ہے۔ نیز لاہور کے داروغۂ جیل کی طرف بھی اس قسم کی درخواست گزاری گئی کہ حضرت صاحب کو لاہور جیل بھیج دیا گیا ہے۔ در اصل لاہور جیل کا

کا داروغہ میاں خیر محمد صاحب بھی حضرت کی زیارت سے مُشرّف ہونا چاہتا تھا ۔ اتفاقاً ایک دِن ڈپٹی کمشنر' جیل کے معائنہ کے لیے گیا ۔ وہاں حضور کی زیارت سے مُشرّف ہوکر آپ کا معتقد بن گیا ، اور اپنے سابقہ حکم کو منسوخ کردیا ۔

ایک دِن کپتان پولیس جیل میں قیدیوں کی تلاشی لے رہا تھا ، ایک قیدی کے پاس قرآن مجید تھا ۔ اس نے اس کی بھی تلاشی لی' تو اس سے دو آنہ کے پیسے برآمد ہُوئے ۔ کپتان پولیس نے اس قیدی پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا ۔ حضرت صاحب اس پر بہت ناراض ہُوئے ۔ فرمایا کہ "تُو مسلمان نہیں ہے ۔ قرآن کا بھی تجھے اِحترام نہیں ۔ قرآن پاک کی تلاشی لینا بھی تُو نے گوارا کرلیا ۔" تو اُس نے کہا : "میں سرکاری حکم سے تلاشی کرتا ہُوں ۔" آپ نے فرمایا : "تُو بھی مرجائے اور تیری سرکار بھی مرجائے ۔"

چند روز بعد شیخ کلیم اللہ صاحب اور قاضی فضل رحیم ، لاہور سے واپس آئے ، اور عرض کیا کہ اپیل کی سماعت شادی لال جج کی عدالت میں ہوگی ۔ آپ نے فرمایا : "اللہ تعالےٰ ہی بہترین کارساز ہے ۔" (نعم المولیٰ[1] ونعم النصیر) اور فرمایا کہ : "صاحبزادہ مولوی فقیر محمد صاحب اور شیخ کلیم اللہ صاحب دوبارہ لاہور جائیں ۔ مقدمہ میں بہتری کی امید ہے ۔"

شیخ کلیم اللہ صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا کہ "مقدمہ کی سماعت شادی لال کے پاس ہے ، جو ہندو ہے ۔ اور حضرت فرماتے ہیں کہ بہتری کی امید ہے ۔ شاید اس میں کوئی

راز ہو۔" پس دونوں صاحب لاہور تشریف لائے، تو معلوم ہُوا کہ وکیل پٹ مین نے پیشی کی تاریخ ایک دن پیچھے کروادی ہے۔ اور اپیل کی سماعت جج عبد الرؤف اور جج پراڈیوی کے پاس ہوگی۔ پیشی کے دِن وکیل پٹ مین صاحب۔ نیاز علی۔ شاہ نواز خان حاضر ہُوئے۔ اور دو روز وکلاء کی بحث ہوتی رہی۔ جج صاحبان نے حکم دیا کہ "مولانا مولوی غلام حسن صاحب بری ہیں" خدام و مُریدین بہت خوش ہُوئے۔ ہر طرف مبارکبادی کے خطوط اور تاریں ارسال کی گئیں۔ حضرت صاحبزادہ غریب نواز خواجہ محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف بھی وہاں موجود تھے۔ سب لوگ جھنگ مگھیانہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت کو بذریعہ تار پہلے ہی یہ خبر موصول ہوچکی تھی۔ زبانی بھی عرض کی گئی۔ مگر لوگ جلدی کے باعث رہائی کا حکم نامہ حاصل کرنا بھُول گئے۔ اس لیے پانچ روز کے بعد حکم پہنچا۔

جب حضرت غریب نواز جیل سے باہر تشریف لائے تو اِستقبال کے لیے آنے والے لوگوں کا شمار مشکل تھا۔ تمام لوگ ہاتھوں میں مٹھائی کے تھال اور پھولوں کے ہار لے کر حاضر تھے انسانوں کا جمِّ غفیر خوشی سے مالا مال تھا۔ "اللہ اکبر" کے نعرے بلند کیے جارہے تھے۔ کثرتِ ہجوم کی بنا پر تمام لوگ مصافحہ کا شرف حاصل نہ کرسکے۔

آخر آپ صدہا خوشیوں اور مبارکبادیوں کی گونج میں سب سے پہلے اپنے پیر زادہ حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب کے

ہمراہ مُوسیٰ زئی شریف میں پیرانِ کبار کی زیارت کے لیے حاضر ہُوئے۔ حضرت پیرزادہ صاحب نے آپ کو سبز پوشاک عنایت فرمائی۔ اس کے بعد آپ اپنی خانقاہ شریف میں تشریف لائے۔

گرد و نواح کے عقیدت مند کثیر تعداد میں حاضر ہوکر نقدی اور تحائف پیش کرتے رہے۔ ایک ہزار روپیہ خادمِ صادق حاجی فتح محمد صاحب گاذر نے پیش کیا۔ تمام لوگوں نے حسبِ حیثیت نذر پیش کی۔

مقدمہ کا خرچ نو ہزار روپیہ تھا۔ بہت سے حریص لوگوں نے از راہِ بدنیتی حضرت صاحب کے نام پر لوگوں سے چندہ اور مال وصول کیا۔ اور مالا مال ہُوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ فیض کے طفیل مقدمہ کے تمام اخراجات غیب سے مُیسّر ہُوئے۔ دُنیاداروں کے اِحسان کا بار اُٹھانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ہاں مقدمہ کے دَوران مُتوسّلینِ درگاہ نے قرآن پاک اور درود شریف کے لاکھوں ختم کیے۔ اور صدقات و خیرات کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی روزے رکھے۔ والحمد للہ علیٰ ذالك۔

آپ نے رہائی کے بعد ڈیڑھ من گھی خالص دیسی، وکیل پٹ مین کی طرف جناب شیخ کلیم اللہ صاحب کی وساطت سے ارسال فرمایا۔ وکیل موصوف بہت خوش ہُوا۔

ایک روز حضرت نے شیخ کلیم اللہ صاحب سے فرمایا کہ "لذتِ عبادت کہ در جیل بود، در ہیچ جا نظر نے آید۔" عبادت کی جو لذت جیل میں میسر ہوئی، وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں ہوسکی۔

ترجمہ نقل فیصلہ انگریزی عدالت ہائی کورٹ لاہور

صفحہ اپیل مقدمہ نمبر ۱۰۲ ۱۹۲۳ء

اجلاس مسٹر جسٹس عبدالرؤف و مسٹر جسٹس فورڈ صاحبان

اپیل بنارضگی حکم میاں احسان الحق، ایڈیشنل جج شاہ پور بمقام میانوالی۔ مؤرخہ ۸؍ جنوری ۱۹۲۳ء کہ بوجہ اس کی اپیلانٹ سزایاب ہوئے۔ (حضرت) غلام حسن (صاحب) اپیلانٹ بنام سرکار، رسپانڈنٹ۔

جرم زیر دفعہ ۳۰۲/۱۱۱ تعزیراتِ ہند
سزا حبسِ دوام بہ عبور دریائے شور

مسٹر بیون پٹ مین
و محمد نواز۔ وکیلان
منجانب اپیلانٹ وکیل سرکاری

منجانب رسپانڈنٹ

فیصلہ

نور زمان شاہ پر یہ جُرم عائد ہُوا تھا کہ اس نے ۲۸ اگست سنہ ۱۹۲۲ء کو امیر حسین شاہ کو قتل کیا ہے اور (حضرت) غلام حسن (صاحب) پر جُرم زیر دفعہ ۳۰۲/۱۱۱ تعزیراتِ ہند اِعانتِ قتل عائد ہُوا۔ دونوں ان جرائم کے مجرم ثابت ہُوئے اور سیشن جج صاحب نے ان کو سزا حبسِ دوام بہ عبور دریائے شور دی۔

ہماری عدالت میں دو اپیلیں علیٰحدہ علیٰحدہ دائر ہوئیں۔ ان میں ہر دو جرم اور سزا کے متعلق اپیل کی گئی ہے۔ دونوں اپیلوں کو دائر کرنے کے لیے جُدا جُدا وکیل مقرر ہُوئے۔

مقدمہ کے مُختصر واقعات حَسبِ ذیل ہیں

نور زمان شاہ کی اِستدعا پر جو موضع نور پور تھل کا باشندہ ہے (حضرت) غلام حسن (صاحب) یکم محرم کو موضع نور پور تھل میں گئے۔ یہ بھی لکھا ہُوا ہے کہ مؤخر الذکر (نور زمان شاہ) کو (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے تین سال قبل سُنّی بنایا تھا۔ اور نور زمان شاہ اپنے آپ کو ان کا مُرید بتاتا تھا۔

اِستغاثہ کے بیان کے بموجب تاریخ ۴ محرم کو (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو نور زمان شاہ نے یہ دعوت دی کہ وہ اُس کی حویلی میں آئیں۔ اس لیے دونوں اپیل کنندگان بہمراہی ایک شخص (شیخ) عبد الرحیم نامی کے، جس کو (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے

دعوت کے ذریعے ہندو سے مُسلمان بنایا تھا۔ اور دیگر بہت سے مُسلمانوں کے ساتھ نور زمان شاہ کی حویلی کی طرف روانہ ہُوئے۔ حویلی میں داخل ہُوتے وقت مقتول مانع ہُوا۔ اور اس بات پر جھگڑنے لگا کہ وہ اُن کو حویلی میں داخل نہ ہونے دے گا۔ اس جھگڑے میں نور زمان شاہ نے مقتول کو چاقو مارا۔ جس کی ضرب سے وہ جانبر نہ ہُوا۔ اور مرگیا۔ اِستغاثہ کی تائید میں تین عینی گواہ مسمیان حسین شاہ، مُرید حسین شاہ۔ اور بہادر ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تینوں گواہوں کے بیانات کس حد تک ایک دُوسرے کے موافق ہیں، اور ایک گواہ اپنے پہلے بیان پر کہاں تک قائم اور ثابت ہے۔ اِبتدائی رپورٹ میں جو وقوع قتل کے دِن بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۲ء وقوع جرم کے متعلق حسین شاہ کی طرف سے دی گئی ہے۔ اس میں یہ بیان ہے کہ نور زمان شاد (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو اپنے گھر پر لایا تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ عبدالرحیم اور دیگر لوگ بھی ہمراہ تھے۔ نیز کہا کہ جب حویلی کے دروازہ پر پہنچے تو مقتول اُس جگہ کھڑا تھا۔ "مظہر" حسین شاد، مُرید حسین شاہ۔ بہادر، اور دلو بھی موجود تھے۔ نیز کہا کہ مقتول نے (حضرت) غلام حسین (صاحب) کو حویلی میں داخل ہونے سے روکا۔ کیونکہ حویلی میں پردہ دار مستورات موجود تھیں۔ غیر کو اس بات کا حق نہیں، کہ کِسی کی پردہ دری کرے۔

نور زمان شاد نے جواب دیا کہ میں حضرت صاحب کو اپنے گھر لے جارہا ہوں۔ اس معاملہ میں نور زمان شاہ، عبدالرحیم

اور امیر حسین شاہ مقتول کے درمیان جھگڑا پیدا ہوگیا۔ جب امیر حسین شاہ مقتول نے (حضرت) خواجہ غلام حسن (صاحب) کو حویلی میں داخل نہ ہونے دیا، تو (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے نور زمان شاہ کو حکم دیا کہ "مارو"۔

اس جگہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اِبتدائی رپورٹ میں "مارو" سے مُراد "مار ڈالو" لیے گئے ہیں۔ مگر جو لفظ رپورٹ میں لکھا گیا ہے، وہ "مارو" ہے۔ جس کے معنی "زدوکوب" کے ہیں، مار ڈالنے کے نہیں ہیں۔ (اب ہم رپورٹ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔)

حسین شاہ نے بیان کیا کہ (شیخ) عبدالرحیم نے مقتول کے سر کے بالوں کو پکڑ لیا۔ اور نور زمان شاہ نے چُھری سے اُس پر حملہ کیا۔ اور اُس کے پیٹ میں چُھری گھونپ دی۔ مزید برآں یہ بیان کیا کہ بہت آدمی جمع تھے۔

(حضرت) غلام حسین (صاحب) کے ہمراہیوں نے بھی اِس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امیر حسین شاہ کو نور زمان شاہ اور عبدالرحیم نے قتل کیا ہے۔

جہاں تک اِبتدائی رپورٹ کا تعلق ہے یہ مضمون داخلِ شہادت سمجھا جاتا ہے۔ نیز اِستغاثہ اِس سے باہر نہیں ہے۔ اِس صُورت میں حضرت غلام حسن (صاحب) پر اس قدر جُرم عائد ہوتا ہے کہ اُنھوں نے حملہ کی ترغیب دی۔ اِس کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اس کے بعد استغاثہ نے کیا صُورت اِختیار کی۔

معمولی شہادت طلبی کے بعد پہلا گواہ حسین شاہ ہے۔ اُس کی شہادت ۳ جنوری ۱۹۲۳ء کو قلم بند ہُوئی۔ وہ قتل کے حالات اس طرح بیان کرتا ہے کہ پہلے حویلی میں ملزم (نور زمان شاہ) اور عبد الرحیم داخل ہُوئے۔ امیر حسین اُن کے سامنے آگیا۔ اور (حضرت صاحب کو) کہا کہ "تم نے ہم شیعہ لوگوں کے کُفر کا فتوٰے دیا ہے۔ اس لیے اِس مکان میں داخل نہیں ہو سکتے۔"

لیکن نور زمان شاہ اس بات پر مصر تھا کہ وہ حضرت صاحب کو اپنے گھر کے اندر لے جائے گا۔ اس وقت (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے نور زمان شاہ اور عبدالرحیم کو خطاب کر کے کہا: "میں نے تمھیں کہا تھا کہ از رُوئے شرع شیعہ کا مارنا جائز ہے۔"

جس لفظ کا ترجمہ "قتل" کیا گیا ہے، وہ اُردو زبان میں "مارو" ہے۔ اور اِبتدائی رپورٹ مین بھی "مارو" درج ہے، جس کے معنی قتل سے علیحدہ ہیں۔

وکیل کی جرح پر بیان کیا کہ "ہم نے (حضرت صاحب کا) وعظ سُنا تھا۔ اُس وقت (حضرت صاحب نے) وعظ میں بیان فرمایا تھا کہ شیعہ کا قتل کرنا داخلِ ثواب ہے۔ یہ وعظ خود مقتول، دیگر شیعہ اور مُرید حسین شاہ گواہ ثانی نے سُنا تھا۔"

حُسین شاہ نے اپنے بیان میں کہا کہ "میں نے کسی مولوی سے اس قسم کا وعظ نہیں سُنا۔ اور نہ یہ کہ کسی سُنّی نے شیعہ کو مار ڈالا ہو۔"

لیکن جب مُرید حسین شاہ کی شہادت کے بیان میں اِس

موقع پر غور کیا جاتا ہے تو اُس کا بیان ہے کہ " وہ (حضرت) غلام حسن (صاحب) کا وعظ سُننے نہیں گیا تھا۔ اور اس نے یہ نہیں سُنا کہ شیعہ کا قتل کرنا داخلِ ثواب ہے۔"

اس صُورت میں مُرید حسین شاہ کا بیان پہلے گواہ حسین شاہ کے بیان سے اِختلاف رکھتا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ" امیر حسین شاہ نے (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو کہا کہ حویلی میں داخل نہ ہُوں، کیونکہ اس سے پردہ دری ہوتی ہے۔ نور زمان شاہ نے اس سے کہا: میں مہمانوں کو اپنے گھر لے جارہا ہُوں۔ اُس وقت امیر حسین شاہ (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو گالیاں دینے لگا' اور کہا کہ: جب تم شیعہ کو کافر جانتے ہو، اس مقام سے نِکل جاؤ۔ (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے کہا کہ شیعہ کا قتل کرنا جائز ہے۔ اس کو 'مار ڈالو'۔ جانے نہ دو۔ چنانچہ قتل واقع ہُوا۔"

تیسرا گواہ "بہادر" ہے۔ جس نے دوبارہ بیان دیا ہے۔ ایک بیان زیر دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری لکھا گیا ہے۔ دُوسرا بیان عدالت میں بطورِ شہادت دیا۔

پہلا بیان ۳ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ہُوا۔ اُس میں کہا کہ: "امیر حسین شاہ نے (حضرت) غلام حسن (صاحب) اور نور زمان شاہ اور شیخ عبد الرحیم کو بوجہ پردہ داری حویلی میں داخل ہونے سے منع کیا۔ (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے کہا کہ: شیعہ کافر ہیں۔ اور نور زمان شاہ اور شیخ عبد الرحیم کو حکم دیا کہ

امیر حسین شاہ شیعہ کو مار ڈالو"۔

جو شہادت اُس نے سیشن جج کے سامنے دی اس میں یہ اِضافہ کیا ہے کہ: "میں نے مشرقی دروازے پر دیکھا اور سُنا کہ امیر حسین شاہ حویلی کے اندر دو گز کے فاصلے پر کھڑا ہُوا تھا اور ملزمان دروازہ کے درمیان کھڑے تھے۔ اُن کو حویلی میں داخل ہونے کی اجازت اس لیے نہ دی گئی کہ اُنھوں نے شیعہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا"۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ مسمّی بہادر کے پہلے بیان میں اور دو گواہوں کی طرح یہ درج ہے کہ: "میں فقیر صاحب کو بیہودہ باتیں کہنے لگا۔ اور کہا کہ ہمارے مکان میں داخل نہ ہو فقیر صاحب نے ہمراہیوں کو کہا کہ: میں نے تمھیں کہا تھا کہ شیعہ کا قتل داخلِ ثواب ہے۔ اسے مار ڈالو"۔

چوتھا گواہ جس کا ذکر اِبتدائی رپورٹ میں مندرج ہے وہ بھی عینی گواہ ہے۔ یعنی "دلو"۔ مستغیث نے اُسے پیش نہیں کیا۔ جس گواہ کی شہادت ثبوتِ جرم کے لیے ضروری تھی اس کو شہادت کے لیے حاضر نہ کرنے سے ملزم کو جرح کا موقع مل گیا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ جرح و قدح مناسب تھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن لوگوں کا ذکر اِبتدائی رپورٹ میں آیا ہے، اُن کے ساتھ انبوہِ کثیر تھا۔ اس انبوہِ کثیر میں سے کسی کو پیش نہیں کیا گیا۔ فی الحقیقت اِستغاثہ کے گواہ مقتول کے متعلقین میں صرف ایک آدمی، وہ بھی مقتول کے گھر کا ملازم

ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ استغاثہ کو ایسے گواہوں پر منحصر رکھ کر ان کے حق میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر یقین ہوتا کہ گواہوں کا بیان سچّا اور برحق ہے، تو ایسے گواہوں پر حصر کرنا اچھا ہوتا۔ اگرچہ اس کے متعلق کوئی عینی شہادت تائید نہ کرتی تھی۔ اِستغاثہ کے گواہوں کے گواہوں کے بیانات میں بھی اِختلاف ہے۔ اور یہی گواہ شہادتِ عینی میں پیش کیے گئے ہیں۔ ان بیانات کے ساتھ جہاں تک (حضرت) غلام حسن (صاحب) کا تعلق ہے، ہم ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ یہ بیانات شبہ سے خالی ہوں۔

مزید برآں اُن کے بیانات متعدد وجوہ سے ناقابلِ یقین ہیں۔ نیز یہ بات کبھی خیال میں نہیں آسکتی کہ واعظ، جو اچھی صفتوں سے متصف ہو۔ اور اخلاق کے برخلاف کوئی شہادت پیش نہ کی گئی ہو۔ جو اَسّی ۸۰ سال کا سن رسیدہ ہو۔ جو اس گاؤں میں صرف اس لیے آیا ہو کہ شیعہ کے عقائدِ باطلہ کی تردید کرکے اُن کو سُنّی بننے کی ہدایت کرنے کے واسطے دین کے چند مسائل بیان کرے۔ ایسے شخص کو جو اُس کے وعظ و نصیحت کے اثر سے سُنّی ہُوا ہے، یہ ترغیب دے کہ وہ اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو صرف اس وجہ سے قتل کردے کہ وہ اس واعظ کو مُرید کے گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا۔

مقدمہ کی تمام شہادتوں اور وکلاء کی بحث پر غور کرنے کے بعد ہماری رائے یہ ہے کہ واقعہ فی الاصل اِس طرح وقوع میں

آیا کہ : نور زمان شاہ نے (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو برکت دینے کے واسطے اپنے گھر آنے کی دعوت دی ۔ جس سے یہ خیال بھی غالب تھا کہ اس کے رشتہ دار بھی اس تقریب سے راہِ راست پر آجائیں اور مذہب حق قبول کریں ۔ انہی دو خیالوں میں سے ایک خیال تھا ۔ جس کی وجہ سے اس نے واعظ کو اپنی حویلی میں دعوت دی ۔ لیکن کوئی ایسی شہادت پیش نہ ہوئی، جس سے ثابت ہو کہ اس دعوت پر واعظ کے دِل میں فساد اور جھگڑے کا کوئی خیال آیا ہو ۔ اس میں شک نہیں کہ امیر حسین شاہ اور اس کے رشتہ دار اس دعوت کو اچھا نہیں سمجھے کہ ایک ایسا واعظ جس نے ان کی برادری میں سے ایک شخص کو اپنے مذہب سے منحرف کیا ہے، وہ اُن کی حویلی میں داخل ہو ۔ چنانچہ اُنھوں نے حویلی میں داخل ہونے سے بزور منع کیا ۔

ہمارے خیال میں اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ نور زمان شاہ کو یہ ناشائستہ حرکت ناگوار گزری اور منع کرنے والوں کے ساتھ جھگڑا پیش آیا ۔ ہمیں اس بات کا اِطمینان ہے کہ ضرور نور زمان شاہ نے امیر حسین شاہ کے پیٹ میں چُھری ماری، جس کی ضرب سے وہ جانبر نہ ہوسکا ۔

اس امر کے ثبوت میں کوئی یقینی شہادت معلوم نہیں ہوئی کہ جو چاقو عدالت میں پیش کیا گیا ہے، اُسی سے ضرب لگائی گئی یا کسی دیگر آلہ سے ۔ لیکن نور زمان شاہ کا یہ کام بالکل متحقق ہے کہ جھگڑا کرنے کے وقت آلہ اُس کے ہاتھ میں تھا اور اُس نے

اسی آلہ سے مقتول کے پیٹ میں ضرب لگائی ۔

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ گواہانِ استغاثہ نے نورزمان شاہ کے مجرمانہ فعل کا بار اُن (حضرت) غلام حسن (صاحب) کی گردن پر ڈالنے کی کوشش کی ۔ اور اسی خیال کو مدِ نظر رکھ کر اپنے بیانات میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اُن (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو مجرم بنائیں ۔ اور وقوعۂ قتل کے لیے ان کی تائید ثابت کریں ۔ اُن کے جو بیانات اُن کے متعلق ہیں ، ہم اُن کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اِس لیے ہم فیصلہ دیتے ہیں کہ یہ جرم (حضرت) غلام حسن (صاحب) سے وقوع میں نہیں آیا ۔ اور جو شہادت مولوی صاحب مذکور کے برخلاف بیان ہوئی ، ہم اس سے اُن کو اعانتِ قتل کا مجرم قرار نہیں دیتے ۔ البتہ ہم اس شہادت کو نور زمان شاہ کے جرم کے لیے واقعی درست تسلیم کرتے ہیں ۔

ملزمان کی یہ شہادت امیر حسین شاہ کی موت جھگڑے میں واقع ہُوئی اور جس چاقو سے امیر حسین شاہ کی موت واقع ہُوئی ، اُس کے اپنے ہاتھ میں تھا ۔ جس سے وہ تعزیہ کا علم صاف کر رہا تھا ۔ اسی اثنا میں جھگڑا واقع ہُوا ۔ جھگڑے کے دَوران وہ اپنے ہاتھ کے چاقو سے مضروب ہُوا ، اور مر گیا ، بالکل بناوٹ ہے ۔

اور یہ بات ان واقعات کی ضد ہے جو ہمارے خیال میں ثابت ہوچکے ہیں ۔ اِس لیے یہ پایۂ اِعتبار سے ساقط ہے ۔

تمام شہادتوں پر غور کرنے سے اس بات کا اِطمینان ہوجاتا ہے کہ نور زمان شاہ فی الواقع امیر حسین شاہ کا قاتل ہے ۔

ایک سوال قابلِ غور باقی ہے کہ سیشن جج کی مجوزہ کمی سزا کو مکمل سزا پر ترجیح دی جائے یا نہ؟

جس قدر کہ شہادت ہمارے سامنے ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جھگڑا اِتفاقاً پَیدا ہوگیا ہے اور اس سے اِتفاقی طور پر قتل واقع ہُوا ہے۔ نور زمان شاہ فی الواقع جھگڑے سے پہلے غصہ میں تھا۔ جب واعظ کو حویلی میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس کا غصہ زیادہ ہوگیا۔ اور قاتل اور مقتول کے درمیان ایک قسم کی سوزش پَیدا ہُوئی۔ جس سے قتل کا واقعہ ظہور پذیر ہُوا۔

ہمارا خیال ہے کہ واقعات اس قسم کے موجود ہیں کہ سزا کم کرکے عبور دریائے شور کا حکم کیا جائے۔

حسین شاہ، مقتول کے بھائی نے ایزادی سزا کے واسطے درخواست نگرانی پیش کی ہے۔ اور سائل کے وکیل نے ہمارے گوش گزار کی ہے

اس بحث اور ہر دو اپیل کے متعلق ہمارا خیال اس طرح راہنمائی کرتا ہے کہ:

نگرانی کی درخواست خارج کی جائے۔

اور اپیل کے متعلق یہ رائے ہے کہ ہم (حضرت) غلام حسن کی اپیل منظور کرتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف جو حکم ہُوا ہے ہم اُسے منسوخ کرتے ہیں، انھیں رہا کر دینا چاہیے۔

نور زمان شاہ کی اپیل خارج کرکے عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رکھا جاتا ہے۔

۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء
دستخط عدالت

جب نور زمان شاہ کی اپیل نامنظور ہوئی اور اس کی سزا حبسِ دوام بہ عبور دریائے شور بحال رہی تو حضور کو سید مذکور کی رہائی کا فکر دامن گیر ہُوا ۔

جنگِ عظیم کے دَوران بہت سے اُمراء اور دولت مند لوگوں نے نصاریٰ کی اِمداد لشکر و نقد مال سے کی تھی ۔ جن کے مقابلہ میں قومِ ترک جو مسلمانوں کے بادشاہ خلیفۃُ المسلمین کہلاتے تھے، مغلوب ہوگئے تھے ۔ علماءِ ہند نے ان لوگوں پر جنھوں نے اِسلام کے مقابلہ میں نصاریٰ کو مدد دی تھی، کفر کا فتویٰ صادر کیا تھا ۔ اُن اُمراء میں سے ایک شخص عُمر حیات خان ٹوانہ ساکن شاہپور تھا ۔ جس کے دِل میں یہ خیال پختہ ہوگیا کہ وہ اپنے اس خلافِ شرع کام سے توبہ کرے ۔ چنانچہ اس نے اپنی توبہ کی تکمیل کے لیے حضور حضرت صاحب کی دعوت کی ۔ تاکہ آپ کے دستِ مُبارک پر توبہ کرے، اور کفر کا جو اِلزام اس پر لگایا گیا ہے ۔ وہ اس سے پاک ہوجائے ۔

حضور نے اُس کی دعوت قبول فرمائی اور شاہ پور سرگودھا تشریف لے گئے ۔ خان صاحب نے صِدقِ دِل سے توبہ کرنے کے بعد سات سَو روپے نذر کیے ۔ حضرت غریب نواز نے اس کے لینے سے صاف اِنکار فرمایا اور ایک دمڑی بھی نہ لی ۔

حضور نے موقع غنیمت جانتے ہُوئے خان صاحب سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ سیّد نور زمان شاہ کی رہائی میں امداد کریں گے چنانچہ خان صاحب نے وعدہ کیا کہ حضور کا کوئی آدمی سیّد مذکور کی رہائی کے متعلق لاہور میں درخواست لِکھوا کر میرے پاس پہنچادے۔ میں ججانِ ہائی کورٹ سے منظور کروالوں گا۔

سفر سے واپس آنے پر حضور نے مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب کو اس مطلب کے لیے لاہور روانہ فرمایا۔ شیخ صاحب عرضی متعلق طلب معافی سیّد نور زمان شاہ لِکھوا کر چند روز خان صاحب مذکور کی کوٹھی کے گرد پھرتے رہے، لیکن پہرہ والوں کی وجہ سے اُن کی رسائی نہ ہوسکی۔

آخر وکیل پٹ مین کی معرفت وہ عرضی عُمر حیات خان ٹوانہ تک پہنچی۔ خان صاحب نے حسبِ وعدہ ججانِ ہائیکورٹ سے منظور کروائی۔ اور سیّد نور زمان شاہ رہا ہوگیا۔

چونکہ نور زمان شاہ بلا تکلیف رہا ہُوا تھا۔ اپنے گھر پہنچ کر حضور کے تمام اِحسان بھُول گیا۔ اور ایک عورت پر عاشق ہوگیا اور اُس کے خاوند کو زہر دے دیا۔ اس کے جرم میں گرفتار ہُوا، اور پھانسی دیا گیا۔

شیخ عبد الرحیم بھی قتل میں ملزم قرار دیا گیا تھا۔ حضور کے حکم سے رُوپوش ہوگیا۔ اور حضور کے ایک خادم جلال خان کے پاس ٹھہرا رہا۔ اپیل کے منظور ہونے اور حضور کے رہا ہونے کے بعد آپ نے حکیم شہزادہ غلام محمد سے جو شاہان کابل کی

یادگار ہے۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر متعین رہ چکا ہے۔ اور اُس وقت اپنے مُربّہ جات آباد کرنے کے لیے سرگودھا میں مقیم تھا، یہ وعدہ لیا کہ وہ شیخ عبد الرحیم کے متعلق چارہ جوئی کریں گے۔ چنانچہ شاہزادہ صاحب کی میاں احسان الحق سیشن جج کے ساتھ قدیمی دوستی تھی۔

اِتفاقاً میاں صاحب بیمار ہُوئے اور شاہزادہ صاحب کو اپنے عِلاج کے لیے طلب کیا۔ بوقتِ ملاقات شہزادہ صاحب نے میاں صاحب سے اظہار ناراضگی کیا۔ کہ تم لوگوں کے جینے سے تمہارا مرنا بہتر ہے، کیونکہ تم درویشوں کے قید کرنے، اور اُن کو ناحق سزا دینے میں کوشش کرتے ہو۔

جب میاں صاحب کو شاہزادہ صاحب کی ناراضگی کی وجہ معلوم ہوئی تو اُنھوں نے وعدہ کیا کہ میں اس مقدمہ میں شیخ عبدالرحیم صاحب کو بری کردوں گا۔

شاہزادہ صاحب نے راضی ہوکر اُن کا علاج معالجہ شروع کیا۔ میاں صاحب نے اپنے وعدہ کو پُورا کیا اور شیخ صاحب کو بری کردیا۔

جزاہ اللہ احسن الجزاء

باب پنجم

مکاشفات

اِصطلاحِ اہلِ سلوک میں کشف اور مشاہدہ ایک ایسی حالت اور کیفیت کا نام ہے جو حضرات اولیاء اللہ پر وارد ہوتی ہے۔ اِس کو خواب نہیں کہتے۔ البتہ نیند کے مشابہ ہوتی ہے۔ کشف اور مشاہدہ کی تعریف حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مسمّیٰ "تحقیق الرؤیا" میں اِس طرح بیان فرمائی ہے:

وھٰھنا حالة اخریٰ تشتبه بالنوم تسمیٰ بالغیبة فی اِصطلاح اهل السلوك وھی رکود الحواس به بسبب فرط الاستلزاز بمایرد فی القلب من العالم الاعلیٰ و یجذبه من عالم الشهاده الی عالم الغیب و مایشاهد فی هذا تسمّیٰ عندهم مشاهدةً و مکاشفةً۔

یہاں خواب کے سوا ایک اور حالت ہوتی ہے۔ جو بظاہر مشابہ خواب کے ہوتی ہے۔ لیکن حقیقتاً اس کو خواب نہیں کہتے۔ جب سالک کو حواس ظاہری بسبب اس لذت جو کہ انوارِ الٰہیہ سالک کے دِل پر وارد ہوتے ہیں، آرام کرجاتے ہیں اور سالک بے خود ہوجاتا ہے۔ عالمِ کون و فساد سے علیحدہ ہوکر عالمِ غیب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں جو مشاہدات ہوتے ہیں ان کو اہلِ سلوک کشف اور مشاہدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس تعریف سے نیند اور کشف و مشاہدہ میں فرق واضح ہوگیا۔ لیکن طالبِ سلوک کو یہ کیفیت اُس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک وہ پیرِ طریقت کی خدمت میں نہ رہے ؎

گر تو خواہی فاش سرِ سینہا
رو نشین اندر حضورِ اولیا

مگر حضراتِ عالی درجات نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ حالات و کیفیات مقصودِ حقیقی نہیں۔ مقصودِ حقیقی ان سے بلند تر ہے۔ چونکہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا دار و مدار اِتباعِ شریعتِ مُطہرہ اور اتباعِ سُنّتِ کریمہ پر ہے۔ لہٰذا یہ حضرات اِن امور کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ رہا یہ سوال کہ پھر حضرات اہل اللہ اِظہارِ کشف و کرامت کیوں فرماتے ہیں، تو جواب یہ ہے کہ اِس سے مقصود صرف ہدایتِ خلق ہوتی ہے تاکہ مُریدین اپنے پیرِ طریقت کو اپنے حالات سے غافل نہ سمجھیں۔

اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ اولیاء اللہ سے ہر وقت کشف و کرامت کا اِظہار ہوتا رہے۔ لیکن گاہِ گاہِ ضرورتًا ان چیزوں کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ قطب الارشاد حضور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرُہٗ العزیز سے بھی بہت سے مکاشفات کا ظہور ہُوا ہے۔ ان سب کو اگر یکجا کیا جائے تو ایک مستقل دفتر چاہیے۔

لہٰذا ان میں سے چند مکاشفات ذِکر کیے جاتے ہیں تاکہ مُریدین ومخلصین اس سے فیض حاصل کریں۔ اور قارئین کے دِلوں میں اہل اللہ کی محبت پَیدا ہو۔

مکاشفہ کی تصدیق

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں نے قطبُ العالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بنگلہ میں مراقبہ میں دیکھا کہ مولانا قاضی محمد قمردین صاحب کی نمازِ جنازہ حضور حضرت صاحب پڑھا رہے ہیں۔ میں نے اِس واقعہ کی اِطلاع حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ چنانچہ اُسی روز حضرت صاحب، قاضی صاحب موصوف کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اور فقیر پر اِظہارِ خوشنودی فرمایا۔ یعنی مکاشفہ کے درست ہونے کی تصدیق فرمائی۔

بیعت ہوگا، مگر سالک نہ ہوگا

حکیم مولوی کریم بخش صاحب مرحوم سکنہ آڑہ اکبر شاہ کہتے ہیں کہ حضور حضرت صاحب ایک دِن سٹیشن پر تشریف فرما تھے، تو میں نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم ساکن ”دائرہ دین پناہ“ کو بیعت کے لیے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن مولوی صاحب مذکور نے اس وقت بیعت ہونے سے اِنکار کردیا۔ کچھ دیر بعد حضرت صاحب اس مِسکین کی طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا کہ ”یہ مولوی بیعت تو ہوجائے گا مگر سالک نہ ہوگا۔“ چنانچہ چند روز

کے بعد مولوی صاحب نے حاضر ہوکر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مگر سلوک حاصل کرنے سے محروم رہا۔ حضور کا مکاشفہ صحیح ثابت ہُوا۔

اہل و عیال مُسلمان ہوگئے

شیخ فضل دین ساکن نور پور تھل اپنے بھائیوں کے ساتھ حضور حضرت صاحب کے دستِ مُبارک پر مشرف بہ اِسلام ہُوا۔ اور عرض پیش کی کہ حضور میری بیوی اور بچے مسلمان ہونے پر تیار نہیں۔ حضور نے اِرشاد فرمایا کہ "تیرے اہل و عیال چند روز کے بعد مسلمان ہوجائیں گے"۔ شیخ فضل دین حضور کے اِس اِرشادِ گرامی کو سُن کر بہت خوش ہُوا۔ چنانچہ اِسی طرح ہُوا۔ حضور کے اِرشادِ مُبارک کے بعد شیخ فضل دین کے بیوی اور بچے صدقِ دِل سے دائرۂ اِسلام میں داخل ہوگئے۔

اسے مُلاقات کا موقع دیا جائے

ایک شخص کو بہت عرصہ سے حضور حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قدم بوسی کا شوق تھا، مگر دو سال کے بعد اُسے زیارت میسّر ہُوئی حضور حضرت صاحب اُس وقت اُونٹ پر سوار تھے۔ آپ نے اُس شخص کو دیکھ کر اُونٹ کو ٹھہرانے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا کہ اس شخص کو بہت مُدت سے ملاقات کا شوق ہے۔ لہٰذا اسے موقع دیا جائے۔ چنانچہ اُس فردِ مذکور نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

شادی کی اِجازت

منشی خیر محمد صاحب ساکن بغلانی علاقہ تونسہ شریف نے ایک روز حضور کی خدمت میں عرض کیا، جبکہ آپ قیلولہ فرمارہے تھے کہ: "میری بیوی موجود ہے اور میرا والد میری دُوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں حضور کی اجازت کا مُنتظر ہُوں"۔ آپ نے فرمایا کہ "ایک سال کے بعد تجھے شادی کی اجازت ہے"۔ چنانچہ ایک سال سے پہلے ہی منشی صاحب کی پہلی بیوی فوت ہوگئی، اور منشی صاحب نے دُوسری شادی کرلی۔

جلال خان نظر نہیں آتا

سیّد محسن شاہ ساکن راڑہ شمّم نے بیان کیا کہ ماہ ذی قعد ۱۳۵۲ھ میں ایک روز ظہر کی نماز کے وقت چائے نوشی کے بعد آپ نے اِرشاد فرمایا کہ "ریل گاڑی سے چند آدمی آرہے ہیں مگر جلال خان اُن میں نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ معلوم نہیں، اور اُس کا اِنتظار ہے"۔ چنانچہ عصر کے وقت وہ آدمی خانقاہ میں پہنچ گئے اور جلال خان اُن میں نہیں تھا۔

دِل کے خطرہ پر آگاھی

مولوی محمد حیات ساکن سکھانیوالا حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کا مخلص خادم تھا۔ ایک دِن حضور کی خدمت میں کُچھ دُنیادار لوگ

حاضرِ خدمت ہُوئے تو آپ نے پُرتکلف کھانوں سے اُن کی خِدمت و مدارت فرمائی ۔ مولوی صاحب موصوف کے دل میں خیال آیا کہ ہم مخلص خادم ہیں ، مگر ہم پر اس قسم کے پُرتکلف کھانوں کی نوازش کبھی نہیں فرمائی ۔ فقط اتنا خیال آتے ہی حضور حضرت پیر سواگ' مولوی صاحب کی طرف مُتوجہ ہُوئے اور فرمایا : "مولوی صاحب ! اِن لوگوں کی اتنی خاطر مدارت صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ ان کی تالیفِ قلب مقصود ہوتی ہے ۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کسی کو ہدایت نصیب ہوجائے ۔"

فقیر کو خدمت کی حاجت نہیں

مولوی محمد حیات صاحب کی عادت تھی کہ نماز عشاء کے بعد حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ۔ اور اگر کوئی خدمت ہوتی تو بجالاتے ۔ ایک رات عشاء کے بعد مولوی صاحب مذکور مسجد میں بیٹھے رہے ۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہُوئے معًا ان کو خیال آیا کہ آج رات میں حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہُوا ۔ اور کوئی خدمت نہیں کرسکا ۔ شاید میری غیر حاضری کی وجہ سے آپ ناراض ہوں ۔ ابھی اس خیال ہی میں تھے کہ ایک درویش حاضر ہُوا ۔ اور مولوی صاحب سے کہا کہ حضور' آپ کو تسبیح خانہ میں یاد فرمارہے ہیں ۔ جب مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہُوئے تو اِرشاد فرمایا کہ : " فقیر کو کسی خدمت کی ضرورت نہیں ۔"

دونوں مُسلمان ہوجائیں گے

شیخ عبد الحق نومسلم ساکن جھنگ اپنی بیوی کے ساتھ مُسلمان ہوکر چند ایام وہاں رہا۔ اور کچھ دِنوں کے بعد "لیّہ" میں جاکر پھر مُرتد ہوگیا۔ اور ہندؤوں کے ساتھ مل کر ملتان چلاگیا۔ چونکہ حضور حضرت صاحب کو نومسلم شیخ صاحبان سے ازحد محبّت و شفقت ہوتی تھی اور حضور ہر ایک نومسلم شیخ صاحب کی بے اِنتہا خدمت فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ بھی اسی گاڑی میں سوار ہوکر جس میں نومسلم شیخ عبد الحق ہندؤوں کے ساتھ مل کر ملتان جارہا تھا، ملتان چھاؤنی تک تشریف لے گئے کہ شاید عبد الحق واپس آجائے۔ ملتان پہنچ کر حضرت پیر سواگ دُوسری گاڑی پر سوار ہوکر واپس خانقاہ تشریف لائے۔ اور فرمایا شیخ عبد الحق مع بیوی واپس آکر مسلمان ہوگا۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد شیخ عبد الحق اپنی بیوی کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا اور مسلمان ہوگیا۔ اور حضرت غریب نواز کی نظرِ شفقت کے اثر سے آخردم تک اِسلام پر قائم رہا۔

بیمار کو شِفا مِل گئی

حافظ عبد الرشید ساکن چوٹی زیریں کا والد سخت بیمار ہُوا۔ حکیموں نے لاعلاج کردیا اور کہا کہ یہ قریب الموت ہے۔ حافظ عبد الرشید صاحب نے مایوسی کے عالم میں حضرت پیر سواگ کی طرف متوجہ ہوکر عرض کی "حضور دُعا فرمائیں۔" حضور نے حافظ

صاحب کے والد کے لیے دُعا فرمائی ۔ اسی روز حافظ صاحب مذکور کے والد کو افاقہ ہُوا ۔ اور چند دنوں کے بعد بالکل تندرست ہوگیا۔ حافظ صاحب گھر سے روانہ ہوکر خانقاہ شریف میں حضرت پیر سواگ کے حضور حاضر ہُوئے ۔ آپ نے حافظ صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا کہ ” باپ کو مرنے دیا ہوتا۔“

رابطے کے نُقصان کا نتیجہ

شہر داجن علاقہ چودھواں کرڑی شموزئی کا ایک آدمی حضور پیر سواگ کا مُرید تھا ۔ اُس کے لطائف خمسہ جاری اور ذاکر تھے ایک دِن وہ مولوی جمال الدین کے حلقہ میں حاضر ہُوا ۔ اور مولانا موصوف سے توجہ کی اِستدعا کی ۔ مولوی جمال الدین صاحب نے اس پر توجہ کی ، تو اس کے پانچوں لطیفے ذِکر کرنے سے بند ہوگئے وہ سخت پریشان ہُوا ۔ اور نہایت عاجزی و پشیمانی سے خانقاہِ عالیہ سراجیہ حسن آباد تھل حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا ۔ آپ کی قدم بوسی حاصل کی ۔ آپ نے اُسے سخت الفاظ میں تنبیہ کرتے ہُوئے فرمایا کہ ” تو نے مجھے دُور سمجھ لیا تھا۔“

چند روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس کے رابطے کے نقصان کی وجہ سے تھا۔ فقیر نے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں : ؎

درونِ دلق مرصّع کمند ہا دارند
دراز دستیٔ ایں کوتاہ آستیناں بیں

وفات کے دِن کی خبر

مولوی احمد علی صاحب خوجہ ساکن ملتان بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور حضرت پیر سواگ علاقہ جھنگ کی دعوت سے واپس تشریف لاکر ملتان چھاؤنی تشریف لائے ۔ ہم سب خادمانِ ملتان شہر حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے ۔ ہم میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ "جناب خلیفہ جان محمد صاحب سخت بیمار ہیں"۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب مذکور بہت صابر ہے ۔ اور اپنے مدارج میں بہت ترقی کی ہے ۔ جمعرات تک اِنتظار کرنا چاہیے ۔ آپ کی وفات ہوگی"۔

مولوی احمد بخش صاحب کہتے ہیں کہ ہم چند آدمی جوکہ سب حضور کے غلام تھے ، جمعہ کی رات کو خلیفہ مولوی جان محمد کے پاس مزاج پُرسی کے لیے گئے ۔ اور یہ بھی یقین تھا کہ حضور کا اِرشاد پُورا ہوگا ۔ لیکن مولوی صاحب کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ تو رُوبصحت ہیں ۔ ہم حیران ہوکر واپس آئے ۔ جب صبح ہُوئی تو معلوم ہُوا کہ سحری کے وقت مولوی جان محمد صاحب واصل بحق ہوگئے ہیں ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قوم اِجازت نہ دے گی

مولوی احمد علی صاحب مذکور کہتے ہیں کہ اِسی مجلس میں حضرت نے اِرشاد فرمایا: "مولوی جان محمد صاحب کا خیال ہے کہ مسجد

خدکہ کے جنوبی طرف جس حجرہ میں آپ رہتے ہیں اِسی حجرہ میں آپ کو دفن کیا جائے۔ مگر یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ قوم خدکہ اس بات کی اجازت نہ دے گی۔"

چنانچہ حضور کا اِرشاد پُورا ہُوا اور خدکہ ملتان نے حجرہ میں مولوی صاحب کو دفن کرنے کی اجازت نہ دی۔

چائے اور گرمی

مولوی محمد چراغ ساکن واسو ضلع جھنگ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور تسبیح خانہ میں چائے نوش فرمارہے تھے کہ میرے دِل میں خیال گزرا کہ "میں بھی چائے پیتا"۔ حضور نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: "بڑی گرمی ہے"۔ یعنی حضور کا اِس اِرشادِ گرامی سے مولوی صاحب کو سمجھانا مقصود تھا کہ تیری طبیعت چائے کی گرمی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

اِنتقال کی خبر پہلے دی

مولوی رشید احمد ساکن دائرہ دین پناہ، حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اس کو سخت بخار اور دردِ کمر تھا۔ بیماری زیادہ ہوتی گئی حتیٰ کہ اسے ذات الجنب شروع ہوگیا۔ حضور نے اِرشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب! جب تمہارا بخار رفع ہوگا تو تمھیں سواری پر بٹھا کر سٹیشن کروڑ پہنچایا جائے گا۔"

جب نمازِ عشاء ہوگئی تو آپ نے حاجی غلام حسین حکیم

ساکن راں ضلع ملتان کو (جو اس وقت حاضر تھا) فرمایا کہ مولوی رشید احمد سے وصیت نامہ لکھوالو۔ چنانچہ نصف رات تک وصیت نامہ مکمل ہوگیا۔ صبح جب اچھی طرح روشن ہوگئی تو مولوی رشید احمد صاحب اِنتقال فرماگئے۔ حضور نے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی اور اس کے بعد سواری پر ان کو سٹیشن کروڑ تک لائے۔ اور خانقاہِ عالیہ تھل میں جاکر دفن کردیا۔

محفل میں موجود ہے

مولوی محمد رمضان خوجہ ولد گل محمد خوجہ ساکن منکیرہ ضلع میانوالی بیان کرتے ہیں کہ حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے موضع عنایت شاہ میں وعظ فرمایا۔ دَورانِ وعظ آپ نے فرمایا، کہ "میرے مُریدوں میں سے ایک شخص سٹیشن لیہ کی طرف جارہا تھا۔ ایک بیگانہ عورت سے اُس نے بُرائی کا اِرادہ کیا۔ جب دونوں برہنہ ہُوئے تو وہ شخص بُرائی پر قادر نہ ہوسکا۔ اور وہ شخص اِس مجلسِ وعظ میں بیٹھا ہُوا ہے"۔ جب مجلسِ وعظ ختم ہوئی تو اس شخص نے اپنے احباب کے سامنے شرمندگی کا اِظہار کیا۔

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست
دستِ اُو جُز قبضۂ اللہ نیست

دِل کے ارادے پر اِطلاع

ایک دِن حضور حضرت صاحب اپنے ایک رشتہ دار ملک

گانماں کی منگنی پر تشریف لے جارہے تھے ۔ بہاؤ الدین قریشی ساکن گانگی بھی حضور کے ہمراہ تھا ۔ قریشی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ راستہ میں میرے دِل میں خیال گزرا کہ شاید مولوی غلام حیدر صاحب کی مخالفت کی وجہ سے وہاں لڑائی جھگڑا ہوجائے ۔ اگر ایسا ہُوا تو تمام رات بے آرامی میں گزرے گی ۔

حضور حضرت پیرسواگ کسی اور آدمی سے گفتگو فرمارہے تھے فوراً قریشی صاحب کی طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا کہ "قریشی صاحب! آپ فقیر کے ساتھ نہ آئیں ۔ کیونکہ وہاں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے ۔"

قریشی صاحب دِل میں بہت شرمندہ ہُوئے ۔

جب حضور وہاں پہنچے تو جھگڑا وغیرہ نہ ہُوا ۔ اور رات اِنتہائی آرام سے گزری ۔

تمام اوقات وظیفہ میں گزاریں

مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی کہتے ہیں کہ جب مَیں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر شرفِ بیعت حاصل کیا اور گھر واپس آیا تو حسبِ اِرشاد مُراقبہ اور اوراد میں مشغول ہُوا ۔ جب مراقبہ اور اوراد سے فارغ ہوتا تو اکثر مثنوی شریف کا مُطالعہ کیا کرتا تھا ۔

جب دوبارہ حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا کہ : "تم کتاب کا مُطالعہ کیوں کرتے ہو ۔ اپنے تمام اوقات وظیفہ اور اشغالِ ذکر میں گزارنے چاہئیں ۔"

یہ لوگ شریر ہیں

حضرت مولانا مولوی گل حسن صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ جب حضور حضرت صاحب شہر "بلند" روانہ ہوئے تو نُور پُور تھل کے لوگ حضور حضرت صاحب کی خدمت میں دعوت پیش کرنے کے لیے حاضر ہُوئے تو حضور نے فرمایا کہ "نُور پُور تھل کے لوگ شریر اور خون ریز ہیں، لہٰذا میں نہیں جاتا۔"

جب اُن لوگوں نے بہت اِصرار کیا تو حضرت صاحب نے شیخ عبد الرحیم صاحب کو خطاب کرتے ہُوئے فرمایا کہ "ان لوگوں کے اِصرار پر جاتے ہیں۔ (ماشاء اللہ)

چنانچہ حضور نور پور تشریف لے گئے۔ اور اِسی موقع پر نور زمان شاہ کے ہاتھ سے قتل کی واردات ہُوئی۔

تفصیلی واقعہ "باب الکرامات" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس شغل سے کیا حاصل

حضور حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ دریا خان میں تشریف فرما تھے۔ اور وضو کی تیاری فرما رہے تھے۔ سیّد محسن شاہ صاحب حضور کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہُوئے تھے۔ اور حضور حضرت صاحب کے ہاتھوں کی لکیروں کا مُقابلہ اپنے ہاتھ کی لکیروں سے کر رہے تھے۔

جب آپ وضو فرما چکے، تو محسن شاہ صاحب سے

فرمایا کہ : ”شاہ صاحب ! کیا حاصل ہُوا ؟“۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں دِل میں سخت شرمندہ و نادِم ہُوا۔

اسباق شروع کرو، مدرسے کُھل چکے ہیں

مولوی بشیر احمد صاحب ساکن ”دھوا“ بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۴۳ھ کو میں نے تحصیلِ علم کے چھوڑ دینے کا پُختہ ارادہ کرلیا۔ دوست احباب اور اساتذہ نے بہت روکا کہ علم کو ترک کرنے کا اِرادہ نہ کرو۔ بلکہ تکمیلِ علوم کرلو۔ میں گھر سے روانہ ہُوا اور ارادہ کیا کہ حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہوں، جس طرح آپ اِرشاد فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا چنانچہ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور شرفِ قدم بوسی حاصل کیا تو اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کرتا، آپ نے مجھے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا: ”مولوی بشیر احمد جاؤ، مدرسے کُھل رہے ہیں۔ سبق شروع ہونے والے ہیں۔ جلدی جاکر کِتابیں ختم کرو۔ گھر واپس نہ جاؤ۔ کیونکہ کئی موانع پیش آجاتے ہیں“۔

مولوی بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے حکم کے مُطابق سیدھا مُلتان چلا گیا اور کِتابوں کو ختم کرکے واپس ہُوا۔

اِمتحان کے لیے آنے والے کو پہچان لیا

ایک روز حضور پیر سواگ اپنی محفل میں حاضرین کو نصیحت

آمیز ارشادات سے مشرف فرما رہے تھے۔ دَورانِ گفتگو آپ نے فرمایا کہ "ایک شخص فقیر کے اِمتحان کے لیے مجلس میں بیٹھا ہُوا ہے۔ جس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔ اس کا خیال ہے کہ فقیر کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نہیں۔ اور فقیر اس کو ظاہر کرتا ہے یا نہیں ؟"۔ چنانچہ اسی مجلس میں اس شخص نے اِقرار کیا کہ واقعی میں اسی اِرادے سے آیا ہُوا تھا۔

فقیر کی دُعا سے اِیمان مل گیا

سید محسن شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۴؍ ذی قعد ۱۳۵۱ھ میں تمام خادمین خانقاہ عالیہ تھل میں کام میں مصروف تھے۔ ایک سو بیس مہمان موجود تھے۔ روزانہ پنتالیس آدمی حضور کے ساتھ حلقہ میں مراقبہ کرتے تھے۔ ایک دِن مراقبہ سے فارغ ہوکر جب ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے، چائے نوش فرمانے کے بعد آپ نے اِرشاد فرمایا کہ "میں نے آج مراقبہ میں دیکھا ہے کہ ایک شخص بے ایمان ہے۔ میں نے بہت دُعا کی، مگر تا حال قبول نہیں ہُوئی"۔ تمام درویش اور حاضرینِ مجلس پریشان ہُوئے۔ ہر شخص کو خطرہ لاحق ہوگیا اور اپنی ذات پر گمان جاننے لگا، مگر ہیبت اور خوف کی وجہ سے کوئی شخص پُوچھ نہ سکا، پندرہ دِنوں کے بعد حضور نے اِرشاد فرمایا کہ " الحمدُ للہ! اس شخص کے بارے میں فقیر کی دُعا قبول ہوئی ہے۔ اور وہ شخص ایمان دار ہوگیا ہے۔

جلال خان و عطا محمد خان کے اِستفسار پر آپ نے فرمایا "وہ شخص شیر خان ناصر ساکن کڑی معموری ہے۔

حیا آتی ہے ورنہ نام بتا دیتا

رجب ۱۳۳۶ھ میں حضور پیر سواگ شاہ پور سرگودھا میں وعظ فرما رہے تھے۔ اثناء وعظ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ایک شخص زنا کا اِرتکاب کر کے بغیر غسل کے مجلسِ وعظ میں وعظ سُننے کے لیے بیٹھا ہُوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے اِس لیے پردہ پوشی کرتا ہوں، ورنہ اُس کا نام و نسب بتا دیتا۔" وعظ ختم ہونے کے بعد اس شخص نے چند آدمیوں کے سامنے اِقرار کیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ وعظ نشیب دریا خان میں بھی پیش آیا۔

جاؤ وضو کر کے آؤ

ماہِ شعبان ۱۳۵۶ھ میں ضلع جھنگ بستی "باغ" میں آپ تشریف لے گئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "سوّوا صفوفکم" کے مُطابق آپ نماز کے لیے صفیں درست فرمانے لگے۔ دونوں طرف کے آدمیوں کو آپ نے برابر فرمانا شروع کر دیا۔ صف میں دو آدمی بے وضو کھڑے تھے۔ آپ نے اُن کو دیکھ کر فرمایا: "جاؤ وضو کرو"۔

پھر ارشاد فرمایا کہ چونکہ بے وضو نماز ادا کرنا "کفر" ہے، اِس لیے

فقیر نے یہ بات ظاہر کر دی۔"

چنانچہ اُن دونوں نے بے وضو ہونے کا اِقرار کیا۔ اور نیا وضو کر کے نماز میں شامل ہُوئے۔

موزوں کا ایک جوڑا اور بھی آئیگا

مولانا مولوی مُرید احمد صاحب ساکن میبل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ سردی کے موسم میں چرمی موزہ پہنتے تھے آپ خانقاہ شریف میں عصر کا وضو فرما رہے تھے اور میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ "موزوں کا ایک جوڑا اور بھی آئے گا۔"

شام کے بعد دو شخص "کلاچی" سے آئے۔ اور موزوں کا ایک جوڑا حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن واسو آستانہ بیان کرتے ہیں کہ حضور حضرت پیر سواگ ایک دعوت پر جھنگ تشریف لائے اور تمام خُدام حاضرِ خدمت تھے۔ جب لنگر کی تقسیم شروع ہُوئی تو میرے دِل میں خیال گزرا کہ "اللہ تعالیٰ کسی مردِ صالح کے ساتھ کھانے میں شرکت نصیب فرمائے۔" میرے دِل میں یہ خیال آتے ہی حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کہ: "مولوی ابراہیم! آؤ۔ ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہوجاؤ۔"

ناپاک مُقتدی کی خبر

مولوی اللہ بخش صاحب منشی لنگر شریف بیان کرتے ہیں، کہ:
گرہ شریف کے مقام پر حضرت صاحب نے مجھے نمازوں کے لیے امام مقرر فرمایا۔ اور حضور کا حکم تھا کہ "فجر کی نماز میں لمبی سُورتیں پڑھا کرو۔" ایک روز میں فجر کی نماز پڑھا رہا تھا، اچانک سُورت پڑھنے میں بالکل بند ہوگیا۔ نماز تو بہر حال جس طرح پُوری ہُوئی ہوگئی۔ ظہر کے وقت حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ "قرأت میں بند ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ کوئی مقتدی اگر بے وضو ہو تو امام پر اس کا اثر پڑتا ہے۔"

ایک لمحہ سکوت فرمانے کے بعد اِرشاد فرمایا کہ "آج صبح کی نماز میں ایک جُنبی تھا۔"

مولوی اللہ بخش صاحب کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں جتنے آدمی شریک تھے، میں نے ہر ایک سے دریافت کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک آدمی نے اِقرار کیا کہ رات کے وقت مجھے اِحتلام ہوگیا تھا، اور مجھے یاد نہ رہا اور میں نماز میں شامل ہوگیا۔ نماز کے بعد مجھے یاد آیا تو میں نے جاکر غسل کیا اور پھر نماز پڑھی۔

گھر جانا ضروری ہے

حافظ غلام محمد ساکن "چھتہ بختہ" کہتے ہیں کہ ابتدائے حال میں میں سخت غیر مُقلد تھا۔ اور حضرات اولیاء اللہ کا منکر تھا۔ ایک

مرتبہ حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ بیمار ہوئے اور میں حضرت صاحب کے حکم کے مطابق خانقاہ شریف میں حاضر ہوا ۔ اور شربتِ سرخ کی ایک بوتل تیار کی ۔ آپ نے فرمایا ایک اور بوتل بھی تیار کرو ۔ دواؤں کا نسخہ لکھ کر ملک خدا بخش صاحب ملتانی کو دیا گیا کہ وہ ملتان سے ادویہ خرید کر بھیج دیں ۔ میں دواؤں کے آنے کا منتظر تھا کہ ایک روز حضرت صاحب نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ " دوا تیار کرنے کی ترکیب کسی اور کو بتادو اور تم فوراً گھر چلے جاؤ ۔"

میں نے عرض کیا کہ حضور میں دوا تیار کرکے جاؤں گا ۔ آپ نے فرمایا کہ " ابھی چلے جاؤ ۔ تمہارا جانا بہت ضروری ہے ۔" حضور کے ارشاد کے مطابق میں گھر روانہ ہوگیا ۔ جب گھر پہنچا تو میرا لڑکا سخت بیمار تھا اور وہ میرے پہنچنے کے بعد ہی فوت ہوگیا ۔

شیطانی خیال مت لاؤ

حافظ غلام محمد صاحب مذکور کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ خوشاب میں حضور حضرت صاحب کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا ۔ تمام لوگ بیٹھے ہوئے تھے ۔ اسی مجلس میں میرے دل میں ایک شیطانی خطرہ گزرا ۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ " وہ کون ہے جو اس قسم کے شیطانی خیالات دل میں لاتا ہے ۔ میں چاہتا ہوں تم دیندار بن جاؤ ۔ اور تم کدھر کو چلے جارہے ہو ؟ "

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ "میں بہت شرمندہ اور پشیمان ہُوا۔"

پیرو مُرشد باخبر ہے

حضرت مولانا مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب ساکن کوٹلہ جام فرماتے ہیں کہ میں مکھڈ شریف میں علومِ دِینیہ حاصِل کرتا تھا۔ ایک دفعہ اپنے اُستاذ بزرگوار سے اِجازت لے کر خانقاہِ عالیہ کروڑ شریف، حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ چار روز مقیم رہنے کے بعد واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ حضور نے نہایت ہی شفقت و محبت سے مجھ سے اسباق کا حال دریافت فرمایا۔ اور دُعا فرمائی اور تین رُوپے عنایت فرمائے۔ میں نے عرض کی حضور مُختلف قسم کے اساتذہ اور طالب علموں سے ملنے کا اِتفاق ہوتا رہتا ہے۔ آپ میرے ایمان کا ضرور خیال فرماتے رہیں۔

آپ نے فرمایا: "شیخا! کُونج، پہاڑوں میں انڈے دے کر دُور دراز مسافت پر چلی جاتی ہے اور اپنی دِلی توجہ انڈوں پر رکھتی ہے۔ اگر وہ توجہ نہ رکھے تو تمام انڈے خراب ہوجاتے ہیں۔"

حضور کا یہ اِرشاد سُن کر میں نہایت خوش ہُوا۔ اور رخصت لے کر چلا گیا۔

تین سال کے بعد جب میں پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا تو اس عرصہ میں اساتذہ اور ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ جس قدر معاملات اور حالات گزرے تھے وہ ایک ایک کرکے آپ نے

اشارۃً سب ظاہر فرمادیے۔ آپ نے فرمایا: "مُریدین خواہ وہ نزدیک رہتے ہوں یا دُور دراز علاقوں میں، شیخ کبھی اُن سے غافل نہیں ہوتا، بلکہ اُن کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ لہٰذا مُرید کو چاہیے کہ وہ اپنے دِل کی طرف نگاہ رکھے، اور ادب کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے" اور یہ بھی فرمایا کہ: "شیخ اپنے وابستگان خانقاہ اور خادمین سے حقیقی اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔"

والدین اگرچہ اولاد کی ظاہری پرورش کی پُوری کوشش کرتے ہیں مگر بعض اوقات وہ بھی اولاد کی اعانت سے عاجز و درماندہ ہوجاتے ہیں۔ مگر شیخ اپنے غلاموں کو ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی ہر قسم کی پرورش کرتا ہے۔ اور کبھی غافل نہیں ہوتا۔ ماں باپ صرف اولاد کے میلے لباس کو دھوکر صاف کرتے ہیں مگر شیخ مُریدین کے دلوں کو دھوکر پاک صاف کرتا ہے۔

خُدا نے بتا دیا

حضرت مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ یکم اپریل ۱۹۳۱ء مُطابق ۱۳۵۰ھ میں اپنے گھر کے سامنے ایک برآمدہ تعمیر کروارہا تھا۔ لوگوں نے جب شہتیر اٹھا کر دیوار پر رکھنے کا اِرادہ کیا، تو شہتیر اُن کے ہاتھ سے چھُوٹ کر "سلطان ولد بھورا" نامی ایک شخص کی گردن پر گر پڑا۔ وہ شخص اس قدر شدت سے زخمی ہُوا کہ اس کے بچنے کی امید باقی نہ رہی۔ میرا دل بہت غمگین ہُوا اور خیال آیا کہ چونکہ واقعہ میرے گھر میں ہُوا ہے، ممکن ہے

مجھے قتلِ عمد کا ملزم قرار دیا جائے ۔ میں نے اُسی وقت آسمان کی طرف مُنہ کرکے حضور حضرت صاحب کا تصوّر کیا ۔ اور پھر بیمار کو ہسپتال میں داخل کرادیا گیا ۔ دُوسرے روز جب بیمار کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسے بالکل آرام ہے اوہ صحتیاب ہے تمام لوگ حیران ہُوئے کہ کل تو اس کے بچنے کی اور زندہ رہنے کی امید نہ تھی ۔ اور آج مکمل صحتمند ہے ۔

دو چار روز گزرے تو فقیر محمد بخش سندھی میرے پاس آیا ، اور کہا کہ حضرت صاحب تمھیں یاد فرماتے ہیں ۔ مَیں اُسی وقت روانہ ہُوا اور ظہر کے وقت دربار شریف پہنچ کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا ۔ آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے ۔ گھر کا تمام احوال دریافت فرمایا ۔ میں نے عرض کیا : حضور اس وقت تو سب خیریت ہے ۔ مگر اس خادم پر ایک حادثہ گزرا ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص کی گردن پر شہتیر گر پڑا اور وہ قریب الموت ہوگیا مگر اب رُوبصحت ہے ۔

آپ نے فرمایا : ”مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف بتادیا تھا کہ تُونے آسمان کی طرف مُنہ کرکے میری طرف توجہ کی ہے ۔“ مجھے یقین ہوگیا کہ اس قریب الموت کی شفایابی حضرت کی توجہاتِ عالیہ کے تصدق سے ہے ۔

منی آرڈر آگیا

اللہ وسایا قوم مہار ساکن گرمانی بیان کرتا ہے کہ حضور پیر

سواگ لعل عیسن کروڑ کے اسٹیشن پر رونق افروز تھے۔ چٹھی رساں نے حاضر ہوکر چند خطوط آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا چار سو رُوپیہ کا میرا منی آرڈر نہیں آیا؟ اس نے عرض کی حضور اس گاڑی پر تو نہیں آیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ چٹھی رساں پھر حاضر ہُوا۔ اور منی آرڈر پیش کیا کہ جناب دُوسری گاڑی پر آگیا ہے۔

فرزند عطا ہوگا

سید غلام حیدر شاہ صاحب بانروالا ضلع مظفرگڑھ فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا تقریباً سات سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ میرا چونکہ ایک ہی فرزند تھا اس لیے مجھے سخت صدمہ ہُوا۔ چنانچہ میں تسکین کے لیے حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ ایک دن حاضر ہُوا۔ دُوسرے دن آپ چند احباب کے ہمراہ خانقاہِ عالیہ کے باغ میں سیر فرما رہے تھے، میری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا:

"شاہ صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو طویل عُمر فرزند عطا فرمائے۔"

چنانچہ حضرت کی پیش گوئی کے مُطابق اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا، جس کا نام عبدالرزاق ہے۔

ہمارے سلسلہ میں محرومی نہیں

سید غلام حیدر شاہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ بندہ مولوی حامد صاحب کے ہمراہ بیعت ہونے کے لیے حضرت پیر سواگ

رحمہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہُوا ۔ مگر میری طبیعت بیعت کی طرف مائل نہ ہُوئی ۔ دِل میں خیال آیا کہ میں تو سیّد ہُوں ۔ اور پیر صاحب سیّد نہیں ہیں ۔ مولوی حامد صاحب مجھے جلال خان کے پاس لے گئے ۔ انھوں نے گفتگو کی تو بیعت کی ترغیب ہُوئی، نماز ظہر کے بعد حضرت صاحب کے سامنے ہُوا۔ میرے کچھ کہے بغیر آپ نے فرمایا کہ : "شاہ صاحب ! ہمارے طریقہ میں محرومی نہیں ہے ۔ کل آپ کو بیعت کریں گے۔" صبح کے وقت آپ نے بُلا کر بیعت کیا ۔ اور اسم ذات شریف کا وظیفہ اِرشاد فرمایا ۔ بعد میں یہی شاہ صاحب مذکور آپ کے خلیفۂ مجاز بھی ہُوئے ۔

پیدل سفر نہ کریں

شاہ صاحب مذکور بیان فرماتے ہیں کہ بندہ جب بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ "اِس جگہ ہمیشہ پاپیادہ آیا کرو ۔" چنانچہ میں ہمیشہ تیس چالیس کوس کا سفر پیادہ طے کر کے حاضر ہوتا ۔

ایک دفعہ میں مولوی حامد صاحب اور اللہ بخش کمہار کے ہمراہ پیدل سفر کر کے حاضر ہُوا ۔ آپ اُس وقت عصر کا وضو فرما رہے تھے ۔ حضور نے دو قدم آگے چل کر مجھ سے مصافحہ فرمایا ۔ اور خیریت دریافت کی ۔ بندہ چند دِن قیام پذیر رہا ۔ جب رُخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا : "میں بیمار ہوں، تمھاری مشایعت نہیں کرسکتا۔" جب میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چند قدم چلا،

تو حضور نے اِرشاد فرمایا: "شاہ صاحب! آئندہ پا پیادہ سفر نہ کیا کریں۔"

وجہ یہ تھی کہ مجھے اس پیدل سفر میں تکلیف ہوئی مگر میں نے اس کے متعلق حضور سے کچھ عرض نہیں کیا تھا۔

شاید تمھیں کھانا نہیں ملا

شاہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اپنے دوست مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، شام کے وقت ہم دونوں کسی کام کو چلے گئے۔ جب واپس ہُوئے تو عشا کی اذان ہورہی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ لنگر شریف عشاء کے بعد تقسیم ہوگا۔ مگر لنگر عشاء سے پہلے تقسیم ہوچکا تھا۔ اور عشاء کے بعد لوگ آرام کرنے چلے گئے۔ ہم بھی عشاء کے بعد سوگئے۔ صبح کے وقت ہم نے حضور سے اِجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ: شاید تمھیں رات کی روٹی نہیں ملی، اِسی لیے جاتے ہو۔ ٹھہرو، کل چلے جانا۔" حالانکہ لنگر سے روٹی نہ ملنے کا ہم نے کسی سے ذکر تک نہیں کیا تھا۔

گھر چلے جاؤ

فقیر محمد بخش سندھی ساکن دریا خان کہتا ہے کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا، آپ غلہ کشتی میں رکھوا کر خانقاہِ عالیہ لے جارہے تھے، اس وقت دریا میں طغیانی تھی اور کشتی کے لیے

بہت آدمیوں کی ضرورت تھی ۔ لیکن آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ: ”تم فوراً گھر چلے جاؤ“۔

چنانچہ میں نے گھر جانے کا اِرادہ کیا۔ جب گھر پہنچا، تو معلوم ہُوا کہ میرے چار نرگاؤ (بیل) چوری ہوگئے تھے ۔ چنانچہ میں اُن کی جُستجو میں مصروف ہوگیا۔

اسی وقت واپس کیا

فقیر محمد بخش صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خانقاہِ عالیہ میں حاضر ہُوا اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا ۔ حضور کی عادتِ کریمانہ تھی کہ ہر ایک زائر کو کم ازکم ایک ہفتہ تک ضرور ٹھہراتے تھے۔ مگر مجھے اِرشاد فرمایا: ”اِسی وقت واپس گھر چلے جاؤ“۔

آپ کے حکم کے مُطابق میں گھر کو واپس روانہ ہُوا۔ جب گھر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ میری نوجوان لڑکی جو اُس روز تک تندرست تھی، اس کو اچانک خُون کی قے آئی اور فوت ہوگئی۔

دِل کے اِرادے پر واقفیت

مولوی اللہ وسایا صاحب ڈیروی واعظ نے بیان کیا کہ: میں حضور کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہُوا۔ اس وقت شام کی نماز ختم ہوچکی تھی اور حضرت صاحب تسبیح خانہ میں تشریف فرما تھے۔ جب میں تسبیح خانہ میں گیا تو معلوم ہُوا کہ حضرت اس وقت نیند میں ہیں۔ میرے دِل میں خیال آیا کہ مغرب اور عشاء کے

درمیان تو نیند کرنا درست نہیں ہے ۔ اور حضرت صاحب تو خواب فرما رہے ہیں ۔ آپ اُسی وقت نیند سے بیدار ہوکر میری طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا: "حافظ صاحب ! بُوڑھا آدمی ہوں ۔ ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے نیند آگئی ہے ، ورنہ اِس وقت نیند کرنا جائز تو نہیں "۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان سے مجھے اِطمینان حاصل ہُوا اور میں آپ کی بیعت ہُوا ۔

آپ کا کشف

مولوی احمد یار صاحب لوہاچ اور مولوی مٹھہ صاحب قیصرانی' حضور حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آ رہے تھے ، اُس وقت حضور ، شہر لکھانی میں تشریف لائے ہُوئے تھے ۔ راستہ میں مولوی احمد یار صاحب نے کہا کہ حضرت پیر سواگ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست کشف عطا فرمایا ہے ۔ مولوی مٹھہ صاحب نے کہا : "کشف وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے ۔ یہ لوگوں کی خوش عقیدگی ہے"۔

اِتفاقاً راستہ میں چلتے ہُوئے انھوں نے دیکھا کہ "چار آنہ" پڑے ہُوئے ہیں ۔ اُن میں سے ایک نے کہا "اس کا اُٹھانا جائز ہے"۔ دُوسرے نے کہا کہ " جائز نہیں ہے"۔ اتنی بات کہہ کر وہ دونوں "چار آنہ" وہیں چھوڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔

حضور حضرت قبلہ پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ نے مولوی مٹھہ قیصرانی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا : "مولوی صاحب اگر راستہ میں کوئی چیز گری ہُوئی مل جائے ۔ اگرچہ وہ " چار آنہ" ہی کیوں نہ ہوں،

اگر یہ یقین ہو کہ اس کا مالک آئے گا۔ اور اُٹھالے گا۔ اس کا اُٹھانا جائز نہیں اور اگر یہ یقین نہ ہو تو اُس کا اٹھانا جائز ہے۔ اور کسی مسکین کو دے دے۔"

یہ سن کر مولوی صاحب مذکور کو یقین ہوگیا کہ کشف ایک حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو کشف کی دولت عطا فرماتا ہے۔

باب ششم

مکتوبات

یہ وہ مکتوب ہدایت اسلوب ہیں ، جو قطب اولیاء
حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
نے وقتاً فوقتاً حضرت غریب نواز خواجہ مولانا مولوی
حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ العزیز کے نام
بھیجے ہیں ۔ اصل مکتوبِ فارسی اور ساتھ ہی اُن کا
ترجمہ اُردو میں لکھا جاتا ہے ۔

* * *

مؤنسِ بنیانِ محبت و اخلاص ۔ مشفقی مولوی غلام حسن صاحب
اوصلہ اللہ تعالیٰ الی افضل المراتب ۔

از فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از تبلیغِ تسلیمات و دعواتِ ترقیٔ مدارج واضح مے نماید
گزارش حالات فقیر و جمیع متعلقین قرین سلامت و عافیت است
صحت و تندرستی آنصاحب مطلوب القلوب مکتوب شریف دربارہ
اِستفسار احوال افغانان سلیمان خیل کہ مہربان فرمودہ بودند ۔ رسید
موجب دُعا گوئی گردید ۔ تاحال مزدوراں سلیمان خیل باوجود تجسس
و تفحص کثیر دستیاب نشدہ اند ۔

آئندہ باید دید کہ از پردۂ غیب چہ ظہور رسد ۔ زیادہ مقاصد دارین روزی باد ۔ فقیر را ہموارہ دُعا گو و متوجہ ذات سامیہ دانستہ باشند ۔ از ساکن خانقاہ شریف تسلیمات و دعوات ۔

* * *

محبت و اخلاص کی بنیادوں کو مضبوط کرنے والے مشفق مولوی غلام حسن صاحب ۔ خدا تعالیٰ اُن کو بڑے مرتبوں پر پہنچائے۔

از طرف فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدّین عفی عنہ

تسلیمات اور دُعائے ترقئ درجات کے بعد معلوم ہو کہ فقیر اور تمام متعلقین کا حال خیر و عافیت سے ہے ۔ آپ کی صحت اور تندرستی دِل کو مطلوب ہے ۔ آپ کا خط واسطے دریافت حال نغانان سلیمان خیل نے پہنچا ۔ زیادہ دُعا گوئی کا باعث ہُوا ۔ اب تک مزدورانِ سلیمان خیل باوجود بہت جستجو اور تلاش کے نہیں ملے ۔

آئندہ دیکھنا چاہیے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو رہا ہے ۔ زیادہ دونوں جہانوں کے مقاصد حاصل ہوں ۔ فقیر کو ہمیشہ اپنی طرف سے دُعا گو جانیں ۔ خانقاہ شریف کے رہنے والوں سے سلام اور دُعاء ۔

* * *

فضیلت پناہِ حقائق و معارف دستگاہ مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ عن الحوادث و النوائب ۔

از فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

آیا۔ اور حضرات کبار کی غلامی کا اقرار کیا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ مشار اِلیہ کی طرف خط لکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقیٔ درجات اور سلسلۂ عالیہ کی نسبت خاصہ عطا فرمائے۔

ببرکتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کی آل اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے فقیر کو ہمیشہ متوجہ اور دُعاگو جانیں۔

* * *

بخدمت مخلصی ام اخلصی ام مولوی غلام حسن صاحب
بعافیت باشند
از جانب فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ
بعد از تسلیمات و دعواتِ ترقیات مطالعہ نمایند

الحمد للہ والمنۃ کہ مجاری امور فقیر بہمہ لواحقین مقرون بعافیت است۔ والمسئول من اللہ تعالیٰ سلامتکم و عافیتکم و اِستقامتکم علیٰ جادۃ الشریعۃ المصطفویۃ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکملہا۔

مکتوب گرامی امروز قبل از نمازِ ظہر شرف صدور نمود۔ کوائف مندرجہ اش حرف بحرف بوضوح انجامید۔ ارادہ ام چنان است کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ بتاریخ ۱۵ شعبان بطرف خانقاہ شریف موسیٰ زئی روانگی خواہد شد۔ لیکن تعین و قطع نیست یفعل اللہ مایرید۔ شمارا باید کہ اکنوں بدولت خانہ خویش تشریف شریف ببرند۔

من جانب جمیع اہالی خانقاہ شریف تسلیمات موصول باد۔

بعد از تسلیمات و دعواتِ ترقیٔ درجات مشہود ضمیر منیر باد۔ احوال ایں فقیر تا دمِ تحریر بفضلِ ایزد متعالِ مقرون بصحت و اعتدال خیریت و عافیت آں مخلص مدام مسئول و ماموں صحیفہ شریفہ مکرمت لفیفہ در اسعد زمان شرف وصول یافت۔

کوائف مندرجہ اش بمنصۂ ظہور متجلّی گردید۔

الحمد للہ و المنۃ کہ گلاب شاہ قریشی نادم شدہ بخدمت شریف آمد و اقرار بغلامیٔ حضراتِ کبار کرد۔ اِن شاء اللہ العزیز خطے بجانب مومی الیہ ارقام کردہ شود۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آن عزیز را بہ ترقیٔ درجات و نسبتِ خاصۂ ایں طریقہ علیہ بہرہ مند و ممنون فرماید بالنبی وآلہِ الامجاد و اصحابہِ الاجیاد فقیر را دائم متوجہ و دُعا گو تصوّر فرمودہ باشند۔

* * *

فضیلت پناہِ حقائق و معارف دستگاہ مولوی غلام حسن صاحب خُدا تعالیٰ اسے حادثوں اور مصیبتوں سے سلامت رکھے۔

از طرف فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

سلام اور دُعائے ترقیٔ درجات کے بعد معلوم ہو، کہ اِس فقیر کا حال تا دمِ تحریر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہے۔ آں مخلص کی عافیت ہمیشہ مطلوب ہے۔ آپ کا مکتوب، نیک وقت میں پہنچا۔

حالات مندرجہ پُوری طرح معلوم ہُوئے۔

الحمد للہ کہ گلاب شاہ قریشی شرمسار ہوکر آپ کی خدمت میں

* * *

بخدمت مخلصی اخلصی مولوی غلام حسن صاحب

عافیت سے ہوں ۔

از طرف فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد سلام اور دُعائے ترقی درجات معلوم ہو کہ الحمد للہ اس فقیر کے تمام متعلقین کے ساتھ کیفیت حالات بخیریت ہے اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی' عافیت اور شریعت نبویہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ پر اِستقامت کی دُعا کی جاتی ہے ۔

آپ کا مکتوب آج ظہر سے پہلے شرفِ صدور لایا ۔

مندرجہ حالات حرف بحرف معلوم ہُوئے ۔ میرا ارادہ ہے کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ ۱۵ شعبان کو خانقاہ شریف موسیٰ زئی کو روانہ ہوجاؤں ۔ لیکن پختہ یقین نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' وہی ہوتا ہے ۔ آپ کو چاہیے کہ اس وقت اپنے دولت خانہ کو تشریف لے جائیں ۔

خانقاہ شریف کے تمام رہنے والوں کی طرف سے تسلیمات موصول ہوں ۔

* * *

مکرمی ام مولوی غلام حسن صاحب حفظہ اللہ ذو المنن

پس از سلامِ مسنون و عافیت مشحون مطالعہ باد کہ ھر دو مکتوب مرغوب شما مشتمل بر حالات آں جناب کیفیت ارتحال

والدہ ماجدہ آں مکرم ازیں دار ناپائیدار رسیدہ موجب ملامتِ وفیر گردید۔ الم بر الم افزودہ باعثِ اضطرابِ کثیر گشت۔ اللہ تعالیٰ آں جناب را بعافیت داشتہ مرحومہ را قرینِ رحمت و غریقِ بحارِ مغفرت فرماید۔ وشما را بصبرِ جمیل و اجرِ جزیل موفق و مجزی گرداند۔ و درجات قرب را مزیت بخشد۔ بالنون و الصّاد۔

درین جا بفضلہٖ تعالیٰ بہمہ وجوہ خیر است و پیش ازیں یک عدد پوستین ہم دست یکے از سکان ہموں نواح کہ محمد نام داشت از قوم پروا ساکن کانجوکہور ارسال خدمت شدہ و خط اِطلاعی بہ سبیلِ ڈاک مرسل شدہ۔ لاکن تا حال رسیدش نہ رسیدہ باعثِ نگرانیست امید کہ بصورتِ وصولی مطلع خواہند نمود۔ کہ دفع نگرانی شود۔ اہل خانہ را وظیفہ "یا سَلَامُ" نشان دہند کہ روزانہ ھزار بار خواندہ یک لکھ تمام کنندہ و ہمیشہ خواندہ باشند۔ اِن شاء اللہ تعالےٰ عافیت خواہد شد۔

* * *

میرے مکرم مولوی غلام حسن صاحب۔ اللہ اس کا حافظ ہو۔

سلامِ مسنون اور عافیت مشحون کے بعد معلوم ہو کہ آپ کے دونوں خط جن میں آں مکرم کی والدہ ماجدہ کے فوت ہونے کا حال درج تھا، پہنچے۔ جس سے بہت رنج اور ملال پیدا ہُوا اللہ تعالیٰ آپ کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ اور درجات قرب میں اضافہ کرے۔ بحرمتِ النون و الصّاد۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت ہے۔ قبل

ازیں ایک عدد پوستین اس جگہ کے گرد و نواح کے ایک آدمی کے ہاتھ کہ جس کا نام محمد قوم پروا ساکن کانجو کھور تھا، آپ کی خدمت میں ارسال کی جاچکی ہے۔ اور اس کا اطلاعی خط ڈاک میں بھیجا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس کی رسید نہیں پہنچی۔ اِنتظار ہے۔ امید ہے کہ اگر موصول ہوگئی ہو تو رسید سے مطلع فرمائیں گے تاکہ اِنتظار رفع ہو۔ فقط

اپنے اہلِ خانہ کو وظیفہ "یاسَلامُ" بتائیں کہ ہر روز ایک ہزار مرتبہ پڑھتے رہیں تاکہ ایک لاکھ پورا ہو۔ اور ہمیشہ اِس کا وِرد رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آرام ہوجائے گا۔ فقط

* * *

بجناب مکرمت پناہ مکرمی و معظمی مولوی غلام حسن صاحب۔
سلمہُ اللہ تعالیٰ

پس از تسلیمات و دعواتِ مسنون مطالعہ باد کہ نامہ ورود فرمود بہجت و انبساط افزود۔ آنچہ دربارہ تیاری مکان بزمانِ قریب نوشتہ بودند۔ فرحت و سرور بیش از بیش افزود۔ اللہ تعالیٰ آنچہ بخاصانِ خود عطا فرمودہ بآنجناب ارزانی فرماید۔ و از وجہِ دعوات چہ نگاشتہ آید، کہ عبارت قابل آنہا گنجائش نمے دہد۔

خلاصۃ المرام ایں کہ ہمہ تن آن عزیز خیر مجسم و حسن مصوّر گرداند و دربارہ تکمیل نمونہ عمارت نقشہ مجوزہ در پیش است لکن در بلندی گفتہ مے آید کہ از عمارت ڈاک بنگلہ دریاخان دو گز پختہ بلند باشد۔

اگر عزم برآمدہ قبل از تکمیل کمرہ ہا داشتہ باشند، چنانچہ از چوب دیار مفہوم مے شود باید کہ پیل پایہ ہائے برآمدہ مُدوّر خوش نما بسازند کہ برآں پلستر پختہ نمودہ خواہد شد۔

زیادہ بجز دُعا گوئی و توجہات چہ نگاشتہ آید ہمہ متعلقین حضرت خصوصاً غلام حیدر خان صاحب و غازی خان صاحب وغیرہم و حاضرین تسلیمات و دعوات موصول باد۔

* * *

مُحبی ام مخلصی ام مستری جمعہ صاحب۔ سلامت

بعد از تسلیمات دعوات وافیہ معلوم باد کہ در خوبصورتی مکان ہیچ دقیقہ فرو نگزارند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وقتے کہ پیر صاحب نزد فقیر رسید، یک چھکڑا از چونہ پُر نمودہ شما خواہم فرستاد۔ کار باطمینانِ خاطر عُمدہ کنند۔ والدعاء۔ فقط۔ تائیدِ الٰہی شاملِ حال۔

* * *

میرے مخلص دوست مستری جمعہ صاحب

بعد سلام و دُعا معلوم ہو کہ مکان کو خوبصورت بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جس وقت پیر صاحب فقیر کے پاس پہنچیں گے ایک چھکڑا چونہ سے پُر کرکے تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا۔ سب کام دل جمعی کے ساتھ عُمدہ کریں، باقی دُعا۔ فقط

تائیدِ الٰہی تمہارے شاملِ حال ہو۔

* * *

مشفقی مکرمی مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از سلام مسنون و دعوات مشحون واضح مے نماید کہ مکتوب مشتمل بر عدم دستیاب شدن خشت پزاں رسید مافیہا بوضوح انجامید اکنوں کہ مزدوراں یافتہ نمے شوند ایں کار موقوف کنند۔ آئندہ دیدہ باید۔ فقیر را چند روز است کہ عارضۂ تپ و زکام عارض شدہ بود، اکنوں بفضلہٖ تعالیٰ خیر است۔

* * *

مشفق مکرم مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد سلام مسنون و دعوات مشحون واضح ہو کہ آپ کا مکتوب اینٹ پکانے والوں کے نہ ملنے کے متعلق پہنچا۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ اس وقت جبکہ مزدور نہیں ملتے کام کو موقوف کردیں۔ آئندہ دیکھا جائے گا۔ فقیر کو چند روز سے بخار اور زکام کا عارضہ ہوگیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت ہے۔

* * *

فضائل و فواضل پناہ اخلاص آگاہ مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد از تسلیمات و دُعاگوئی وافرہ واضح باد۔ الحمد للہ و المنۃ کہ احوال ایں محال بفضل ایزد متعال باحسن منوال است۔ و المسئول من اللہ تعالیٰ عافیتکم و اِستقامتکم خلاصۃ المرام ایں کہ بتاریخ دوم شوال ازیں مقام روانہ خواہم شد۔ اِطلاعًا مرقوم آں مخلص را باید کہ ہنگامیکہ بدریاخان وارد شویم۔ دراں مقام موجود باشند۔ غالبًا بتاریخ پنجم یا ششم شوال بدریاخان خواہیم رسید و چند روز بدریاخان قیام خواہد ماند۔ اِطلاعًا مرقوم۔

فقیر را متوجہ دُعاگو دانستہ باشند۔

* * *

فضائل و فواضل پناہ محبت و اخلاص آگا مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام و دُعا واضح ہو کہ الحمد للہ کہ اس جگہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے خیریت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی خیریت اور اِستقامت کی دُعا مانگی جاتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بتاریخ ۲؍ شوال اِس جگہ سے روانہ ہوں گے۔ بطور اِطلاع لکھا جاتا ہے کہ جب ہم دریاخان پہنچیں، آپ اس جگہ موجود ہوں۔ ہم غالبًا ۵ یا ۶؍ شوال کو دریاخان پہنچ جائیں گے۔ اور چند روز دریاخان ٹھہریں گے۔ اطلاعًا مرقوم ہے۔ فقیر کو متوجہ اور دُعا گو جانتے رہیں۔

* * *

مکرمی و معظمی مولوی غلام حسن صاحب۔ اوصلہ اللہ تعالیٰ

الیٰ غایۃ المنازل والولایت ۔

بعد از سلام مسنون الاسلام آنکہ احوال این فقیر موجب حمد ایزدی سمیع البصیر است ۔ و المسئول من اللہ سلامتکم و استقامتکم علیٰ جادۃ الشریعۃ الحنفیہ علی صاحبہا الف الف التحیات الصلوٰت و التسلیمات الزکیات وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ الطیّبین و الطاہرین ۔

نامۂ نامی شما رسیدہ و از مافیہا مطلع گردانید فرحت تازہ ومسرّت بے اندازہ بحصول آنجا مید از گریختہ آمدن شیخ عبد اللہ و بحال بودن اِسلامش شکر است کہ امر مخوف تر ہمیں بود ۔ شیخ صاحب ثانی را خداوند کریم بر اِسلام مستقیم دارد ۔ و از اِرتداد پناہ دہد و از دستِ کفارِ بدکار نجات بخشد و آن مخلص را مظفر و منصور فرماید ۔ از کمال کرم کفارِ ناہنجار را مبہوت و مغضوبِ خود فرماید ۔ برائے نتیجہ خیر مقدمہ دُعاگو ۔ و مُنتظر است باید کہ تازہ بتازہ بارسال نامجات از حال مقدمہ و خیریت خویش مطلع و مسرور مے نمودہ باشند کہ باعثِ مزید دُعا گوئی و توجہ و موجب اطمینان فقیر را بہرحال متوجہ حالات سامی خویش دانستہ باشند ۔ فقط

زیادہ خیریت وجمیعت نصیب باد ۔ آمین ۔

* * *

مکرمی ومعظمی جناب مولوی غلام حسن صاحب ۔ اللہ تعالیٰ اس کو ولایت کی اِنتہائی منزلوں پر پہنچائے ۔

بعد سلام مسنون الاسلام آن کہ اس فقیر کا احوال موجب حمد اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے تمھاری سلامتی اورشریعتِ

حنفیہ علیٰ صاحبہا الف الف التحیات والصلوٰت و التسلیمات الزکیات وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ الطیبین و الطاہرین پر تمھاری اِستقامت سوال کی جاتی ہے ۔

آپ کا خط پہنچا ۔ کیفیت سے مطلع ہُوا۔ اس سے بے انداز خُوشی ہُوئی ۔ شیخ عبد اللہ کے بھاگ کر آنے اور اِسلام پر قائم رہنے کے متعلق خُدا کا شکر ہے ۔ اس بات کا زیادہ خوف تھا ۔ اللہ تعالیٰ دُوسرے شیخ صاحب کو اِسلام پر ثابت قدم رکھے ۔ اور مُرتد ہونے سے بچائے ۔ اور کافروں کے ہاتھوں سے نجات دے، اور آن مخلص کو اپنے فضل و کرم سے فتح مند اور کامیاب کرے کفار نابکار کو ناکام اور نامراد فرمائے ۔ مقدمہ کے نتیجہ کے متعلق دُعا گو مُنتظر ہے ۔ چاہیے کہ تازہ حال مقدمہ اور اپنی خیریت سے بذریعہ خط مطلع فرماتے رہیں ۔ کہ باعثِ زیادتی دُعا گوئی و توجہ اور موجب اِطمینان ہو ۔ فقیر کو ہر حال میں اپنے حالات پر متوجہ جانیں ۔ فقط ۔ زیادہ خیریت وجمعیت نصیب ہو ۔ آمین ۔

مشفقی عزیزی محبّت و اخلاص نشان مولوی غلام حسن صاحب
اوصلہ اللہ تعالیٰ الیٰ غایۃ ماتیمناہ

از جانب فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از سلام مسنون و دعوات مشحون مطالعہ نمایند الحمد للہ والمنۃ کہ مجاری احوال فقیر بمعہ متعلقین مستوجب حمد بے پایان ایزد

منان است و المسئول من اللہ العزیز سلامتکم و استقامتکم علیٰ طریقۃ المصطفویہ علیٰ صاحبہا من التحیات اکملہا و من الصلوٰت اتمہا۔

المرام این کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بتاریخ دوم جمادی الاوّل کہ یوم پنج شنبہ است ازیں جا حرکت نمودہ بشب جمعہ کہ چار ماہِ مذکور است بر مکان اسٹیشن دریا خان فروکش خواہم شد۔ اطلاعاً مرقوم۔ فقیر را ہموارہ دُعا گوئی و متوجہ ذات سامی دانستہ باشند۔ از جمیع مجاور خانقاہ شریف تسلیمات و دعوات پذیر باد۔

* * *

مشفقی و عزیزی محبت و اخلاص نشان مولوی، غلام حسن صاحب اللہ تعالیٰ اس کو اپنی تمنا کی انتہا تک پہنچائے۔

از طرف فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد سلام مسنون و دعوات مشحون معلوم ہو۔ الحمد للہ کہ فقیر کا احوال بمع مُتعلقین مستوجب حمد بے پایاں رب المنان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تمہاری سلامتی اور طریقۂ مصطفویہ علیٰ صاحبہا من التحیات اکملہا و من الصلوٰۃ اتمہا پر تمہاری استقامت کا سوال کیا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۲ ماہ جمادی الاوّل کو پنج شنبہ کا دِن ہوگا، اس جگہ سے روانہ ہوکر شب جمعہ ۴ ماہ مذکور مکان اسٹیشن دریا خان پر فروکش ہوں گے۔ اِطلاعاً لکھا جاتا ہے۔

فقیر کو ہمیشہ دُعا گو اور متوجہ ذاتِ گرامی جانیں۔ تمام مجاورانِ خانقاہ شریف کی طرف سے تسلیمات و دعوات قبول ہوں۔

* * *

* * *

بخدمت مکرمی معظمی جناب مولوی غلام حسن صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم الدّین ۔

بعد از سلام مسنون و عافیت مشحون مطالعہ باد کہ پیشتر ازیں خطے بنام شما در گرہ سواگ نوشتہ شد ۔ لیکن امروز معلوم شدہ کہ آنجناب بدریاخان اقامت پذیرند ۔ ازاں قلمی کہ عزمِ فقیر دربارہ تعمیر متبدل شدہ بحافظ محمد صاحب دربارہ اِمتناع ترسیل چوبھا خطے فرستادہ شد ۔ باید کہ اگر قدرے از کار و بارِ ذاتی خود فرصت باید بایں نواحے گرانید ۔

فقیر را در حقِ خود دُعا گو دانند ۔ از احبہ سلام مسنون ۔

از خانقاہ شریف سُون ، ڈاکخانہ کفری ضلع شاہ پور (اب ضلع خوشاب ہے ۔)

* * *

بخدمت مکرمی و معظمی جناب مولوی علام حسن صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم الدّین ۔

بعد از سلام مسنون و عافیت مشحون معلوم ہو کہ اس سے پہلے ایک خط آپ کے نام گرہ سواگ میں لکھا گیا ۔ لیکن آج معلوم ہُوا کہ آپ دریاخان میں ٹھہرے ہُوئے ہیں ۔ لکھا جاتا ہے کہ فقیر کا ارادہ تعمیرِ مکان کے متعلق بدل گیا ہے ۔ حافظ محمد خان ترین کو لکڑیاں نہ بھیجنے کا خط ارسال ہو چکا ہے ۔ چاہیے کہ اگر اپنے ذاتی کاروبار

سے فرصت ہو تو اس جگہ تشریف لائیں۔

فقیر کو اپنے حق میں دُعا گو جانیں۔ تمام دوستوں کی طرف سے سلامِ مسنون۔ از خانقاہ شریف سُون ڈاکخانہ کفری ضلع شاہ پور

* * *

محبت و اخلاص نشان مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد از تسلیمات مسنون و دُعا گوئی بے شمار، واضح باد کہ احوالِ ایں فقیر بمع متعلقین بہ فضل رب العلمین مستوجب حمد است۔ و المسئول من اللہ سلامتکم و استقامتکم۔

خلاصۃ المرام ایں کہ مکتوبِ اخلاص اسلوبِ شما رسید۔ باعثِ مزید دعا گوئی گردید۔ آنچہ درباب تکمیل مکانات تحریر فرمودہ بودند ازاں اطلاع شد۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دہاد۔ اِن شاءاللہ ماہِ صیام دریں مقام خواہیم گزرانید۔ موجب درپیش حضرات گرداناد۔ ایں دُعا از من و از خلقِ جہاں آمین باد۔

اے عزیز! دیدۂ احقر و دِل ہمراہ تست۔ فقیر را علی الدوام متوجہ و دُعا گوئے خویش دانند۔ آنچہ درحق بیماریٔ خویش و برائے سفارش پسرِ خویش نوشتہ بودند۔ مکرما! شمارا از خودے دانیم و پسرِ شمارا مانند پسرِ خویش نوشتن چہ حاجتست ماحصل فقیررا ہر وقت دُعا گو تصوّر نمودہ۔ متوجہ خویش دانند۔ رابطۂ کامل آنست کہ پیر را از نفسِ خود و از زنِ خود و فرزندِ خود ہر چیزے محبوب تر دانند۔ چنانچہ در حدیث شریف آمدہ است لن یومن احدکم

حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین ازیں درجہ کہ کم باشد ۔ آں رابطہ ناقص است ۔

* * *

محبت و اخلاص نشاں مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد تسلیماتِ مسنون و دُعا گوئی بے شمار واضح ہو کہ فقیر کا حال بمع متعلقین اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستوجب حمد ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی اور اِستقامت کی دُعا مانگی جاتی ہے ۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ کا اخلاص نامہ پہنچا ۔ زیادہ دُعاگوئی اور توجہ کا باعث ہُوا ۔ مکانات کی تکمیل کے متعلق جو تحریر فرمایا تھا ، اس کی اِطلاع مِل گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے ۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ روزوں کا مہینہ اس جگہ گزاریں گے ۔ حضرات کی بارگاہ میں قبول ہو ۔ یہ دُعا میری طرف سے ہے اور جہان کی مخلوق کی طرف سے آمین ہو ۔

اے عزیز فقیر کا دِل آپ کے ہمراہ ہے ۔ فقیر کو ہمیشہ اپنی طرف متوجہ اور دُعا گو جانیں ۔ اپنی بیماری اور اپنے فرزند کی سفارش کے متعلق جو لکھا ہے ، میں آپ کو اپنے ایسا جانتا ہوں اور تمہارے فرزند کو مثل اپنے فرزند کے جانتا ہوں ۔ اس کے لکھنے کی کیا حاجت ہے ۔ حاصل یہ کہ فقیر کو ہر وقت اپنا دُعا گو سمجھ کر اپنی طرف متوجہ جانیں ۔ رابطۂ کامل وہ ہے کہ پیر کو اپنی ذات ، اپنی بیوی ، اپنے فرزند اور ہر چیز سے زیادہ محبوب جانیں ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ " کوئی شخص ہرگز ایمان دار نہیں ہوسکتا ، جب تک کہ میں اُسے

اُس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں"۔ اس درجہ سے جو کچھ بھی کم ہو، رابطہ ناقص ہے۔

* * *

محبت و اخلاص نشاں مؤدت و اِختصاص عنوان مولوی غلام حسن صاحب اوصلہ تعالیٰ الیٰ غایۃ المنازل و المراتب۔

از جانب فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد از سلام مسنونہ و ادعیہ مشحونہ مشہود ضمیر منیر گردانیدہ می آیند۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حالِ فقیر باجمیع متعلقین قرین سپاس بے قیاس منعم علی الاطلاق است و نعماء صحت و سلامتی آن صاحب بمع لواحقین خواستہ می آید۔ بہادر شاہ صاحب بمع درو دگر فرستادہ بودند رسیدند۔ موجب مزید دُعا گوئی گردید۔ چونکہ دریں ایام کارِ چاہ ملتوی کردہ شد، لہٰذا ہر دو را واپس کردیم۔ ہرچہ مشیت ایزدی است بظہور خواہد شد۔

اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین آن صاحب را از اسقام و آفات در حفظ و حمایت دارد۔ فقیر را ہموارہ دُعا گو و متوجہ خاندان خویش دانستہ باشند۔ زیادہ دُعا و سلام۔ مدتیست کہ از حالات اہلِ خانہ خویش اِطلاع نہ دادہ است، موجب اِنتظاری است۔ باید کہ بمجرد دیدن از حالات خویش وا وشاں مفصل اِطلاع دہند۔ فقط

* * *

محبت و اخلاص نشاں مؤدت و اختصاص عنوان مولوی غلام حسن

صاحب۔ خدا اس کو منازل اور مراتب کی اِنتہا پر پہنچائے۔

از جانب فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد سلام مسنون اور دُعاہائے مشحون معلوم ہو کہ الحمد للہ فقیر کا حال تمام متعلقین کے ساتھ قرین شکر منعم حقیقی کے ہے۔ آپ کی اور آپ کے تمام لواحقین کی دُعا مانگی جاتی ہے۔ آپ نے بہادر شاہ کو ترکھان کے ساتھ بھیجا تھا، پہنچ گئے۔ اور زیادہ دعاگوئی کا موجب ہُوئے۔ چونکہ ان دنوں چاہ کا کام ملتوی کر دیا گیا ہے اس لیے دونوں کو واپس کر دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی وہی ظاہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے تمام لواحقین کو بیماریوں اور آفتوں سے اپنے حفظ اور حمایت میں رکھے۔ فقیر کو ہمیشہ اپنے خاندان کا دُعاگو اور متوجہ جانیں۔ زیادہ دُعا و سلام۔ بہت مُدت ہُوئی کہ آپ نے اہلِ خانہ کے حالات سے مطلع نہیں کیا۔ اِنتظار ہے۔ چاہیے کہ خط دیکھتے ہی اپنے اور ان کے حالات سے مفصل اِطلاع دیں۔ فقط۔

* * *

بخدمت مکرمت پناہ معظمی ام مولوی غلام حسن صاحب

پس از سلام مسنون و عافیت مشحون مطالعہ باد کہ بحمد اللہ تعالیٰ مرور اوقات فقیر با جمیع متعلقین قرین عافیت است نوید سلامتی آں جناب مدام از جناب خالق الارض و السمٰوٰت مطلوب نامہ نامی

رسیدہ مافیہا را مکشوف ساختہ دراں بارہ امروز بحافظ محمد خان صاحب خط ممانعت ترسیل چوبہا فی الحال بسبب تبدیل عزم سابق نگاشتہ ازاں وز خدمت سامی نگارش است کہ فی الحال کار ملتوی است بشرطِ فرصت از امورِ متعلقہ خود اگر بایں نواحی گرانید خوب چوں کار بمشافہ موقع منحصر است۔ ازاں مناسبِ حال خواہد بود براں موقع گفتہ خواہد شد اِن شاء اللہ تعالیٰ

* * *

بخدمت مکرمت پناہ معظمی ام مولوی غلام حسن صاحب

بعد سلام مسنون و عافیت مشحون معلوم ہو کہ الحمد للہ اس فقیر کا حال بمع متعلقین قرین عافیت ہے۔ آپ کی سلامتی جنابِ الٰہی سے مطلوب ہے۔ آپ کا خط ملا، کیفیت معلوم ہوئی۔ چونکہ پہلا ارادہ بدل چکا ہے، آج حافظ محمد خان صاحب کو لکڑیاں بھیجنے کے متعلق ممانعت کا خط لکھ دیا گیا ہے۔ اس لیے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ اس وقت کام ملتوی ہے۔ اگر اپنے متعلقہ کاموں سے فرست ہو تو اس طرف چلے آئیں، اچھا ہوگا۔ جب کام کے لیے ملاحظہ ضروری ہے۔ اس لیے مناسب حال جو کچھ ہوگا، اس موقع پر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

* * *

مکرمی مشفقی جناب فضائل مآب مولوی غلام حسن صاحب
حفظ اللہ من المصائب۔

از فقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از تسلیمات و وافیات آنکہ مکتوب شریف مشتمل بر عروض عارضہ تپ برخوردار فقیر محمد طال عمرہٗ مع علمہ و عملہ رسید ۔ محزون و ملول گردانیدہ شافی علی الاطلاق از شفا خانۂ غیب شفائے عاجلہ وصحت کاملہ نصیب برخوردار گرداند ۔ و از جمیع عوارض و حوادث آفاقی و انفسی آں جناب را بمع جمیع متعلقین بحفظ و پناہ خویش داراد ۔ بمنہٖ و کرمہٖ و از برکات و فیوضات حضراتِ گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم بہرہ وافی و ارزانی فیض داشتہ و فیض بخش عالم و عالمیان گرداناد ۔ فقط ۔

* * *

مکرمی مشفقی جناب فضائل مآب مولوی غلام حسن صاحب

خدا اس کو مصیبتوں سے محفوظ رکھے ۔

از فقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد تسلیمات و دعوات وافیہ معلوم ہو کہ آپ کا خط جس میں برخوردار فقیر محمد طال عمرہ مع علمہ و عملہ کے بخار سے بیمار ہونے کے متعلق لکھا ہوا تھا' پہنچا ۔ طبیعت کو تشویش ہوئی ۔ شافیٔ مطلق اپنے شفا خانۂ غیب سے شفائے عاجلہ اور صحتِ کاملہ برخوردار کو نصیب کرے اور تمام حادثاتِ آفاقی و انفسی سے جناب کو بمع تمام متعلقین اپنے حفظ و پناہ میں رکھے ۔ بمنہٖ و کرمہٖ اور برکات و فیوضات حضراتِ گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم سے کافی حصہ عطا فرمائے اور جہان والوں کو فیض پہنچائے ۔ فقط ۔

* * *

برخوردار عزیزی و مخلصی میاں فقیر محمد صاحب صانہ اللہ تعالےٰ عن آفتہ الدارین ۔

بعد از السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ واضح لائح بضمیر باد. کہ خط آں مخلص رسیدہ ، فرحت کشیدہ ۔ مافیہا بوضوح انجامید ۔ حالِ فقیر بمع لواحقین مقرون حمد ایزد است ۔ و شکایات عدم ارسالِ جواب بجاست ۔ لیکن فقیر معذور است ، چراکہ بکارِ خود مشغول ہستم و منشی ہا ہم در تحریر مصروف ہستند مگر از یومیہ آں محب را فراموش نہ کردہ آمد ۔ وقتے کہ خط آں برخوردار مے آید آں برخوردار را بدُعا بخلوص بیاد کردہ آید ۔ اللہ جل و علا شانہٗ آں رفیق راعلم باعمل نصیب و ممنون فرماید ۔ زیادہ سلام مع اِحتشام بجناب مولوی صاحب و دیگر درویشان را السلام علیکم معروض باد ۔

* * *

برخوردار عزیزی و مخلصی میاں فقیر محمد صاحب ۔ خُدا اُسے آفاتِ دارین سے محفوظ رکھے ۔

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ واضح ہو کہ آں مخلص کا خط پہنچا ۔ کیفیت معلوم ہوئی ۔ فقیر کا حال بمع لواحقین حمدِ الٰہی کے قرین ہے ۔ جواب نہ بھیجنے کی شکایت درست ہے ۔ لیکن فقیر معذور ہے کیونکہ اپنے کام میں مشغول ہوں' اور منشی بھی تحریر میں مصروف ہیں ۔ مگر ہر روز آں محب کو فراموش نہیں کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ برخوردار کو علم باعمل نصیب فرمائے۔ زیادہ سلام بع اِختتام۔ جناب مولوی صاحب اور دیگر درویشوں کی خدمت میں السلام علیکم معروض ہو۔

بعد تبلیغ و دعوات ارسال التحیات و التسلیمات بخدمت گرامی مکرمی جناب مولوی غلام حسن صاحب مے رساند۔

گرامی نامہ مشتمل بر حالات خبر گیری اعزی محمد شہباز خان رسیدہ باعث خوشنودی و رضامندی و مزید دعوات و توجہات شدیدہ فوق از قبل گردید۔ اللہ تعالیٰ ہموارہٗ آں جناب را بعافیت و اِستقامت داشتہ باتباعِ سُنت سنیہ نبویہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و التحیہ و طریقہ مرضیہ حضرات کرام علیہم الرضوان رب البریہ مستقیم مستدیم دارد۔ و از رقیت ماسوائے کلی مستخلص نمودہ۔ گرفتار ذات یگانہ خویش فرماید۔ و از رشد و فیوضات مشائخ عظام بہرہ کامل و نصیب وافر عطا فرمودہ۔ باعثِ ہدایت خلق و اِنتشار فیض حضرات گرامی گرداناد۔ بالنون و الصاد۔ خط محمد شہباز خان مشتمل بر حالات خبر گیری ازاں جناب ہم خاطر جمع نمایند۔ و فقیر را پیوستہ بہمہ لحظہ متوجہ و دُعا گوئے خود دانند و از متعلقین خانقاہ شریف اسما باسم فرادی فرادی تسلیمات و تکریمات مطالعہ نمایند۔ فقیر محمد سراج الدین عفا اللہ عنہ۔

از خانقاہ شریف موسیٰ زئی ۲ر شوال یوم چہارشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ جناب مخدومی مکرمی مولوی غلام حسن صاحب سلم ربہ

از فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از تسلیماتِ مسنونہ و دعوات واضح نمایند فقیر بہمہ رفقاء بحمد اللہ سبحانہ قرین عافیت است۔ و المسئول من اللہ سبحانہ سلامتکم و استقامتکم، از بمبی بنام آن جناب خط فرستادہ بودم۔ امید است کہ رسیدہ باشد

الحمد للہ کہ دریں اثناء از ہیچ وجہ تکلیفے و مکروہے نہ رسیدہ۔ و بامن و امان واصلِ منزلِ مقصود شدیم۔ اِن شاء اللہ تعالےٰ تا بست و دو ذی القعدہ ازیں جا بطرف مکہ مُبارکہ روانہ خواہیم شد۔ فقیر در جمیع امکنہ برائے آن جناب دُعا کردہ ام، اُو جل شانہٗ مقرون باجابت کناد از قریب مجیب۔ از طرف اعزی محمد مقبول صاحب و ملا صدرو و مولوی محمد عیسٰی خان صاحب۔ جناب قاضی قمر الدین صاحب و جناب ابو محمد برکت علی شاہ صاحب و احمد خان عفی عنہ و جناب اکبر علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔

والسلام الراقم فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ ۱۷ ذی القعدہ چہار شنبہ از مدینہ طیبہ۔

بعد تسلیمات و دعوات ، بخدمت گرامی مکرمی جناب مولوی غلام حسن صاحب ۔ معلوم ہو کہ :

آپ کا خط متعلق حالات خبر گیری اعزی محمد شہباز خان پہنچا خوشنودی، رضامندی اور زیادہ دعوات و توجہات کا باعث ہُوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آں جناب کو عافیت اور اِستقامت سے رکھے ۔ اور سُنتِ نبویہ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہ الصلوٰۃ و السلام اور حضرات رامِ رضی اللہ عنہم کے طریقہ مرضیہ پر ثابت قدم رکھے۔ ماسوائے کی غلامی سے بخوبی نجات دے کر اپنی ذاتِ یگانہ کا گرفتار بنائے ۔ مشائخ عظام کے رشد اور فیوضات سے کامل حِصّہ نصیب فرمائے ۔ جو خلق اللہ کی ہدایت اور حضراتِ گرامی کے فیوضات کی اِشاعت کا باعث ہو، بالنّون والصّاد۔ خط محمد شہباز خان کا، آن جناب کی خبر گیری کے حالات کے متعلق بھی پہنچا ہے ۔ خاطر جمع رکھیں ۔ اور فقیر کو ہر لحظہ متوجہ، اور اور اپنا دُعا گو جانیں ۔ از طرف متعلقین خانقاہ شریف فرداً فرداً تسلیمات مطالعہ ہوں ۔ والسّلام

فقیر محمد سراج الدین عفا عنہ

از خانقاہ شریف موسیٰ زئی

۲ر شوال روز چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سلامتی ہو ان بندوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے چُن لیا ہے۔ جناب مخدومی مکرمی مولوی غلام حسن صاحب اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

از فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

تسلیمات اور دعوات مسنون کے بعد آپ پر واضح ہو کہ الحمد للہ فقیر تمام رفیقوں کے ساتھ عافیت سے ہے۔ اور آپ کی سلامتی اور اِستقامت ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے سوال کی جاتی ہے۔ آپ کے نام بمبئی سے ایک خط لکھا تھا، امید ہے کہ وہ پہنچا ہوگا۔ ہم بُدھ کے روز ستائیسویں شوال جدہ شریف سے خشکی کے راستے سے روانہ ہوکر سات ذی القعدہ بروز اِتوار مدینہ شریف میں داخل ہُوئے۔

الحمد للہ کہ اس سفر میں کسی قسم کا حادثہ اور تکلیف نہیں پہنچی۔ اور امن و امان کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ ہم بائیس ذی القعدہ تک مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوجائیں گے۔ جناب کے متعلق تمام مُتبرک مقامات پر دُعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دُعاؤں کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دُعا قبول کرنے والا ہے۔ ازطرف عزیز محمد مقبول صاحب اور ملا صدرد مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب اور جناب قاضی قمرالدین صاحب اور جناب ابو محمد برکت علی شاہ صاحب و احمد خان عفی عنہ اور جناب اکبر علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔ والسلام

الراقم فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ ۱۷ر ذی القعدہ بروز چہارشنبہ۔

وہ مکتوبات جو حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے اپنے مُریدین کی طرف لکھے

اگر دُورم مرا نزدیک جانی   فراموشی مکن اے یار جانی

بخدمتِ اخی دینی و محب یقینی محب صادق خان محمد خان
سلمہ الرحمٰن الیٰ یوم المیزان

از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس جگہ خیر خیریت ہے۔ اور خیر خیریت آں جناب کی از درگاہ ایزد لایزال مطلوبُ القلوبُ المرام ایں کہ سرفراز نامہ جناب کا نزد اس عاجز پہنچا۔ حال مندرجہ مافیہا سے آگاہی ہُوئی۔ اے محبِ صادق اس عاجز کو ہر وقت اور ہر لحظہ دُعا گو تصور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحب کے کام دینی، و دُنیاوی سرانجام فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اے محبِ صادق ہر وقت اور ہر ایک لحظہ سوا یادگیری اللہ تعالیٰ کے نہ گزاریں۔ اور کوئی وقت اور کوئی لحظہ خالی نہ رکھیں۔

حتی الوسع نماز باجماعت گزاریں۔ کھانے اور پینے میں کوشش حلال کی فرمائیں۔ پھر لذت اور حلاوت نامِ خدا تعالیٰ کی پائیں۔

زیادہ السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

۴ شوال

محبت و اخلاص نشان مخلصی و مکرمی جناب خان محمد خان سلمہ الرحمٰن اِلیٰ یوم المیزان ۔

از فقیر حقیر لاشئ غلام حسن عُفِیَ عَنہٗ

بعد از ترسیل سلام مسنون و دعوات مشحون، مکشوف رائے عالی ہو کہ احوال این جا بعونِ الٰہی من جمیع الوجوہ، قرینِ عافیت ہے ۔ عافیتِ دارین آں صاحب خواہد شد ۔ خدا تعالےٰ آں صاحب کو بمع جملہ احباء و اقرباء جمیع مصائب و نوائب دارین و حوادثاتِ ارضی و سماوی سے تا ابد الدہر محفوظ رکھے ۔ جملہ مقاصد القلوب برلائے ۔ بلطف کرم عمیم، آں کریم بمنزل مقصود فرمائے ۔ آمین ۔ کرم باید کہ دائم در ہمہ وقت و ہمہ حال اوقات عزیزہ را بذکرِ الٰہی کہ باعث سعادتِ دارین، و دولتِ کونین ہے ۔ معمور رکھیں ۔ حتی کہ کوئی لحظہ و لمحہ غفلت میں نہ گزاریں کہ تضییع کی درجات ہے ؎

ذکر گو ذکر تا ترا جان است
کہ پاکئ دِل زِ ذکرِ رحمٰن است

برکات و فیوضات حضراتِ گرامی قدس سرہم السامی سے مستفیض و مالا مال فرمائیں ۔ آمین ثم آمین ۔ بندہ کو ہموارہ تہِ دِل سے متوجہ و دعا گو تصور فرمائیں ۔ زیادہ دُعا ۔ جمیع احباء کو درجہ بدرجہ نام بنام السلام علیکم و الدعاء ۔

بشرفِ خدمت، مصدرِ شرافت و اخلاص
مکرمی خان محمد صاحب خان سلمہ الرحمٰن عن جمیع المصائب
از جانب فقیر حقیر لاشیٔ غلام حسن عفی عنہ

بعد از ترسیل سلام مسنون و دعوات مشحون مکشوف رائے عالی ہو کہ احوالِ فقیر بمع عزیزان و لواحقان قرین عافیت بحمد ایزدی ہے۔ و ترقی مدارج دارین مخلص خیر اندیش مدام مسئول من اللہ ہے۔ خلاصہ مرام یہ ہے، کہ خط مرسلہ جناب کا مِل کر، کاشفِ حالات ہُوا۔

خداوند کریم مخلص صمیم کو برکات و فیوضات حضراتِ گرامی قدس سرہم سے تاقیامت مالا مال اور مستفیض فرما کر منزلِ مقصود تک پہنچائے۔ اور اِستقامت شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔

چاہیے کہ آپ اپنے اوقاتِ عزیزہ کو یادِ خُدا میں بسر کریں۔ خدا تعالیٰ خود ناصر ہے۔ امید ہے کہ پردۂ غیب سے الطافِ کریمانہ فرمائے گا۔

تصورِ مشائخ جزوِ اعظم ہے۔ لوحِ دل سے نہ بھلائیں، کہ دارو مدارِ سلوک اسی پر ہے۔ متوکل علی اللہ رہیں۔ اور فقیر را ہموارہ متوجہ و دُعا گو تصور فرمائیں۔ زیادہ دُعا۔

بشرف خدمت مصدرِ شرافت و عقیدت مکرمی جناب مولوی محمد حیات صاحب سلمہ الولی الواہب عن جمیع المصائب۔

از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

خط مرسلہ جناب کا موصول ہوکر کاشفِ حالات ہُوا۔ مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ الحمد للہ کہ واہب العطیات شفاخانہ غیب سے شفاء کاملہ مرحمت فرمائی ہے۔ روز افزوں باد۔ امین۔ دستِ دُعا ہے کہ آئندہ حافظ حقیقی جمیع حوادثات و عوارض دارین سے نجاتِ ابدی عطا فرماکر برکات وفیوضات حضراتِ گرامی قدس سرہم سے مالا مال و مستفیض فرمائیں۔ ادر منزلِ مقصود کو پہنچائیں۔ دنیا و آخرت یں عزت مزید نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔

تعویذ ارسالِ خدمت ہے۔ فقیر کو ہموارہ متوجہ بدعاءِ خیر تصور فرمائیں۔ و نویساں حالات خیر عافیت سے ممتاز کہ موجب تسکین ہو۔ زیادہ دُعا۔ درجہ بدرجہ نام بنام السلام علیکم والدعاء۔

بشرافت و عقیدت پناہ مکرمی مولوی محمد حیات صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع المصائب۔

از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

خط جناب کا مشتمل بر علالت طبع مبارک کے شرف صدور ہو کر کاشت حالات مافیہا ہُوا۔ مزید دُعا گوئی ہوئی۔ شافیٔ مطلق، حکیم برحق شفیق خیر اندیش کو شفاخانۂ غیب سے شفاء کاملہ مرحمت فرمائے۔ وجمیع مصائب و حوادث عارضی ولاحق سے نجات ابدی عطا فرما کر مسرتِ دارین عطا فرمائیں۔ آمین۔

تعویز ارسالِ خدمت ہے۔ یکے ازاں اوّل پنبہ میں، بعدہ موم میں، بعدہ پارچہ میں، بعدہٗ چرم دوز بنا کر گلے میں باندھیں۔ اور باقی تعویز علی الصباح باوضو پانی میں گھول کر نوش فرمایا کریں۔ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کیفیت سرگزشت سے مطلع فرمائیں کہ دِل کو بے تابانہ کشش دامن گیر ہے۔ تسکین ہووے ہموارہ ہرگونہ متوجہ دعاگو تصور فرمائیں۔

زیادہ دُعا درجہ بدرجہ نام بنام السلام علیکم والدعاء

۱۵رذوالحجہ شریف ۱۳۵۳ھ

* * *

بشرفِ خدمت مصدر شرافت مظہر سعادت مکرمی جناب مولوی محمد حیات صاحب ادصلہ اللہ تعالیٰ الیٰ غایۃ مایتمناہ

از جانب فقیر حقیر لاشیٔ غلام حسن عفی عنہ

بعد از ترسیل مسنون بشرف ملاقات واضح رائے مشرف باد کہ مرورِ ادقات فقیر بمع جملہ لواحقین قرین عافیت بحمد ایزدی ہے۔

طلبِ عافیت و سعادت دارین آں محب بے ریاء مدام مسئول من اللہ ہے ۔

خلاصہ مرام یہ ہے کہ مہربان نامہ راحت شمامہ مرسلہ جناب کا شرف صدور ہو کر کاشفِ حالات ہُوا ۔ کیفیت سرگزشت سے آگاہی ہوئی ۔ خداوند کریم بفضلِ عمیم آں شفیق خیراندیش کو جمیع حوادث و نوائب گردشِ ایام ناساعد سے ابد الدہر مامون و محفوظ فرما کر منزل مقصود پر پہنچائے ۔ و برکاتِ فیوضات حضرات گرامی قدس سرہم سے تاقیامِ قیامت مستفیض فرمائے ۔ و باعزت بخت سلسلۂ شریعت پر مستقیم رکھے ۔ آمین ثم آمین ۔

فقیر بفضلہٖ تعالیٰ بخیر و عافیت سفرِ جھنگ طے کر کے خانقاہ شریف سراجیہ حسن آباد میں مقیم ہے ۔ و نتیجہ خیر کے واسطے طالب دُعا تصور فرمائیں ۔

زیادہ دُعاء ۔ ۷؍ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ

باب ہفتم

حالاتِ مشائخ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مسلسلاً منتہیاً الی النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

الٰہی بحرمت

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سید المرسلین، شفیع المذنبین، محبوب ربّ العالمین، امام الاولین والاٰخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نسب نامہ یہ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔

اور آپ کی والدہ محترمہ کا نسب نامہ یہ ہے:

حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

آپ کی ولادت باسعادت رفعِ عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد بارہ ۱۲ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ (پیر) ہُوئی۔ چالیس سال کی عمر شریف میں اعلانِ نبوت فرمایا۔ اور ترپن ۵۳ سال کی عمر میں ہجرت فرمائی۔ تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر شریف میں حضور کا وصال بروز پیر ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ کو ہُوا۔

چہ گویم وصفِ تو اے شاہِ لولاک — کہ شانت برتر است از فہم و ادراک
کلیم اللہ برطور و تو بر عرش — چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

روضۂ مبارک مدینہ منورہ سلمہا اللہ تعالےٰ میں ہے۔

الٰہی بحرمت

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ کا اسم شریف عبد اللہ بن عثمان بن عامر ہے۔ اور والدہ محترمہ کا نام سلمٰی بنت صخر ہے۔ آپ کا نسب شریف ساتویں پشت میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ ولادت باسعادت عام الفیل سے دو سال چار ماہ بعد ہوئی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں آپ کا وصال ہُوا۔ قبر شریف مرقدِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متصل ہے۔

علیٰ ساکنہ الف الف تحیات

اِلٰہی بحرمت

صاحب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، آپ کو سلمان بن اِسلام، اور سلمان خیر بھی کہتے ہیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق اِرشاد فرمایا: "سلمان منا اہل البیت"۔ سلمان

ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

فارس سے ہجرت کرکے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جلیل القدر صحابی اور اصحابِ صُفّہ میں سے ہیں۔ باوجود شرفِ صحبتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، آپ نے طریقت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا۔ ٣٣ھ کو بعمر دو سو پچاس ٢٥٠ سال اور بقولِ دیگر تین سو پچاس ٣٥٠ سال مدائن میں وفات پائی۔

الٰہی بحرمت

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کبار تابعین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے سات بڑے فقیہوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی پھوپھی حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تربیت حاصل کی۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا۔

چوبیس ٢٤ جمادی الاولیٰ ١٠١ھ میں وفات پائی۔

آپ کا مزارِ مبارک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔

الٰهی بحرمت

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت "ابو عبد اللہ"۔ اسم گرامی "جعفر" اور لقب "صادق" ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے:

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ علوم ظاہرہ و باطنہ میں بے مثال اور اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد سے ہے۔ آپ کو صدق مقال کی بنا پر صادق کہا جاتا ہے۔ بروز پیر ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ میں آپ کی ولادت ہے۔ اور ۱۵ رجب ۱۴۸ھ بروز پیر بعمر اڑسٹھ سال آپ کی وفات ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار جنتُ البقیع شریف میں واقع ہے۔

امام مالک، امام ابو حنیفہ، یحییٰ بن سعید، ابن جریر، محمد بن اسحاق، موسیٰ بن جعفر، سفیان ثوری اور سفیان بن عُیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے شاگرد ہیں۔

الٰهی بحرمت

سُلطانُ العارفین حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کا لقب سُلطان العارفین، اسم گرامی طیفور بن عیسیٰ بن آدم ہے۔ اصلی وطن بسطام ہے۔ آپ کے دادا رئیسِ بسطام تھے۔ اور

آتش پرستی ترک کرکے اِسلام قبول کیا۔ آپ کی ولادت ۱۳۶ھ میں ہے روحانی تربیت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصِل کی۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: "بایزید درمیانِ ما چوں جبرائیل است درمیانِ ملائکہ"۔ یعنی حضرت بایزید ہمارے درمیان اس طرح ہیں جیسے کہ جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کے درمیان ہیں۔

آپ کی وفات ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ میں ہُوئی۔ آپ بُسطام میں مدفون ہُوئے۔

اِلٰھی بحرمت

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃُ اللہ تعالےٰ

آپ کا اسمِ گرامی علی بن جعفر بن سلمان ہے۔ "قزوین" کے نواح میں بستی "خرقان" آپ کی جائے پیدائش ہے۔ آپ کو بطریقِ اویسیت حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نسبت حاصل ہے۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہُ العزیز کی وفات کے بہت عر بعد آپ کی ولادت ہُوئی۔

آپ غوثِ زمانہ اور قطبِ وقت تھے۔ آپ کا فرمان ہے کہ: "میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں پکوائی۔ البتہ مہمانوں کے واسطے پکواتا ہُوں اور ان کے طفیل کھا رہا ہُوں"۔ آپ کا فرمان

ہے کہ: "اگر تمام جہان کا لقمہ بنا کر مہمان کے مُنھ میں دے دیا جائے پھر بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا۔"

آپ کی وفات ۴۲۸ھ میں شبِ عاشورہ۔ "خرقان" کے مقام پر ہُوئی۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ کا اِسمِ گرامی "علی" ہے۔ آپ اپنے زمانہ میں قطبِ ربّانی و عارفِ سبحانی تھے۔ آپ کا وصالِ مبارک ۴۵۰ھ میں ہُوا۔

آپ کو دو طریق سے نسبت حاصل ہے۔ ایک نسبت آپ کو حضرت ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے، اور دُوسری نسبت آپ کو شیخ ابوعثمان مغربی سے ہے۔ اُن کو ابوعلی کاتب سے، ان کو ابو علی رود باری سے اور ان کو حضرت جنید بغدادی رحمہم اللہ تعالےٰ سے تا آنکہ یہ سلسلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہُ اللہُ تعالےٰ

آپ کا اسمِ مُبارک "فضیل" بن محمد ہے۔ مضافاتِ "طوس" میں "فارمد" ایک بستی ہے، جس میں ۴۳۴ھ میں آپ کی ولادت

ہُوئی۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ ہیں اور حُجۃُ الاِسلام امام غزالی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے پیر و مُرشد ہیں۔ آپ کو بھی تصوّف میں دُو طرف سے اِنتساب حاصل ہے۔ ایک حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ سے اور دُوسرا حضرت شیخ المشائخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ العزیز سے بطریقِ اویسیت ہے۔

آپ کی وفات شریف چار ربیعُ الاوّل سنہ ۵۱۱ھ کو ہُوئی۔

الٰہی بحرمت

حضرت یُوسف ہمدانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ

آپ کی کنیت "ابو یعقوب" اور آپ کے والدِ ماجد کا اسمِ گرامی "ایوب" ہے۔ آپ اصل میں ہمدان کے رہنے والے تھے۔ اور سالہا سال کوہِ آذر میں مقیم رہ کر ریاضت فرمائی۔

آپ کی ولادت سنہ ۴۴۰ھ میں اور وفات سنہ ۵۳۵ھ یا سنہ ۵۵۵ھ میں ہُوئی۔ اصفہان، بغداد، عراق، خراسان اور سمرقند و بخارا آپ کے انوارِ ولایت سے منور ہُوئے۔ آپ کا مزار مبارک "مرو" توابع ہراۃ میں ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃُ اللہ تعالےٰ

آپ کی جائے پیدائش "غجدوان" ہے، جو کہ بخارا سے مُتصل

ایک قصبہ ہے۔

آپ حضرت امام مالک رحمۃُ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبد الجمیل ہے اور بعض کے نزدیک آپ کے والد ماجد کا نام عبد الجلیل ہے۔ جو کہ مشہور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے امام عبد الجمیل کو بشارت دی کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عبد الخالق رکھنا۔ اس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کریں گے۔

آپ کے پیرِ سبق حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور پیرِ صحبت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ اِتباعِ سنت، و اجتنابِ بدعت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ آپ کے کلماتِ قدسیہ میں سے آٹھ کلمے ایسے ہیں جن پر طرقِ خواجگان کی بنا موقوف ہیں۔ وہ یہ ہیں:

① ہوش در دم ② نظر بر قدم ③ سفر در وطن ④ خِلوت در انجمن ⑤ یاد کرد ⑥ بازگشت ⑦ نگاہ داشت ⑧ یاد داشت۔

۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ آپ کی وفات شریف ہے۔ مزارِ مبارک غجدوان میں ہے۔

اِلٰہی بحرمت

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃُ اللہ تعالیٰ

آپ یکتائے روزگار اور مقبول بارگاہِ پروردگار تھے۔ حضرت

خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے کبار خلفاء میں سے ہیں ۔ آپ ہی کی ذات سے فیض باطن حاصل کیا ۔ اور مسندِ خلافت و ارشاد پر بیٹھ کر پُورے عالم کو اپنے انوار سے منور کیا ۔

آپ کی جائے ولادت و مدفن "ریوگر" ہے ۔ جو کہ بخارا سے متصل ہے ۔ ۶۱۶ھ کو عالم ملکوت کی طرف کوچ فرمایا ۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃُ اللہ تعالیٰ

آپ کا مولد شریف انجیر فغنہ ہے جو کہ ولایتِ بخارا کا ایک موضع ہے ۔ آپ اکمل و افضلِ خلفاءِ حضرت خواجۂ ریوگری ہیں ۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃُ اللہ تعالیٰ کا جب آخری وقت آیا تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور دعوتِ خلق کی اجازت دی۔ آپ "وامکنی" میں مقیم رہے۔ آپ نے حسبِ مُقتضائے مصلحتِ سالکین ذِکر بالجہر شروع فرمایا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے جس نے ذکر بالجہر شروع کیا ' وہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی تھے ۔

آپ نے ۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کی خانقاہِ مُبارک "وامکنی" میں واقع ہے ۔ جو کہ بخارا سے نو میل کے فاصلہ پر ہے ۔

* * *

اِلٰہی بحرمت

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام نامی "علی"۔ لقب "عزیزان"۔ ولادت گاہ "رامیتن" ہے۔ جب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا وقتِ اجل قریب پہنچا، تب آپ نے حضرت خواجہ علی رامیتنی کو خلافت سپرد فرمائی۔ اور اپنے تمام مُریدین ان کے حوالے فرمائے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ اور انہی کے اِشارہ سے حضرت خواجہ محمود کے مُرید ہُوئے۔

آپ قطبِ وقت تھے اور حنفی المذہب تھے۔ آپ نے اس طریقۂ عالیہ کو عجیب طریقے سے رواج دیا۔

وفات ۲۸ ذی قعد ۷۲۱ھ اور مدفن خوارزم ہے۔

اِلٰہی بحرمت

حضرت خواجہ محمّد بابا سماسی رحمہُ اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمہُ اللہ تعالیٰ، اکمل اصحاب و افضل خلفاء حضرت عزیزان میں سے تھے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عزیزان نے آخری وقت میں حضرت بابا سماسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور جملہ مُریدین کو ان کی متابعت اِختیار کرنے کا حکم دیا۔

جب بھی آپ کا گزر قصرِ ہندوان سے ہوتا تو آپ فرماتے

کہ اس خاک سے ایک مردِ خُدا کی خوشبو آتی ہے۔ عنقریب قصرِ ہندوان، قصرِ عارفان بن جائے گا۔

ایک مرتبہ پھر تشریف لائے تو فرمایا: معلوم ہوتا ہے وہ مرد پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کو پیدا ہُوئے تین دِن گزرے تھے۔

چنانچہ حضرت نقشبند کے جدِّ امجد آپ کو لے کر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو دیکھ کر بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ وہی مرد ہے جس کی خوشبو مجھ کو آیا کرتی تھی۔

بابا صاحب نے اپنے خلیفہ سیّد امیر کلال سے فرمایا کہ اس کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ لہٰذا میرے اِس فرزند کی تربیت میں کمی نہ ہونے دیں۔ شاہ صاحب نے عرض کی کہ میں اس کی تربیت میں ہرگز کوتاہی نہ کروں گا۔

۱۰ رجمادی الاولیٰ ۷۵۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔

قریہ سماس جو مضافات رامیتن میں سے ہے، وہیں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ تعالےٰ

حضرت سیّد امیر کلال، حضرت سیّد محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے اجلّہ خلفاء میں سے ہیں۔ آپ علمِ شریعت، طریقت و حقیقت و

معرفت میں اپنے زمانہ کے تمام اولیاء سے گوئے سبقت لے گئے اور شرفِ سیادت سے مشرف تھے۔ آپ مُقتدائے عصر، اور راہنمائے دہر تھے۔ آپ خود کسبِ زراعت فرماتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب سید امیر کلال میرے پیٹ میں تھے، اس وقت اگر کبھی مشتبہ لقمہ کھالیتی تو پیٹ میں درد پڑجاتا، تاوقتیکہ قے نہ کرلیتی، آرام نہ آتا۔

۱۱ رجمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ میں آپ کا وصال ہُوا۔ مزارِ مبارک قصبہ "سوخار" میں ہے جو رامیتن کے مضافات میں ہے۔

اِلٰھی بحرمت

خواجۂ خواجگان پیرپیراں حضرت سید بہاؤالدین نقشبند بُخاری

رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ کا اسم شریف محمد بن محمد بخاری ہے۔ بظاہر آپ کا انتساب حضرت سیّد امیر کلال رحمہُ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور در حقیقت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمہُ اللہ تعالیٰ سے اویسی طریقہ پر آپ نے تربیت حاصل کی ہے۔

بہت کم حضرات ولایت کے ان مراتب و مقامات پر پہنچتے ہیں، جن پر حضرت خواجۂ نقشبند فائز تھے ؎

سکّہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند

آپ حسینی سادات میں سے ہیں۔ ولادت شریف ۷۱۸ھ میں، اور وصال شریف تین ربیع الاوّل ۷۹۱ھ میں ہُوا۔ آپ کا مزار شریف قصرِ عارفاں میں ہے، جو بخارا سے متصل ہے۔

اِلٰہی بحرمت

حضرت خواجہ علاؤالدین عطّار رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ اکبر خلفاءِ حضرت خواجہ نقشبند ہیں۔ حضرت خواجہ نے اپنی حیاتِ مُبارکہ میں اپنے اکثر مُریدین کو آپ کے سپرد فرمایا۔ آپ خلیفۂ اوّل، نائب اور داماد بھی ہیں۔

بچپن ہی سے تصوّف کے دِلدادہ تھے۔ حُصولِ تعلیم کے بعد حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اور عرصۂ قلیل میں مقامِ کمال تک پہنچ گئے۔ حضرت خواجہؒ نقشبند نے آپ کو بشارت دی تھی کہ تمھاری مزار شریف کے اِرد گرد ساٹھ فرسخ تک جتنی قبریں ہوں گی ان کی شفاعت کا تمھیں اِذن دیا جائے گا۔

۲۰ رجب ۸۰۲ھ میں آپ کا وصال ہُوا۔ اور مزار مُبارک "توجقانیان" میں ہے۔

○

الٰہی بحرمت

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت موضع "چرخ" میں ہوئی، جو غزنیں کے توابع میں سے ہے۔ آپ کو اگرچہ حضرت خواجۂ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل ہے۔ مگر آپ نے روحانی تکمیل حضرت خواجہ علاؤالدین عطار کے ہاں فرمائی۔ آپ سلسلۂ عالیہ کے رُکنِ رکین ہیں، آپ کے وجودِ باجُود کی برکتوں سے اس سلسلۂ مقدسہ نے عظیم شہرت و قبولیت حاصل کی۔

تاریخ وفات ۵ صفر ۸۵۱ھ۔ مزار مبارک "بلغنون" میں ہے، جو کہ "حصار شادمان" کے نزدیک ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ عُبیدُ اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کا لقب ناصر الدّین احرار (حُر کی جمع) ہے۔ چونکہ آپ کا اِسم گرامی "عبید اللہ" ہے۔ اور "عُبید" میں تصغیر ہے، اس کے تدارک کے لیے آپ کا لقب احرار بن گیا۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہِ رمضان ۸۰۶ھ میں قریہ یاغستان میں ہوئی جو توابع تاشقند میں سے ہے۔

آپ قطبِ وقت ہیں اور نویں صدی کے مُجدّد ہیں۔

نسباً فاروقی ، مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی ہیں ۔ آپ کا فرمان ہے کہ : "مجھے سُنّت کی اِشاعت کرنے اور بدعت کو مٹا دینے کے لیے مامور کیا گیا ہے" ۔

آپ نے نفاس کے ایام میں چالیس دِن تک اپنی والدہ ماجدہ کا دُودھ نہیں پیا ۔ آپ کے جدِّ امجد خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے وصال کے وقت سب پوتوں کو الوداع کے لیے بلایا ۔ اور آپ کے متعلق فرمایا کہ : "اس فرزند کے متعلق مجھے بشارتِ نبوی ملی ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا" ۔

۲۹ ربیع الاوّل ۹۸۸ھ مین آپ کا وصال ہُوا ۔ مزارِ مُبارک سمرقند میں ہے ۔

اِلٰھی بحرمت

حضرت خواجہ محمّد زاھد ۴ رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ یکتائے روزگار اور ترک و تجرید میں یگانۂ عصر تھے ۔ حضرت خواجۂ احرار نے خود آپ کو بیعت سے سرفراز فرما کر تکمیل تک پہنچایا اور خرقۂ خلافت عطا فرما کر اجازت سے مُشرّف فرمایا ۔

آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رشتہ داروں میں سے تھے ۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاوّل ۹۳۶ھ ہے مزارِ مُبارک موضع "وخش" میں ہے جو حصار شادمان سے متصل ہے ۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ دُرویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ پندرہ سال تک زُہد و ریاضت میں مشغول رہے۔ بحالتِ تجرید و تفرید بغیر کھائے پیئے، ویرانوں میں رہا کرتے تھے، ایک دِن بھوک سے لاچار ہو کر آسمان کی طرف مُنہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر تجھے صبر و قناعت کی ضرورت ہے تو خواجہ محمد زاھد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، تاکہ تمھیں صبر و توکل حاصل ہو۔ پس آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عہدۂ تکمیل سے سرفراز ہُوئے۔ اور اُن کے اِنتقال کے بعد بالاستقلال اُن کے نائب ہُوئے۔

۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ کو ان کی وفات ہُوئی۔ مزار شریف موضع "اسفراء"۔ مضافات شہر سبز ماوراء النہر میں واقع ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فرزندوں اور خلفاء میں سے ہیں۔ ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ قصبہ امکنگ میں جو کہ سمرقند کا

علاقہ ہے، سکونت رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۱۸ھ میں ہوئی۔ آپ طریقۂ شریفہ کے آداب کے نہایت پابند تھے۔ مخترعات و محدثات اور بدعات سے اجتناب کرتے تھے حتیٰ کہ ذکر بالجہر سے بھی اجتناب فرماتے تھے۔ حضرت خواجۂ نقشبند رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے قدم بقدم چلتے تھے۔ آپ کی عُمر شریف ۹۰ سال تھی۔ ۲۲ شعبان ۱۰۰۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک قصبہ امکنگ میں ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃُ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام "محمد باقی"۔ لقب "رضی الدین"۔ خواجہ باقی باللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادتِ باسعادت کابل میں ۹۷۱ھ میں ہوئی۔ والد کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب شیخ عُمر یاغستانی تک پہنچتا ہے، جوکہ خواجۂ احرار کے جدِّ مادری تھے۔

ظاہری علوم مولانا صادق حلوانی، اور کمالاتِ باطنی' حضرت خواجۂ احرار سے حاصل کیے۔ آپ کو اویسی نسبت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اور بحکم بشارت' ظاہری بیعت حضرت مولانا خواجگی امکنگی سے ہے۔ تین ماہ تک آپ کی صحبت سے فیض حاصل کیا اور دہلی پہنچ کر طالبانِ حق کا مرجع بن گئے۔

آپ کی عُمر مبارک چالیس سال ہے۔ ۲۵ ر جمادی الاخرےٰ ۱۰۱۲ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ مزارِ مبارک دہلی شریف میں اجمیری دروازہ کی طرف ہے۔

اِلٰہی بحرمت

اِمامِ ربّانی مُجدّد الفِ ثانی حَضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی

رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ کا نامِ نامی شیخ احمد، والد بزرگوار کا اسمِ گرامی عبد الاحد تھا۔ سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت جمعہ کی رات نصف شب ۱۴ ر شوال ۹۷۱ھ کو ہوئی۔ آپ اِعتقادیات میں خود مجتہد تھے اور فروعات میں مذہبِ حنفی رکھتے تھے۔

اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے علم حاصل کرکے سیالکوٹ تشریف لائے۔ حضرت مولانا کمال کشمیری سے کتبِ معقول، اور شیخ یعقوب کشمیری سے حدیث کی سند حاصل کی۔ بعض تفاسیر اور احادیث کی اجازت قاضی بہلول بدخشانی سے پائی۔

اپنے بعض مخلص دوستوں سے حضرت خواجہ باقی باللہ کی تعریف سُن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور داخلِ طریقت ہوگئے عرصۂ قلیل یعنی دو ماہ چند روز میں تمام نسبت نقشبندیہ بالتفصیل حاصل کی۔ آپ کے پیر و مُرشد نے آپ کے متعلق اِرشاد فرمایا:

"شیخ احمد ایک سُورج ہے کہ ہماری مانند ہزاروں ستارے اس کے سائے میں گم ہیں۔"

حضرت مجدّد فرماتے ہیں کہ: "جو شخص بھی مرد ہو یا عورت بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک میرے طریقہ میں داخل ہوگا سب کا نام و نسب و ولادت گاہ و مسکن مجھے بتادیا گیا ہے۔ اگر چاہوں سب کو بیان کرسکتا ہوں۔ اور یہ امر محقق ہے کہ ہزار سالہ مجدّد اور سو سالہ مجدّد میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ سَو اور ہزار میں۔"

آپ کا وجود مسعودؒ اللہ کی قدرت کا ایک نمونہ تھا۔ آپ کے ظہور کی بشارت ایک ہزار سال پیشتر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

وصال مُبارک ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں سرہند شریف کے مقام پر ہُوا۔

الٰہی بحرمت

عُروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ کا اِسم شریف "محمد معصوم"۔ کنیت "ابوالخیرات"۔ لقب "مجدد الدین" اور "عروۃ الوثقیٰ" کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت امامِ ربانی کے تیسرے فرزند ہیں۔ ولادت دوشنبہ ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ میں ہُوئی۔ تین سال کی عمر میں آپ توحیدِ وجودی کی باتیں

کرتے تھے۔ ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ سولہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل فرمائی۔ گیارہ سال کی عمر میں ذکر اور مُراقبہ کا طریقہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔

حضرتِ مجدد فرماتے ہیں کہ "نسبتوں کے حاصل کرنے میں محمد معصوم کا حال صاحبِ شرح وقایہ کی مانند ہے۔ جو کچھ اس کا دادا تصنیف کرتا تھا، وہ یاد کر لیتے تھے۔"

آپ کی کرامت ہے کہ بچپن میں رمضان شریف کے مہینہ میں کبھی اپنی والدہ ماجدہ کا دُودھ نہیں پیا۔

آپ کی وفات ۹ ربیع الاول ١٠٧٣ھ کو ہُوئی۔ مزار پاک سرہند شریف میں ہے۔ آپ نے "السلام علیکم" کہتے ہُوئے اپنی جان جانآفریں کے سپرد کی۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ شیخ سَیفُ الدّین رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ قیوم زماں، عُروۃُ الوُثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہُ اللہ تعالےٰ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت ١٠٥٥ھ کو شہر سرہند میں واقع ہُوئی۔ نسبت باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ ابتدائے جوانی میں کامل و اکمل ہُوئے۔ آپ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رواج دینے اور طریقۂ مجدّدیہ کی اِشاعت میں سرگرم کوشش فرماتے امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر پوری توجّہ دیتے۔

آپ کی عُمر شریف گیارہ برس کی تھی کہ والد ماجد نے آپ کو فناءِ قلب اور ولایت صغریٰ کی بشارت دی اور بلوغ کو پہنچنے سے پہلے فناءِ نفس اور ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز ہُوئے۔

* * *

۲۰ر جمادی الاخریٰ ۱۰۹۵ھ کو وفات پائی۔ مزارِ مبارک سرہند میں ہے۔

* * *

الٰہی بحرمت

حضرت حافظ مُحمّد محُسن رحمہُ اللہ تعالےٰ

حضرت ایک مشہور ولی اور حضرت عُروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فیوضِ باطنی سے ہزاروں لوگ مُستفیض ہُوئے۔ ۱۲۱۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزارِ پُرانوار کشمیر میں ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت سیّد نُور مُحمد بدآیونی رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ حضرت سیفُ الدّین رحمہُ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور کئی سال حافظ محمد محسن صاحب خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہ کر فیوض حاصل کیے۔ اور بڑے عالی حالات و

مقامات پر فائز ہُوئے۔ آپ ہر وقت اِستغراق میں رہتے تھے، اور پندرہ سال تک نماز کے وقت کے سوا ہوش میں نہیں آئے۔ اتباعِ شریعت میں اپنی مثال آپ تھے۔

ایک دن اِتفاقاً بیت الخلاء میں پہلے دایاں پاؤں رکھ دیا۔ تین دِن تک آپ کے باطن میں اِنقباض رہا اور بہت اِستغفار کرنے کے بعد رفع ہُوا۔

کثرتِ مراقبہ سے آپ کی پیٹھ ٹیڑھی ہوگئی تھی۔ فرماتے تھے کہ تیس سال سے طبیعت کا تعلق طعام کی کیفیت چکھنے کی طرف نہیں رہا۔

۱۱ ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ مزارِ مُبارک حضرت سلطان الاولیاء محبوبِ الٰہی کے جوار میں نواب مکرم خان کے باغ کے اندر ہے۔

الٰہی بحرمت

حضرت خواجہ شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ

رحمہُ اللہُ تعالیٰ

آپ کا نامِ مُبارک "جانِ جاناں"۔ لقب "شمسُ الدین حبیبُ اللہ" اور تخلص "مظہر" ہے۔ آپ مرزا جان کے فرزند ہیں۔ آپ عالی نسب و علوی حسب تھے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت بروز جُمعہ بوقت صبح ۱۱ رمضان المبارک بسنہ ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اس طریقۂ شریفہ میں سیّد نورمحمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر نسبتِ احمدیہ کو اول سے آخر تک تمام کیا۔ ایک دن حضرت نے مرزا صاحب کو فرمایا کہ تمہاری معلومات و بشارات سب صحیح ہیں اگر کہو تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے تصدیق کرادوں۔

چہار شنبہ ۷ محرم ۱۱۹۵ھ کو آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ تاریخِ وصال اس رُباعی سے ظاہر ہے: ؎

ہست حدیثے از پیغمبر　　صلی اللہ علیہ الاکبر
عاش حمیدًا۔ مات شہیدًا　　سال وفاتِ مرزا مظہر
۱۱۹۵ھ

آپ کی مزارِ مُبارک شاہجہان آباد دہلی میں چِتلی قبر کے نزدیک موجود ہے۔ دروازے کے محراب پر یہ شعر کندہ ہے: ؎

بلوحِ تُربتِ مَن یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

الٰہی بحرمت

مجدد مائۃ ثالث عشر، نائب خیر البشر، مُروّج شریعۃ مُصطفٰے

حضرت مولانا عبد اللہ المعروف بشاہ غُلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ۱۱۵۸ھ آپ کا نسب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والدِ ماجد نے حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا، وہ فرماتے ہیں کہ "بچّے کا نام علی رکھنا۔" چنانچہ تولد کے بعد آپ کا نام "علی" رکھا گیا۔ لیکن جب آپ سنِ تمیز تک پہنچے تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہُوئے اپنا نام "غلام علی" مشہور کردیا۔

آپ کے عمِ بزرگوار نہایت ہی خُدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اُنھوں نے بحکمِ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نام "عبداللہ" رکھا۔

۱۱۸۰ھ میں بائیس سال کی عمر میں آپ حضرت مرزا جانِ جاناں رحمہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ حضرت مرزا صاحب نے آپ کو بیعت کرلیا اور طریقۂ مجدّدیہ کی تلقین فرمائی۔ آپ کے والد شریف کا اِسمِ گرامی "سیّد عبد اللطیف" تھا۔ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ اعاظمیہ میں شاہ ناصرالدّین قادری کے مُرید تھے۔ ۱۱۷۸ھ میں آپ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور پندرہ سال تک آپ کی خدمت میں رہ کر فیوضات باطنی حاصل کیے۔ اور جمیع طریقۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کے مقامات طے کیے۔ اور آپ کے اعظم خلیفہ بن گئے۔ آپ سے اس قدر فیض جاری ہُوا کہ شاید مشائخ میں سے کِسی سے جاری ہُوا ہو۔ کابل، بلخ، بخارا، بغداد، عرب، اور رُوم تک آپ کے خلفاء پہنچ گئے۔

بعض لوگ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر۔ بعض دیگر بزرگانِ دِین کے فرمان کے مُطابق۔ اور بعض لوگ خود آپ کو خواب میں دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔

مولانا خالد رُومی باشارۂ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

سے دہلی تشریف لائے۔ اور نو ماہ تک آپ کی خدمت میں رہ کر اجازت و خلافت سے مُشرّف ہوکر ملکِ رُوم کو واپس چلے گئے وہاں اُن سے اس قدر فیض جاری ہُوا، اور اتنی مقبولیت ہُوئی کہ گویا وہاں کی سلطنت ہی آپ سے متعلق ہوگئی۔

آپ کا فرمان ہے کہ "طریقۂ مُجدّدیہ" میں فیض کے چار دریا جاری ہیں۔ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ

آپ کی وفات شریف ۲۲ صفر ۱۲۴۹ھ میں ہوئی۔ آپ کی مزار شریف دہلی میں اندرون خانقاہ شریف، اپنے پیر روشن ضمیر کے پہلو میں ہے۔

اِلٰہی بحرمت

غوثِ آوان قطبِ زمان حضرت شاہ اُبُوسَعید احمدی

رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ فرزندِ ارجمند ہیں حضرت صفی القدر بن عزیز القدر بن حضرت محمد عیسیٰ بن حضرت سُلطان الاولیاء شیخ سیفُ الدّین رحمہم اللہ تعالیٰ کے۔

آپ کی ولادت مصطفےٰ آباد عرف رام پور کے مقام پر ۲ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ میں ہُوئی۔ آپ حافظ، قاری، حاجی اور محدّث تھے۔

آپ کی پہلی بیعت حضرت شیخ درگاہی رحمہُ اللہ تعالیٰ سے ہے جوکہ حضرت شاہ جمال اللہ کے خلیفہ تھے، اور وہ شاہ قطبُ الدّین

کے خلیفہ تھے ، اور وہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے آپ نے ان سے نسبت قادریہ حاصل کی اور خلافتِ خاصہ سے سرفراز کیے گئے ۔

بعدہٗ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے ۔ آپ نے اُن کو اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنا خلیفۂ اعظم بنایا ۔ مشرق و مغرب کے لوگ حصول فیوض و برکات کی غرض سے آپ کے حضور حاضر ہوتے ۔

اپنے پیر بزرگوار کی وفات کے دس سال بعد ۱۲۴۹ھ میں عازمِ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا و تعظیمًا ہُوئے ۔ اور ہزارہا فتوحات و فیوضات کے ساتھ وطن واپس تشریف لائے ۔ راستہ ہی میں آپ کو تکلیف ہوگئی ۔

۲۲ رمضان شریف کو شہر ٹونک میں داخل ہُوئے ۔ وہاں آپ کا مرض روز بروز بڑھتا گیا ، حتیٰ کہ آٹھ دن کے بعد ظہر وعصر کے درمیان بروز شنبہ عید الفطر ۱۲۵۰ھ کو اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی ۔ غسل اور جنازہ کے بعد آپ کے فرزندِ اوسط شاہ عبدالغنی نے آپ کے جسدِ مبارک کو صندوق میں رکھا اور چالیس دن کے بعد دہلی میں لاکر حضرت شاہ صاحب کے پہلو میں دفن کیا ۔

اِلٰھی بحرمت

غوثِ آوان، محبوبِ رحمٰن، حافظِ قرآن، وسیلتنا الیٰ اللہ المجید

حضرت شاہ احمد سعید احمدی رحمہُ اللہ تعالےٰ

اسم مُبارک "احمد سعید"۔ لقب "سراج الاولیاء" اور کنیت "ابو المکارم" آپ حضرت شاہ ابو سعید رحمہُ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ اکبر ہیں۔ اور حضرت شاہ غلام علی رحمہُ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت یکم ربیع الاوّل ۱۲۱۷ھ کو رام پُور میں ہُوئی۔ دس سال کی عُمر میں حضرت قبلہ شاہ صاحب سے بیعت کی۔ اکثر کتبِ تصوّف و کتبِ حدیث شریف حضرت شاہ صاحب سے پڑھیں۔ جب آپ کی عُمر شریف بیس سال کی ہُوئی تو تمام عُلومِ معقول و منقول کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

والد بزرگوار کے اِنتقال کے بعد حضرت قبلہ شاہ صاحب کی مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ آخر ۱۲۷۳ھ میں تمام اہل و عیال سمیت دہلی سے ہجرت فرماکر مدینہ منورہ سلمہا اللہ میں اقامت فرمائی۔

اس شہرِ محبوب میں آپ نے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی خُوب ترویج و اِشاعت فرمائی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر جامِ معرفت نوش کیے۔

جب آپ کی عُمر شریف ساٹھ سال کی ہُوئی تو سخت بخار اور اسہال سے بیمار ہوکر ۳ ربیعُ الاوّل ۱۲۷۷ھ میں واصِل بحق ہُوئے۔

حسبِ وصیت جنت البقیع شریف میں سیدنا حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ شریف سے قبلہ شریف کی جانب مدفون ہُوئے۔ اٹھائیس سال تک آپ مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔

اِلٰہی بحرمت

حاجی الحرمین الشریفین، مقبول رب المشرقین والمغربین

وَسیلتنا اِلی اللہ الصمد

حضرت حاجی دوست مُحمد قندھاری ثم دامانی

رحمہُ اللہ تعالےٰ

آپ افغان یُوسف زئی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ "قندھار" کے علاقہ میں پیدا ہُوئے۔ بلادِ عراق میں نشوو نما پائی۔

آپ علوم و فنون میں شہرۂ آفاق تھے۔ بچپن ہی میں بزرگی وکرامات کی علامات آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھیں۔ آپ کی عبادت اور خرقِ عادات کی شہرت دُور دُور تک پہنچ چکی تھی۔

سلسلۂ عالیہ میں داخل ہُونے سے پہلے ہی آپ نے حقائقِ ملکوت کو مسخّر کرلیا تھا۔ یکتائے زمانہ ہونے کے باعث خاص وعام میں قبولیّتِ عامہ حاصل کرچکے تھے۔ جب آپ فردِ وحید حضرت شاہ احمد سعید مُجددی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوئے تو اپنی اِستعداد وصلاحیت اور شیخِ فیاض کی صحبت سے تمام مشہور سلاسل میں خلافتِ عظمےٰ کا شرف حاصل کیا اور خلقِ خُدا

کے لیے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیے۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بوقتِ ہجرت حاجی صاحب کو اپنا جانشین مطلق بنا کر تمام املاک منقولہ، غیر منقولہ خانقاہ شریف کتب خانہ اور مُریدین ہند و خراسان آپ کے حوالہ کیے۔ اور اس سلسلے میں اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمان بھی تحریر فرمایا۔

آپ کی ولادت ۱۲۱۶ھ اور وصال مبارک ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ میں ہُوا۔ آپ کی خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں کوہِ سُلیمان کے دامن میں واقع ہے۔

الٰہی بحرمت

حاجی الحرمین الشریفین، قیومِ زمان، قطب الاولیاء
سیّدی و مُرشدی، مقبول بارگاہِ سُبحانی

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی

رحمہُ اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد عثمان بن مُلا موسیٰ جان بن مُلّا عبدُ الحلیم، بن مُلّا عبد الکریم بن مُلّا شمسُ الدین اچکزئی قندھاری رحمہم اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ کو موضع "لونی" تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہوئی۔

موضع "لونی" خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف سے دس میل کے فاصلہ پر کوہِ سُلیمان کے دامن میں واقع ہے۔

آپ نے نظم اور صرف و نحو کی تعلیم مُختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ فقہ کی چند کتابیں ڈیرہ اسماعیل خان میں پڑھیں۔ کُتبِ اصُول کی تعلیم "چودھواں" میں حاصل کی۔ آپ کے ماموں مولٰنا مولوی معزالدّین صاحب، حضرت حاجی صاحب کے خُلفاء میں سے تھے۔ چُنانچہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب اپنے ماموں کی وساطت سے حضرت قبلہ حاجی صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہُوئے۔

بیعت ہونے کے بعد عِلمِ حدیث اپنے پیر روشن ضمیر سے پڑھا۔ اٹھارہ سال چار ماہ تیرہ روز اپنے پیر و مُرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر فیوضاتِ باطنی سے مستفیض ہُوئے۔ اور طریقۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کے تمام مقامات طے فرمائے۔

اگرچہ حضرت قبلہ حاجی صاحب رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں باکمال اور پاک باطن خلفاء تھے، لیکن حضرت قبلہ حاجی صاحب نے تمام خلفاء میں سے حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃُ اللہ تعالےٰ کو اپنا خلیفۂ مجاز اور جانشینِ مطلق مقرر فرمایا۔ اور اپنا نائب مناب مُنتخب فرما کر سب کچُھ ان کے سپرد کر دیا۔

خراسان، دامان، ہند، سِندھ اور بلادِ پنجاب کے ہزارہا اِنسان آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض یاب ہُوئے۔ اُنیس ۱۹ سال دو ماہ مسندِ ارشاد پر جلوہ فگن رہ کر طریقۂ عالیہ کی خوب ترویج و اشاعت فرمائی۔

۲۲ر شعبان ۱۳۱۴ھ بروز سہ شنبہ بوقتِ اشراق آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں اپنے مرشد کے پہلو میں ہے۔

الٰھی بحرمت

زائر الماکن المتبرکین، واقف اسرار الٰھیہ، کاشف رموز لامتناھیہ، قدوۃ الواصلین

حضرت خواجہ محمد سراجُ الدّین

رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہُ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند ہیں آپ کی ولادت ۱۵؍ محرم ۱۲۹۷ھ بروز پیر بوقتِ اشراق ہُوئی۔

آپ نے قرآن مجید مُلا شاہ محمد صاحب اخوند چودھواں والے سے پڑھا۔ نثر، نظم فارسی، علمِ صرف، نحو، منطق، عقائد، معانی، قرأت اور فقہ جناب مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب سے حاصل کیے۔ تصوّف کی تمام کتابیں اپنے والدِ ماجد رحمہُ اللہ تعالےٰ سے پڑھیں۔ تمام علوم کی تکمیل کے بعد ۱۴؍ جمادی الاوّل ۱۳۱۳ھ کو بوقتِ صبح حضرت قبلہ حاجی صاحب کے مزارِ مبارک پر ختمِ قرآن مجید کے بعد دیر تک دُعا مانگی گئی اور اِختتام پر خود حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی۔ اور ہر طرف سے مُبارکباد کی صدائیں آنے لگیں۔

۷ ربیعُ الاوّل ۱۳۱۴ھ کو حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اپنی حیات میں ان کو حلقہ کرنے کا حکم دیا۔

آپ نے حضراتِ کبار کے ختم سے فارغ ہو کر مُراقبہ فرمایا درویشوں اور زائروں کو توجّہ دی، جس سے بہت تاثیرات ظاہر ہُوئیں۔ آپ مسندِ رُشد و ہدایت پر ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ کو رونق افروز ہُوئے اور خلقِ خُدا کو اپنے فیوضات سے مالا مال کیا۔

۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۳۳ھ میں آپ کا وصال ہُوا۔ مزارِ مُبارک اپنے والد ماجد رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں موسیٰ زئی شریف میں موجود ہے۔

اِلٰہی بحرمت

قُدوۃ المُحققین، فخر المُدققین، الفانی فی اللہ والباقی باللہ، واقف رموز متشابہات قرآنی، قائم مقام قیومِ ربانی
شیخی و امامی وسیلتنا الیٰ ذی المنن

حضرت خواجہ حاجی غلام حسن

رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ڈگر سواگ تھل، جو قصبہ "کروڑ" سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، میں ہُوئی۔ بچپن ہی میں آپ سایۂ پدری و مادری، دونوں سے محروم ہوگئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے آپ کی تربیت فرمائی۔

آپ نے عُلماءِ زمان سے مکمل علمِ دین حاصل کیا۔ عُلومِ دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قطبِ زمان، قیوم دوران، حضرت

خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ نو سال کا عرصہ اپنے پیرِ بزرگوار کی خدمت میں رہ کر عُلومِ باطنی کی تحصیل فرمائی۔ اور آپ سے اِجازت و خلافت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔ اور لوگوں کو وعظ و نصائح کے ذریعہ اِتباعِ شریعت کی ترغیب دینے لگے۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آمد و رفت رہی۔ اور غلامیٔ و خدمت کا آپ نے حق ادا کر دیا اور آپ نے سلسلۂ عالیہ کی اِشاعت اِس طرح فرمائی جس کی مثال نہیں مِلتی۔

۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ کو بعد از نمازِ عشاء دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرح اِنتقال فرمایا۔ مزارِ مبارک حسن آباد شریف تھل ضلع لیہ میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

الٰہی بحرمت

قدوۃ الاصفیاء حضرت ثانی لاثانی خواجہ غلام محمد سواگوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند اور حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پوتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ اب سفر و حضر میں حضرت ثانی صاحب کو ساتھ

رکھتے۔ تمام کُتب متداولہ پڑھیں۔ اور تکمیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمہُ اللہ تعالیٰ سے فرمائی۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد حضرت پیر سواگ نے آپ کو ولایتِ کبریٰ تک تدریجاً سبق عطا فرمائے اور ۱۳۵۶ھ میں عید میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر آپ کی رسم دستار بندی ہُوئی۔

حضرت ثانی صاحب نے حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کے تبلیغی مشن کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں اور زیادہ شان و شوکت پیدا فرمائی۔

۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ کو آپ کا وصال ہُوا۔ مزارِ مبارک حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کے روضہ شریف کے اندر موجود ہے۔

باب ہشتم

اِصطلاحات و مُراقبات

مقام اور مراقبات بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ حضرات خواجگانِ نقشبندیہ مُجدّدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اِصطلاحات مُختصرًا بیان کیے جائیں تاکہ برادرانِ طریقت کو سلوک حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔ وباللہ التوفیق نعم المولیٰ ونعم النصیر

اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے اِنسان کی ترکیب دس لطائف سے فرمائی ہے۔ پانچ لطائف عالمِ امر سے ہیں اور پانچ لطائف عالمِ خلق سے ہیں۔

عالمِ امر کے لطائف یہ ہیں: قلب[۱]، روح[۲]، سر[۳]، خفی[۴]، اخفیٰ[۵]۔

عالمِ خلق کے لطائف یہ ہیں: نفس[۱]، خاک[۲]، باد[۳]، آب[۴]، آتش[۵]۔

"لطائفِ امر" وہ ہیں جوکہ محض امر "کُن" سے پَیدا ہُوئے ہیں۔

"لطائفِ خلق" وہ ہیں جو بتدریج پَیدا ہُوئے۔

○

○ **تصوّف**: نفسانی خواہشوں سے پاک ہونا، صرف اللہ کی طرف رجوع ہونا "تصوّف" ہے۔

○ **صُوفی**: "صوفی" وہ ہے جو اپنا خیال اپنے قلب کی طرف رکھے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا دُوسرے کو اس میں نہ آنے دے۔

○ **سلوک**: اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا "سلوک" ہے۔

○ **فقیر**: "فقیر" وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دُوسرے کا مُحتاج نہ ہو۔

○ **ذکر و فکر**: ابتدائے سلوک میں "ذِکر" ہوتا ہے۔ اور انتہائے سلوک میں "فِکر" ہوتا ہے۔

○ **مُراقبہ**: مبدءِ فیض (فیاض) سے فیض کا اِنتظار کرنا "مُراقبہ" کہلاتا ہے۔

○ **تکمیلِ لطائف**: جب سالک کو اس "لطیفہ" کا ذِکر جو وہ کر رہا ہے، فنا ہو جائے، یعنی محسوس نہ ہو تو یہی اس لطیفے کی تکمیل کا درجہ ہے۔

○ **تکمیلِ مُراقبہ**: کیفیتِ مُراقبہ کا فنا ہونا تکمیلِ مُراقبہ ہے۔

○ **جذبہ**: اللہ تعالیٰ کی تجلّی کی طرف دِل کے متوجّہ ہونے کا نام "جذبہ" ہے۔ یعنی جب جذبۂ الٰہی کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے تو یہ جذبۂ الٰہی یا تو "بلاواسطہ" ہوتا ہے، جس کو "جذبِ مُطلق" یعنی "اجتبا" کہتے ہیں۔ اور یا جذبہ "بالواسطہ" ہوتا ہے۔

جذبہ کی پھر دو اقسام ہیں:

① عبادت کے ذریعہ سے جذبۂ الٰہی پیدا ہو۔ یا
② شیخِ کامل کی صحبت سے جذبۂ الٰہی پیدا ہو۔

لیکن جو جذبۂ الٰہی بذریعۂ عبادت پیدا ہو، اس کو "ثمرۂ عبادت" کہتے ہیں۔ اگرچہ برکاتِ عبادت سے قوتِ وُسعت، اور

اقربیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن تکمیل مقاماتِ سلوک، یعنی ایک مقام سے دُوسرے مقام تک۔ "ولایتِ صُغریٰ" سے "ولایتِ کبریٰ" تک، پھر "ولایتِ عُلیا" اور "کمالاتِ نبوّت" تک درجہ بدرجہ ترقّی نہیں ہوسکتی۔

اور جو جذبۂ الٰہی کہ شیخِ کامل کی صحبت سے حاصل ہو اس کو "تاثیرِ شیخ" کہتے ہیں۔ اور یہی جذبہ موجبِ ترقیٔ مقامات ہے؛ اکثر حضرات اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے "سلوک" کو "جذبہ" پر مقدم خیال فرمایا ہے۔ اور ایسے سالک کو "سالک مجذوب" کہتے ہیں۔

اور "سالکِ مجذوب" کی اِبتدائی "سیر" کو "سیرِ آفاقی" کہتے ہیں۔ اور یہ "سیر" دُور دراز کی ہوتی ہے۔ "اِنتہائے سیر" کے مقام تک پہنچنے سے پہلے اگر سالکِ مجذوب دُنیا سے رحلت کرگیا تو ناکام رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے سُلطانُ العارفین، برہان الواصلین، مرہمِ ناسورِ دِلِ دردمنداں، خواجۂ خواجگاں، خواجۂ بزرگ، حضرت شاہِ نقشبند بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلوک پر جذبہ کو مقدم کرنے کا حکم دیا۔

اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مُجدّدیہ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم کے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اوّل توجہ کے ذریعے سے لطائف عالمِ امر کا القاء مُرید پر کرتے ہیں، یہاں تک کہ قلب، رُوح، سر، خفی، اخفی، اپنے اُصول پر قائم ہوجاتے ہیں۔ ایسے سالک

کو "مجذوب سالک" اور ایسی سیر کو "اندراج النہایۃ فی البدایۃ" کہتے ہیں۔ یعنی دُوسرے سلسلے والے حضرات جن کے نزدیک سلوک جذبہ پر مقدم ہے، ان کے طریقہ پر سلوک کرنے والے کی جہاں انتہا ہوتی ہے، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے طریقہ پر چلنے والے سالک کی وہاں سے ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سلسلۂ عالیہ میں جذبہ، سلوک پر مقدم ہے۔

جذبِ مطلق: جسے "جذبۂ اجتبا" کہتے ہیں، عوام کے حق میں متصوّر نہیں۔ یعنی عام لوگ اس کو حاصل نہیں کرسکتے۔ ایسے شخص کو "جذبۂ اجتبا" حاصل ہوسکتا ہے، جس کا تعلق کسی کامل و اکمل انسان سے ہو۔ جو باطن میں خُدا تعالےٰ اور ظاہر میں خلقِ خُدا سے مناسبت رکھتا ہو۔

"جذبۂ اجتبا" بعض قوی استعداد والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کامل و اکمل اولیاء اللہ کے ارواحِ طیّبہ سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔

○ **اِیمان**: اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک اور موصوف باوصافِ کمال جاننا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ماننا۔ اور تمام انبیاء و رُسل اور ملائکہ، آسمانی کُتب، قیامت، حشر نشر، بہشت و دوزخ کو حق جاننا اور ماننا "ایمان" کہلاتا ہے۔

○ **اِسلام**: احکامِ الٰہی و رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا نام "اِسلام" ہے۔

○ **دین** : دین سے مراد ہے حکم برداری، اطاعت، عبادت۔

○ **شریعت** : راہِ راست اور دینِ حق کے تعین کو شریعت کہتے ہیں۔

○ **افق** : عالمِ اجسام کو "افق" کہتے ہیں۔ اس کی جمع آفاق ہے۔

○ **افقِ مُبین** : قلب کے مقامِ نہایت کو "افقِ مبین" کہتے ہیں۔

○ **افقِ اعلیٰ** : رُوح کے مقامِ نہایت کو "افقِ اعلیٰ" کہتے ہیں۔

○ **اِدراک** : غیر محسوس چیز کو دریافت کرنے کا نام "ادراک" ہے۔

○ **جمعیّت** : اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہونے کا نام "جمعیت" ہے۔

○ **تفرقہ** : اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے مشغول ہونے کا نام "تفرقہ" ہے۔

○ **واسطہ** : اِنسان کامل و مکمل، جو خالق و مخلوق میں مناسبت رکھے "واسطہ" کہلاتا ہے۔ یعنی جس کامل اِنسان کے ذریعے مخلوق کا خالق سے تعلق پیدا ہو، اُس کو "واسطہ" کہتے ہیں۔

○ **ولایتِ کامل** : بندہ کا اپنے نفس یعنی ذات کے فنا ہونے کے بعد حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ قائم ہونے کو "ولایتِ کامل" کہتے ہیں۔

○ **حال** : وہ کیفیت جو قلب اور رُوح پر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے طاری ہو، اُسے "حال" کہتے ہیں۔

○ **ناسوت** : عالمِ خلق، عالمِ شہادت، طریقہ اور مقامِ تخلیہ کو "ناسوت" کہتے ہیں۔

○ **ملکوت** : عالمِ غیب کے مشاہدہ کرنے اور عالمِ ارواح کو "ملکوت" کہتے ہیں۔

○ **جبروت** : دبدبہ، عظمت، شوکت اور مرتبۂ وحدت اول کو "جبروت" کہتے ہیں۔

○ **لاہوت** : اسرار تجلّیات ذات پاک حق سبحانہٗ و تعالےٰ کو "لاہوت" کہتے ہیں۔

○ **عِلمِ لَدُنّی** : جو علم بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالےٰ کسی بندۂ کامل کو عطا فرماتا ہے اُسے "علمِ لَدُنّی" کہتے ہیں۔

○ **توجّہ و اِلقاء** : دُوسرے اِنسان کے دِل میں ذکر اور محبتِ الٰہی کا پہنچانا "توجہ و القاء" کہلاتا ہے۔

○ **مُعجزہ** : خرقِ عادات کے اقسام سے جو بات نبی سے ظاہر ہو، اُسے "معجزہ" کہتے ہیں۔

○ **کرامت** : خرق عادات کے قبیلہ سے جو بات اولیاء اللہ سے صادر ہو، وہ "کرامت" کہلاتی ہے۔

○ **معونت** : خلافِ عادت جو بات مجنون یا عام مؤمن سے ظاہر ہو، اُسے "معونت" کہتے ہیں۔

○ **اِستدراج** : خلافِ عادت بات جو کافر سے ظاہر ہو، اُسے "اِستدراج" کہا جاتا ہے۔

○ **صاحبِ تمکین** : وہ سالک جو منازلِ سلوک مثلاً ناسوت، جبروت، لاہوت وغیرہ طے کرکے واصل الی اللہ ہوگیا ہو، وہ "صاحبِ تمکین" ہے۔

○ **صاحبِ تلوین** : جو سالک کہ منازلِ سلوک طے کر رہا ہو "صاحبِ تلوین" ہے۔

مقاماتِ مُجدّدیہ کے مُراقبوں کی نیّتیں

نیّت مُراقبہ احدیّت : فیض آتا ہے اُس ذات سے کہ جامع ہے تمام کمالات کو اور پاک ہے ہر نقصان و زوال سے۔ میرا لطیفۂ قلب اس کے وارد ہونے کی جگہ ہے۔

مُراقباتِ مَشارب

اوّل مُراقبہ لطیفۂ قلب اپنے دِل کے لطیفہ کو قلبِ مُبارک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل رکھ کر زبانِ خیال سے اِلتجا کرے کہ "یا اللہ! تجلیاتِ افعالیہ کا جو فیض تُو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مُبارک سے حضرت آدم علیہ السّلام کے لطیفۂ قلب میں ڈالا ہے بحرمت پیران کبار میرے لطیفۂ قلب میں ڈال۔"

دوم مُراقبہ لطیفۂ رُوح اپنی رُوح کے لطیفہ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوح مُبارک کے لطیفہ کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے یہ عرض کرے کہ "یا اللہ! صفات ثبوتیہ کی تجلیات کا جو فیض تُو نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مُبارک کے لطیفہ سے حضرت نوح و ابراہیم علیہم السلام کے لطیفۂ رُوح میں ڈالا ہے بحرمت پیران

کبار میرے لطیفۂ روح میں ڈال۔"

سوم مراقبہ لطیفۂ سر اپنے سر کے لطیفہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے لطیفۂ مبارک کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے عرض کرے کہ: "یا اللہ! شیون ذاتیہ کے تجلیات کا جو فیض تُو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سر سے حضرت موسے علیہ السلام کے لطیفۂ سر میں ڈالا ہے۔ بحرمت پیران کبار میرے لطیفۂ سر میں ڈال۔"

چہارم مراقبہ لطیفہ خفی اپنے لطیفۂ خفی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفیٔ مبارک کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے عرض کرے کہ: "یا اللہ! صفاتِ سلبیہ کی تجلیات کا جو فیض تُو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ خفی میں ڈالا ہے۔ بحرمت پیرانِ کبار میرے لطیفہ خفی میں ڈال۔"

پنجم مُراقبہ لطیفۂ اخفی اپنے لطیفہ اخفی کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفی مبارک کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے عرض کرے کہ: "یا اللہ! شانِ جامع کی تجلیات کا جو فیض تو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ میں ڈالا ہے۔ بحرمت پیرانِ کبار میرے لطیفۂ اخفی میں ڈال۔"

تنبیہ: معلوم رہے کہ ہر مُراقبہ میں اس لطیفہ کو جو فیض

کے وارد ہونے کی جگہ ہے۔ لحاظ رکھ کر سلسلہ وار مشائخ کرام کے اسی لطیفہ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک دُوسرے کے متقابل آئینوں کی طرح فرض کر کے بطورِ انعکاس اس مخصوص فیض کو اپنے لطیفہ مخصوصہ میں منعکس سمجھے تاکہ بمقتضائے انا عند ظن عبدی بی مطلب حاصل ہو۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں ۔

نیت مُراقبہ معیت مضمون آیتِ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ کو ملحوظ رکھ کر پختہ یقین کے ساتھ جان لے کہ فیض اس ذات سے آرہا ہے' جو میرے ساتھ ہے۔ اور کائنات کے ہر ایک ذرہ کے ساتھ ہے۔ جس شان سے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہے' فیض کا منشا دائرۂ ولایتِ صغریٰ ہے۔ جو کہ اولیائے عظام کی ولایت اور اسماء و صفات مقدسہ کا ظل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ قلب ہے۔

نیّت مُراقباتِ ولایتِ کبریٰ

یہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے ۔

ولایتِ کبریٰ کا پہلا دائرہ مضمون آیتِ کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ کا لحاظ کر کے باطن میں یہ خیال کرے کہ فیض آرہا ہے اُس ذات سے جو میری رگِ جان سے میرے زیادہ نزدیک ہے۔ اس شان کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی مُراد ہے۔ فیض کے وارد ہونے کا مقام

لطیفہ نفس اور میرے عالم امر کے لطائفِ خمسہ ہیں۔ فیض کا منشا دائرۂ اوّل ولایتِ کبریٰ ہے، جو انبیاءِ عظام کی ولایت اور دائرۂ ولایتِ صغریٰ کا اصل ہے۔

ولایتِ کُبریٰ کا دُوسرا دائرہ

مضمون آیتِ کریمہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کا دِل میں لحاظ کرکے خیال کرے کہ فیض آرہا ہے اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ فیض کا منشا ولایتِ کبریٰ کا دُوسرا دائرہ ہے، جو انبیاء عظام کی ولایت اور پہلے دائرہ کی اصل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفۂ نفس ہے۔

ولایتِ کُبریٰ کا تیسرا دائرہ

مضمون آیتِ کریمہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کا لحاظ کرکے دِل میں خیال کرے کہ فیض اُس ذات سے آرہا ہے، جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں۔ فیض کا منشاء ولایتِ کبریٰ کا تیسرا دائرہ ہے، جو انبیاءِ عظام کی ولایت اور دُوسرے دائرہ کی اصل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفۂ نفس ہے۔

ولایتِ کُبریٰ کی قوس

آیت مذکورہ بالا کے مضمون کا لحاظ کرکے دِل میں خیال کرے کہ فیض اُس ذات سے آرہا ہے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں۔ فیض کا منشاء ولایتِ کُبریٰ کی قوس ہے جو تیسرے

دائرے کی اصل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفۂ نفس ہے۔

مُراقبہ اسم الظّاہر

اُس ذات سے فیض آرہا ہے جس کا نام الظاھر ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفۂ نفس اور عالم امر کے میرے لطائفِ خمسہ ہیں۔

مُراقبہ اسم الباطن

اُس ذات سے فیض آرہا ہے جس کا نام الباطن ہے۔ فیض کا منشاء ولایتِ عُلیا کا دائرہ ہے جو ملائکہ ملاءِ اعلیٰ کی ولایت ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرے عناصرِ ثلٰثہ سوائے عنصر خاک کے ہیں۔

مُراقبہ کمالاتِ نبوّت

اس ذات بحت سے فیض آرہا ہے جو کمالاتِ نبوّت کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ عنصر خاک ہے۔

مُراقبہ کمالاتِ رسالت

اُس ذات بحت سے فیض آرہا ہے جو کمالات رسالت کا منشاء ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ کمالاتِ اُولوالعزم

اس ذاتِ بحت سے فیض آرہا ہے جو کمالات اولوالعزم کا منشاء ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقت کعبۂ ربانی

اُس ذاتِ بحت سے فیض آرہا ہے جو تمام ممکنات کا مسجود الیہ اور کعبہ ربانی کی حقیقت ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی

جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ قرآن مجید

فیض آرہا ہے حضرتِ ذات کی وسعتِ بے چُون کے مبداء سے جو قرآن مجید کی حقیقت کا منشاء ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ نماز

فیض آرہا ہے حضرتِ ذات کی وسعتِ بے چُون سے جو حقیقتِ نماز کا منشاء ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ معبودیتِ صرفہ

فیض آرہا ہے اُس ذات سے جو معبودیتِ صرفہ کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ ابراھیمی

فیض آرہا ہے اس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشا ہے فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ موسوی

اس ذات سے فیض آرہا ہے جو حقیقتِ موسوی کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ مُحمّدی (صلی اللہ علیہ وسلم)

فیض آرہا ہے اُس ذات سے جو حقیقتِ محمدی کا منشاء ہے فیض کے وارد ہونے جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ احمدی فیض آرہا ہے اس ذات سے جو حقیقتِ احمدی کا منشا ہے فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حب صرفہ فیض آرہا ہے اس ذات سے جو حب صرفہ کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔

مُراقبہ دائرہ لاتعین فیض آرہا ہے ذات بحت کے ہاتھ سے جو دائرہ لاتعین کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

○

ختم ہائے جمیع خواجگان نقشبندیہ مجددیہ

قدس اللہ اسرارہم

ختمِ اوّل صبح

سُورۃ فاتحہ مُبارک سات بار ۔ درود شریف ایک سو بار، سُورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ اناسی۷۹ بار ۔ سُورۃ اخلاص شریف ایک ہزار بار، سُورۃ فاتحہ شریف سات بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔ اور یَاقَاضِیَ الْحَاجَات ایک سو بار ۔ یَاکَافِیَ الْمُہِمَّات ایک سو بار ۔ یَادَافِعَ الْبَلِیَّات ایک سو بار ۔ یَاشَافِیَ الْاَمْرَاض ایک سو بار ۔ یَارَفِیْعَ الدَّرَجَات ایک سو بار، یا مجِیبَ الدَّعُوات ایک سو بار ۔ یَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن ایک سو بار پڑھے ۔ اور اس کا ثواب جمیع حضرات نقشبندیہ کو بموجب تفصیل سلسلہ اور اس کی ترتیب کے پڑھ کر بخش دے ۔

ختم حضرت خواجہ غریب نوازؒ از حضرت غلام حسن صاحب رضی اللہ عنہ

درود شریف ایک سو بار ۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَحَسْبُہٗ پانچ سو بار ۔ بعد میں درود شریف ایک سو بار ۔

ختم قطب العارفین حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درود شریف ایک سو بار۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پانچ سو بار ، درود شریف ایک سو بار۔

ختم شریف حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی

رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ

يَآ اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ۔ پانچ سو بار۔

ختم شریف حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی

رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار۔ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ پانچ سو بار۔ درود شریف ایک سو بار۔

ختم شریف حضرت خواجہ محمد سراج الدین دامانی

رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پانچ سو بار۔ درود شریف ایک سو بار۔

ختم دوم بوقتِ ظہر

ختم حضرت غریب نواز حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رضی اللہ عنہ

درود شریف ایک سو بار ۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ یَا رَحِیْمَ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَغِیَاثَہٗ وَمَعَاذَہٗ یَا رَحِیْمُ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ تعالےٰ

درود شریف ایک سور بار ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ یَاخَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِكْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت خواجہ محمد سراج الدین دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

○

ختمِ سوم بوقتِ عصر

ختمِ جمیع خواجگان نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہم

حسبِ ترتیب مندرجہ تحریر گزشتہ

ختمِ شریف سرورِ کائنات مفخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تین سو تیرہ بار

ختمِ حضرت غریب نواز حضرت خواجہ غلام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ

درود شریف ایک سو بار ۔

وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ پانچ سو بار ۔ درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ پانچ سو بار ۔

درود شریف ایک سو بار ۔

○

سلسلہ شریفہ نقشبندیہ (فارسی)

از ابن الصدیق مولانا عبدالکریم بلوچ احمدانی
مؤلف کتاب "ملفوظاتِ حسنیہ"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احمد و صدیق و سَلماں، قاسم و جعفر دِگر
بایزید و بُوالحسن ، بُوالقاسِم خورشید فر

بعد ازاں شُد بُوعلی . بُویوسفِ دریائے فیض
عبدِ خالق ، عارف و محمود شاہِ داد گر

پس علی باباسماسی ، پس کُلال و نقشبند
پس علاؤالدّین و یعقوب آں مَہے چَرخے ہُنر

پس عُبیدُ اللّٰہ و زاھد ، خواجۂ درویش اجل
خواجہ امکنگی و باقی وارثِ خیرُالبشر

پس مُجدّد ، عُروۃُ الوثقٰی وسَیفُ الدّین بُود
پس مُحمّد مُحسن و نُورِ محمد دال زَبَرْ

جانِ جاناں مظہر و عبداللہ شاہ و بُوسعید
زاں سپس احمد سعیدِ رازدانِ خیر و شر

پس قیوم دوست مُحمّد ۔ پس قیوم عُثمان شُد
شہ سراج الدّیں شُدَ انہارِ فیوضش بے شُمَر

قُطبِ عالم، غَوثِ اعظم، گشتہ قیومِ زماں
غلامِ حَسَن شُد بعد از جُملہ شہاں باکرّ و فر

یا الٰہی ! از طفیل جُملہ پیرانِ کبار
از گناہے عَبد پوش و از خطایش درگزر

حُبِّ ذاتِ خُود عطا کُن وَ اعرِض عنّی عن غیور
نقِّ قلبی عن وَساوِس، دُور دار از من ضرر

○

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ (اردو)

از مولانا محمد حیات ڈیروی

یا الٰہی ! اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفٰے کے واسطے

عاصی خاطی ہوں یارب بخش میرے سب گناہ
حضرتِ صدیقِ اکبر مجتبٰے کے واسطے

نورِ وحدت سے مِرے دِل کو منوّر کر اِلٰہ
حضرتِ سلمان پارس کیمیا کے واسطے

ہو زباں پر ذِکر ہر دم اور دل میں ہو حضور
حضرتِ قاسم امامِ اولیا کے واسطے

جس طرف دیکھوں، نظر آئے مجھے تیرا ہی نور
جعفرِ صادِق امامِ دوسرا کے واسطے

اُلفتِ دُنیا نکل جائے مِرے دِل سے تمام
بایزید نامور شمس الضحٰی کے واسطے

آتشِ عشقِ نبی میں جان و تن میرا جلا
بُو الحسن خرقانیٔ بدرُ الدّجیٰ کے واسطے

نفسِ شیطاں کے فریبوں سے مُجھے لیجو بچا
بو علی فارمدی نورِ ہُدےٰ کے واسطے

زنگِ عصیاں سے مرے سینے کو یارب صاف کر
بُو یُوسفِ ہمدانی اہلِ صفا کے واسطے

غرق ہُوں بحرِ گناہ میں اے مرے مولیٰ بچا
عبدِ خالق غجدوانی رہنما کے واسطے

قولِ ثابت پر مجھے ثابت قدم رکھ اے خُدا
خواجۂ عارف ولیٔ بحرِ سخا کے واسطے

خوابِ غفلت میں پڑا ہُوں روز و شب مُجھ کو جگا
خواجۂ محمود کامل بے ریا کے واسطے

پردۂ دُوئی مرے دِل سے سراسر دُور ہو
شاہ علی رامیتنی کانِ حیا کے واسطے

تشنۂ دیدار ہُوں یارب دِکھا نُورِ جمال
حضرتِ بابا سماسی بادشا کے واسطے

راہِ سُنّت پر مجھے چلنے کی طاقت کر عطا
حضرتِ میرِ کُلالِ باوفا کے واسطے

نُورِ وحدت سِرِّ عِرفاں کردے مجھ پر آشکار
نقشبندِ بادشاہ پیرِ ھُدےٰ کے واسطے

تیرے ذکر و فکر سے خالی نہ گزرے ایک دَم
شاہ عِلاؤالدّین شیخِ اتقیا کے واسطے

ایسی اُلفت دے کوئی دَم میں نہ ہُوں تجھ سے جُدا
خواجۂ یعقوب چرخی پُرضیا کے واسطے

صِدقِ نیّت اور اِرادت بخش مُجھ کو اے خُدا
خواجۂ احرار تاجِ اصفیا کے واسطے

مُشکلیں آسان ہوں دُنیا و عقبیٰ میں تمام
خواجۂ زاھد محمد ، باخُدا کے واسطے

ظاہری اور باطنی بیماریاں سب دُور ہوں
شیخ دُرویشِ محمد باصفا کے واسطے

نیک بندوں کی خُدایا ہو مجھے صُحبت نصیب
خواجۂ امکنگیؒ طالب رضا کے واسطے

اپنے ذوق و شوق میں یا رب مجھے کیجو فنا
شیخ باقی باللہ اُس شیخ الوریٰ کے واسطے

دم بدم بڑھتا رہے دِل میں مِرے شوقِ لقا
شیخ سرہندی حبیب کبریا کے واسطے

کھول دے دِل پر مِرے رازِ طریقت اے خُدا
خواجۂ معصوم شاہِ اصفیا کے واسطے

بخش توفیقِ عبادت اور بدی سے لے بچا
شیخ سیفُ الدین پیرِ اولیا کے واسطے

مَرتے دم یا رب مِرا اِیمان پر ہو خاتمہ
حضرتِ محسن امامِ اسخیا کے واسطے

دُشمنانِ دین و دُنیا سے مجھے محفوظ رکھ
خواجۂ نورِ محمّد پیشوا کے واسطے

اپنے ذوق و شوق میں کیجو عطا مُجھ کو کمال
حضرتِ جاناں شہید و مُقتدا کے واسطے

یاد میں تیرے ہو زندہ یہ دِل مُردہ مِرا
شاہ غلام علی شہِ جُود و سخا کے واسطے

حال میرا قال سے یا رب موافق کیجیو
شاہ ابو سعید پیر و رہنما کے واسطے

سر سے لے پاؤں تلک پُر نُور ہر اک بال ہو
اُس شہِ احمد سعید پیشوا کے واسطے

لے خبر میری خُدایا بے کس و بے چارہ ہُوں
حضرتِ دوست محمّد پارسا کے واسطے

اپنے در سے مُجھ کو نااُمید مت چھوڑ اے غنی
حضرت عُثمان شیخِ رہنما کے واسطے

خستہ حالی پر مرے یارب نگاہِ لُطف کر
حضرتِ خواجہ سراجُ الدّین قطبِ اَولیا کے واسطے

دونوں عالم میں الٰہی کردے مُجھ کو بامُراد
حضرتِ خواجہ غلام حسن شاہِ اصفیا کے واسطے

تیرے ذِکر و فکر سے پُر نُور ہو یہ میرا دِل
حضرتِ ثانی غُلام محمد پُرضیا کے واسطے

خواجگانِ نقشبندی کی محبّت ہو عطا
حضرتِ خواجہ محمّد حسن باوفا کے واسطے

رُوسیاہ شرمندہ و نادم کئے اپنے پہ ہُوں
آگرا در پر ترے میں اب دُعا کے واسطے

خواجگانِ نقشبندی کی صحبت کر عطا
قادری و سہروردی، چشتیا کے واسطے

ان بزرگوں کی شفاعت کر مِرے حق میں قبول
حشر میں ہوں سب وسیلہ مُجھ گدا کے واسطے

آسرا دونوں جہاں میں کُچھ نہیں تیرے سوا
بندۂ مِسکیں حیاتؔ پر خطا کے واسطے

○

باب نہم

تعویذات و عملیات

طریقۂ تلاوت حزب البحر

موافق نقلِ حضرت جناب مولوی قاضی عطا محمد صاحب قریشی
سکنہ قادر پور راں ضلع مُلتان

ہر روز بعد نماز مغرب بلاناغہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلِفْ بَا تَا ثَا جِیْم حَا خَا دَال ذَال رَا زَا
سِیْن شِیْن صَاد ضَاد طَا ظَا عَیْن غَیْن فَ قَاف
کَاف لَام مِیْم نُوْن وَاوْ ھَا یَا ایک سانس میں پڑھے
رَبِّ سَهِّلْ وَ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ عَلَیْنَا یَا رَبِّ۔ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ
یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ اَنْتَ رَبِّیْ وَ عِلْمُكَ حَسْبِیْ
فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ تَنْصُرُ مَنْ تَشَآءُ
وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ فِی
الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ
مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ
مُطَالَعَةِ الْغُیُوْبِ فَقَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا
شَدِیْدًا ○ وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ○ فَثَبِّتْنَا عَلٰی
اُمُوْرِ الشَّرِیْعَةِ ○ ۳ بار   اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ عَزِیْزًا فِیْۤ اَعْیُنِ
النَّاسِ وَذَلِیْلًا فِیْ عَیْنِیْ وَانْصُرْنَا عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَآئِقِ ○
۳ بار   وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ
لِسَیِّدِنَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِیْدَ
لِسَیِّدِنَا دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّیَاحَ وَالشَّیٰطِیْنَ
وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ لِسَیِّدِنَا سُلَیْمٰنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ
الْمُلْكَ وَالْمَلَكُوْتَ وَالْعَوَالِمَ كُلَّهَا لِسَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا
وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلٰىنَا مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ وَزِیْرٍ وَّاَمِیْرٍ وَّرَعِیَّةٍ وَسَخِّرْ لَنَا
كُلَّ بَرٍّ وَّفَاسِقٍ وَّفَاجِرٍ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ
فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرِ الدُّنْیَا
وَبَحْرِ الْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَسَخِّرْ لَنَا
كُلَّ شَیْءٍ یَا مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ
تُرْجَعُوْنَ ○ كٓهٰیٰعٓصٓ ○ بالمقابل ہر حرف کے دونوں
ہاتھوں کی انگلیوں کو چھنگلیا سے بند کرنا شروع کریں   فَانْصُرْنَا
فَاِنَّكَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ ○ ہر دو انگوٹھے کھولیں   وَافْتَحْ لَنَا
فَاِنَّكَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ○ انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں
کو کھولیں   وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ○ دونوں شہادت
والی انگلیوں کو کھولیں   وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○
ہر دونوں چھنگلیا کو کھولیں   وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ ○

دونوں ہاتھ منہ اور بدن پر سر سے لے کر پاؤں تک لے آئے
وَاهْدِنَا وَ نَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ
خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ
السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا ○ تصور
مطلب خود بخود داشتہ مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا
وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَ دُنْيَانَا وَكُنْ لَّنَا صَاحِبًا
فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا وَحَامِيًا وَّمُعِيْنًا فِيْ حَضَرِنَا
وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَآئِنَا ○ (تین بار دونوں ہاتھ زمین پر
مارے اور مقہوری اعداء کا تصور کرے) وَامْسَخْهُمْ عَلٰى[1]
مَكَانَتِهِمْ ○ (تین بار دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور مقہوری
اعداء کا تصور کرے) فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْءَ
اِلَيْنَا وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ
فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ
فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○ يٰسٓ ○ يٰسٓ ○ يٰسٓ ○
وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى
اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ
اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْ

بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِہِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰہُمْ فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ○ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ ○ تین بار دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور مقہوری اعداء کا تصوّر کرے۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ ○ تین بار ہر دونوں کی مُٹھیاں زمین پر مارے اور مخذولیٔ اعداء کا تصوّر کرے لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○ تین بار۔ ہر دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ والی اُنگلیوں سے دُشمنوں کی طرف اشارہ کرے۔ طٰہٰ طٰسٓمٓ ○ پہلے والی ترتیب کی طرح اُنگلیوں کو بند کرے۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ○ ترتیب کے ساتھ اُنگلیوں کو کھول دے۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَہُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ○ حٰمٓ سامنے کہے حٰمٓ پیچھے کہے حٰمٓ دائیں طرف کہے حٰمٓ اِسی طرح بائیں طرف۔ اُوپر اور نیچے کی طرف کہے۔ پھر یہ دُعا پڑھے: دَفَعْتُ بِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی کُلَّ بَلَآءٍ وَّقَضَآءٍ تَجِیْءُ مِنْ ھٰذِہِ الْجِہَاتِ السِّتَّۃِ نَاْمَنُ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ جَمِیْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاھَاتِ حُمَّ الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَیْنَا لَا تُنْصَرُوْنَ ○ حٰمٓ ○ تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ○ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ بِسْمِ اللّٰہِ بَابُنَا تَبَارَکَ حِیْطَانُنَا ○ یٰسٓ سَقْفُنَا کٓھٰیٰعٓصٓ ○ چھنگلیا سے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں بند کرے۔ کِفَایَتُنَا حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ انگلیوں کو کھول دے۔ حِمَایَتُنَا اٰمِیْن ○ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَ عَيْنُ اللهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا
وَ بِحَوْلِ اللهِ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ عَلَيْنَا وَاللهُ مِن وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ○
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○ فَاللهُ خَيْرٌ
حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ اِنَّ وَلِيِّ يَ اللهُ الَّذِيْ
نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ بِسْمِ اللهِ الشَّافِيْ بِسْمِ اللهِ الْكَافِيْ
بِسْمِ اللهِ الْمُعَافِيْ بِسْمِ اللهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ
شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
تین بار ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○
وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ
الرّٰحِمِيْنَ ○ اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
وَسَلِّمْ
عَلَيْهِ

دَر ذکر مَنازل حِصن الحصین لِلجزری

جمعرات کے دن شروع کرے اور الحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصالحات مس نے تک پڑھے۔ اور

جمعہ کے دِن الذی یقال فی صباح کل یوم وماه سے شروع کرکے اللهم اعطنی نورام دس تک پڑھے۔ اور

ہفتہ کے دِن وعند دخول المَسجد اعوذ بالله سے یدعو الاهل الطعام اللهم بارك فیما رزقتهم فاغفرلهم وارحمهم مُتِ س مُصُ تک۔ اور

اِتوار کے دِن اللهم اطعم من اطعمنی واسق من سقانی سے فی کتابه الدعاء حسبنا الله و نعم الوکیل خَ تِ سَ تک پڑھے۔

پیر کے دِن حسبی الله و نعم الوکیل خَ سے وان کان مسیئا فاغفرله و لا تحرمنا اجره ولاتفتنا بعده حب تک۔ اور

منگل کے دِن واذا وضعه فی قبرهٖ قال بسم الله وعلی سنة رسول الله سے عود لسانك باللهم اغفرلی فان لله ساعات لایرد فیهن سائلا تک۔ اور

بُدھ کے دِن فضل القران العظیم و سورة منه و آیات آخر تک پڑھے۔

دلائل الخیرات پڑھنے کا طریقہ

منگل کے دن پہلے اللہ کے نام پڑھے اور ہر نام کے ساتھ لفظ جل جلالہٗ پڑھے اس کے بعد نبی کریمؐ کے نام پڑھے اور ہر نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے ۔ پھر دلائل کے شروع سے اللّٰھم اجعلنی منك فی عیاذ منیع وحرز حصین من جمیع خلقك حتی تبلغنی اجلی معافی تک پڑھے ۔ اور

بُدھ کے دن اللّٰھم صل سے شروع کرے اور ولا تحل بیننا و بینه یوم القیامة یا رب العالمین و اغفرلنا ولوالدینا و لجمیع المسلمین الحمد للہ رب العالمین تک پڑھے ۔

جمعرات کے دن اللھم صل علی النبی الھاشمی سے شروع کرے اور واغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انك رؤف رحیم تک پڑھے ۔ اور

جمعہ کے دن اللھم صل سے شروع کرے اور ورضی اللہ عن اصحابه الاعلام ائمة الھدیٰ ومصابیح الدنیا وعن التابعین و تابع التابعین لھم باحسان الیٰ یوم الدین والحمد للہ رب العالمین تک پڑھے ۔ اور

ہفتہ کے دن اللّٰھم رب الارواح والاجساد سے شروع

کرے اور ولا تجعلہ غاضبا علینا واغفر لنا ولوالدینا ولجمیع المسلمین والاحیاء منھم والمیتین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین تک پڑھے۔

اِتوار کے دِن فاسئلك یا الله یا الله سے شروع کرے اور وان ترحمنا وان تعفو عنا وتغفر لنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات والحمد للہ رب العالمین وھو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تک پڑھے۔ اور

پیر کے دِن اللھم صل علیٰ سیدنا محمد سے شروع کرے اور خاتمہ تک مع دُعاء خاتمہ کے پڑھے۔

عمل سُورۃ یٰسٓ

پہلے تین بار درود شریف پڑھ کر لفظ یٰسٓ تین بار تکرار کرے۔ والقراٰن الحکیم سے آگے ہر مُبین پر الحمد للہ رب العٰلمین سے نستعین تک پڑھ کر شہادت کی اُنگلی کھڑی کرکے پُوری اذان کہیں اور جب سَلامٌ قولاً من ربٍ رّحیم پر پہنچیں تو اس آیت کو سات بار پڑھ کر یاسلامُ یاربُّ یارحیمُ کو بھی سات مرتبہ پڑھیں جب ذٰلک تقدیر العزیز العلیم پر پہنچیں تو اس آیت کو سات بار پڑھ کر یاقدیرُ یاعزیزُ یاعلیمُ کو سات بار پڑھیں۔ جب مثلھم پر پہنچیں تو اس کو تین بار کہیں۔ پھر پُوری سورۃ والیہ ترجعون تک پڑھ کر سورۃ فاتحہ ایاك نعبد و ایاك نستعین تک پڑھ کر شہادت کی انگلی کا اشارہ کرکے پُوری اذان کہے۔ پھر اھدنا الصّراط المستقیم سے ولا الضالین، اٰمین تک پڑھ کر درود شریف تین مرتبہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تین سو بار یاذالجلال والاکرام تین سو بار لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظٰلمین تین سو بار۔ درود شریف تین بار پڑھ کر ثواب حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کو بخش کر ان کے وسیلے سے دُعا مانگیں۔

چالیس دن کے اندر مشکل حل ہوجائے گی۔

عمل سورۃ مُزَمِّل

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یَاۤ اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ بِقُدْرَۃِ الْخَفِی وَ دَرِّکْنِیْ قَضَآءِ حَاجَتِیْ یَا اَحْمَدُ ○ اکتالیس ۴۱ بار بعد نمازِ فجر یا درمیان ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کے درمیان پڑھیں۔ مشکل حل ہوجائے گی۔

اور اگر پوری سورۃ کا عمل کرنا ہو تو یَا اَحْمَدُ یَا اَللّٰہُ یَا اِسْرَافِیْلُ یَا سَمُوْطِیْثَا بِحَقِّ یَا اَللّٰہُ یَا بُدُّوْحُ یَا جِبْرَائِیْلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَہٗ سے آخر تک پڑھے۔ جب رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا پر پہنچے تو اس کو گیارہ بار پڑھے۔ اور جب فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ○ پر پہنچے تو اس کو یَا عَزِیْزُ الْوَھَّابُ پانچ سو بار پڑھے۔ پھر سورۃ ختم کرکے درود شریف سینتالیس ۴۷ بار پڑھے۔

بفضلہ تعالیٰ جس کام کے لیے پڑھی جائے پورا ہوجائے گا۔

حصولِ مطالب ہر قسم

درمیان نمازِ عشاء و وتر یعنی وتروں سے پہلے آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تین سو تیرہ ۳۱۳ مرتبہ پڑھ کر گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں۔

دشمنوں پر فتح مندی حاصل ہو

نمازِ صبح کے بعد لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پوری سُورۃ ایک سَو ایک ۱۰۱ بار پڑھیں۔

گم شدہ چیزوں کو ڈھونڈنا

گُم شدہ چیز کو ڈھونڈتے رہیں اور زبان پر یہ وِرد رہے :۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ۔

اِستخارہ

عشاء کی نماز کے بعد اوّل درود شریف گیارہ مرتبہ۔ سورۃ یٰسٓ تین بار اور درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر سو رہیں۔

شفاء امراض

سات تار دھاگہ پر سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ سات سات بار پڑھی جائے اور دھاگے کو سات گرہ دیدی جائیں۔ ہر مرض سے بحکمِ الٰہی شفا ہوگی۔

دردِ سر

درد والے کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار یا سات بار پڑھنے سے آرام آجاتا ہے۔

برائے دفعِ جن

دفعِ جنات کے لیے لکھ کر گلے میں باندھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذا كتاب من مُحمّد رسُول الله ربّ العٰلمين الیٰ طرق الدّار من العمار والزوّار والسّائحين الاطارقًا يطرق بخير يارحمٰن امّابعد فان لنا ولكم فى الحق سعة فان تك عاشقًا مولعًا او فاجرًا مُقتحمًا او راعيا حقًا مبطلًا هٰذا كتاب الله ينطق علينا وعليكم بالحق انا كنا نستنسخ ماكنتم

تعملون و رسلنا یکتبون ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھٰذا و انطلقوا الی عبدة الاصنام و الی من یزعم ان مع اللہ الٰھًا اٰخر لا الٰہ الا ھو کل شیٔ ھالك الا وجھہ لہ الحکم و الیہ ترجعون تقلبون حٰمٓ لا تنصرون حٰمٓعٓسٓقٓ تفرق اعداء اللہ و بلغت حُجۃ اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فسیکفیکھم اللہ و ھو السمیع العلیم

گمشدہ کی بازیابی، بردہ گریختہ

قفلِ آہنی پر اکیس بار سُورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرکے گم شدہ کا نام لے کر قفل بند کردیں، کوری ہنڈیا (کُنّی) میں رکھ کر پانی ڈال دیں۔ سارا دِن آگ پر رہنے دیں۔ اِن شاء اللہ جلد واپس آجائے گا۔

برائے ہر حاجت

اس رباعی کو ہر نماز کے بعد ساٹھ بار پڑھے:

اے زلفِ سیاہِ تُو بلائے دِلِ من
وے لعل لبت گرہ کشائے دِلِ من

من دِل نہ دہم بہ کس برائے دِلِ تو
تُو دِل نہ دہی بہ کس برائے دِلِ من

برائے بندش بول و براز اور پتھری مثانہ

لکھ کر مریض کو پلائیں۔ شفایاب ہوجائے گا۔ اِن شاء اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بُست الجبال بسًّا فکانت هباءً منبثا وحملت الارض والجبال فدکتا دکة واحدة

ایضاً مثل اوّل واذا استسقٰی مُوسٰی لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا

ایضاً مثل فوائد بالا قل کونوا حجارة اوحديدا اوخلقا مما يكبر فی صُدوركم فسيقولون من يعيدنا قل الذی فطركم اول مرة فسينغضون اليك رؤسهم ويقولون متٰی هو قل عسٰی ان يكون قريبا۔

ایضا سُورۃ تکاثر لِکھ کر پلانا۔

ایضا آیت ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر و فجرنا الارض عيونا فالتقی الماء علٰی امر قد قدر لِکھ کر گلے میں باندھیں اور پلائیں۔ پتھری اور بندشِ بول کے لیے مفید ہے۔

سلسل بول، جریان، افراطِ حیض، نکسیر دائمی کے لیے

لکھ کر مریض کو پلائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قیل یا ارض ابلغی ماءك و یا سماء اقلعی و غیض الماء و قضی الامر قل ارأیتم ان اصبح ماؤكم غورا فمن یاتیكم بماء معین

بچے کی بدخوئی

لکھ کر گلے میں ڈالیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائة سنین وازدادوا تسعا یومئذ یتبعون الداعی لاعوج لہ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا

نظرِ بد

ہلدی کی گتھی پر تین بار الاسلام حق والکفر باطل پڑھ کر دم کر کے آگ میں ڈالیں اور دھواں مریض کو پہنچائیں۔

چیچک

سات دانہ چاول سالم لے کر ہر ایک دانہ پر سات سات بار سورۃ الکوثر پڑھیں۔ اوّل و آخر درود شریف تین تین بار بھی پڑھیں اور مریض کو کھلائیں۔

بُرے ہمسائے کا دفع کرنا

سات پُرانی قبروں کی مٹی جُدا جُدا لے کر ہر ایک پر سات سات بار سورۂ کوثر پڑھ کر دم کریں اور مٹی کو کپڑے میں باندھ کر ویرانے میں ڈال دیں۔ منگل کو یہ کام کریں۔

دردِ سر

مریض کے سر پر یَابَاسِطُ لکھ دیں۔ درد رفع ہوجائے گا۔

رُوٹھے کو منانا

اوّل و آخر درود شریف گیارہ بار درمیان میں مطلوب کا تصوّر کرکے یَاوَدُوْدُ ہزار بار روزانہ پڑھیں۔ بفضلِ الٰہی راضی ہوجائے گا۔

دفع مشکل، احضار غائب، شفائے مرض

درمیان سنّت فجر و فرض سورۃ فاتحہ اِکتالیس ۴۱ بار پڑھیں۔ ضرورت مند خود پڑھے۔

دِیوانہ کُتّا کاٹے

چالیس ٹکڑے روٹی کے لے کر ہر ایک پر انهم یکیدون کَیدًا و اَکِید کَیدا فمهل الکافرین امهلهم رُویدا

لکھ کر ہر روز ایک ایک ٹکڑا کھلائیں ۔

افسر کے غصّہ سے بچنے کے لیے

کٓھٰیٰعٓصٓ کَفِیْتُ ہر حرف پر دائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بند کرے اور حٰمٓعٓسٓقٓ حَمِیْتُ ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بند کرے ۔ افسر کے سامنے دونوں ہاتھ کھول دے ۔

جمیع امراض کے لیے

آیاتِ شفا چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پلائیں تین سے سات روز تک شفا حاصل ہوگی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ویشف صدور قوم مومنین وشفاء لما فی الصدور یخرج من بطونها شراب مُختلف الوانه فیه شفاء للناس وننزل من القرأن ماهو شفاء قل هو للّذین اٰمنوا هدی وشفاء

۳۳ آیاتِ قرآنیہ

سحر. سیاطین، چوروں، اور درندوں سے حفاظت کے لیے، یہ ۳۳ آیاتِ قرآنی لکھ کر اپنے پاس رکھے اور گھول کر پلائے تو سحر دفع ہوجائے گا ۔ حضرت قبلہ خواجہ صاحب کا فرمان ہے کہ جو شخص ان آیات کو ایک بار صبح اور ایک بار شام کو پڑھے امانِ الٰہی میں آجائے گا ۔ کسی اسم اور دُعا کی رجعت

اس پر اثر نہ کرے گی: بسم الله الرحمن الرحيم ○ الٓمّٓ
ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين ○ الذين
يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة و مما رزقناهم
ينفقون ○ والذين يومنون بمآ انزل اليك ومآ انزل
من قبلك و بالاٰخرة هم يوقنون ○ اولٰئك علٰى هدًى
من ربهم و اولٰئك هم المفلحون ○ بسم الله الرحمن الرحيم
الله لا اله الا هو الحى القيوم لا تأخذه سنة و لا نوم
له ما فى السمٰوٰت و ما فى الارض من ذالذى يشفع عنده
الا باذنه يعلم ما بين ايديهم و ما خلفهم ولا يحيطون
بشئ من علمهٖ الا بما شآء وسع كرسيه السمٰوٰت
والارض ولا يئوده حفظهما وهو العلى العظيم
لا اكراه فى الدين قد تبين الرشد من الغى فمن
يكفر بالطاغوت ويومن بالله فقد استمسك
بالعروة الوثقٰى لا انفصام لها و الله سميع عليم
الله ولى الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور
والذين كفروا اولياء هم الطاغوت يخرجونهم
من النور الى الظلمات اولٰئك اصحاب النار هم فيها
خلدون ○ اور تین آیات سورۃ بقرہ کے آخر کی بسم الله الرحمن الرحيم
لله ما فى السمٰوٰت و ما فى الارض و ان تبدوا ما فى انفسكم
او تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب
من يشاء والله على كل شئ قدير ○ امن الرسول بمآ انزل

الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملئکتہ و
کتبہ ورسلہ قف لا نفرق بین احد من رسلہ قف و قالوا
سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ○ لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا
لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا
کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا
طاقة لنا بہ واعف عنا قف واغفر لنا قف وارحمنا قف انت
مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین ○ اور تین آیات
سورۃ اعراف کی ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض
فی ستة ایام ثم استوی علی العرش قف یغشی الیل النہار
یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات
بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین ○
ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انہ لا یحب المعتدین ○
ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا وادعوہ خوفا وطمعا
ان رحمة اللہ قریب من المحسنین ○ اور سورۃ بنی اسرائیل
کی آخری آیات قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا
فلہ الاسماء الحسنی ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت
بہا وابتغ بین ذلک سبیلا ○ وقل الحمد للہ الذی
لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ
ولی من الذل وکبرہ تکبیرا ○ اور سورۃ صفت کی
ابتدائی دس آیات والصافات صفا ○ فالزجرت زجرا ○

فالتّٰلیٰت ذکرًا ○ ان الٰهکم لواحد ○ رب السمٰوٰت والارض
و ما بینهما و رب المشارق ○ انّا زیّنّا السماء الدنیا بزینة
الکواکب ○ وحفظًا من کل شیطٰنٍ مّارد ○
لا یسّمعون الی الملاء الاعلیٰ و یقذفون من کل جانب ○
دحورًا و لهم عذابٌ وّاصبٌ ○ الّا من خطف الخطفة
فاتبعه شهابٌ ثاقبٌ ○ فاستفتهم اهم اشد خلقًا
ام من خلقنا ؕ انّا خلقنهم من طین لازب ○ اور سورۃ رحمٰن
کی دو آیات یامعشر الجن و الانس ان استطعتم ان
تنفذوا من اقطار السمٰوٰت و الارض فانفذوا ؕ لا تنفذون
الا بسلطان ○ فبایّ اٰلاءِ ربکما تکذبٰن ○ یرسل
علیکما شواظٌ من نارٍ وّ نحاسٌ فلا تنتصران ○
اور سورۃ حشر کی آیات لو انزلنا هٰذا القراٰن علیٰ جبلٍ لرأیته
خاشعًا متصدعًا من خشیة الله ؕ و تلک الامثال نضربها
للناس لعلهم یتفکرون ○ هو الله الذی لا اله الا هو ۚ
عٰلم الغیب و الشهادة ۚ هو الرحمٰن الرحیم ○ هو الله الذی
لا اله الا هو ۚ الملک القدوس السلٰم المؤمن المهیمن العزیز
الجبار المتکبر ؕ سبحٰن الله عما یشرکون ○
هو الله الخالق البارئ المصوّر له الاسماء الحسنیٰ ؕ یسبح
له ما فی السمٰوٰت و الارض و هو العز الحکیم ○ اور
سورۃ ن کی آیات قل اوحی الیّ انه استمع نفر من الجن
فقالوا انا سمعنا قراٰنًا عجبًا ○ یهدی الی الرشد فاٰمنا به ؕ

ولن نشرك بربنا احدًا ○ وانه تعالٰى جد ربنا مااتخذ صاحبة ولا ولدا ○ وانه كان يقول سفيهنا على الله شططا ○ یہ وہ تینتیس آیات ہیں۔

بعض لوگ ان پر سورۃ فاتحہ، قل یاایہا الکٰفرون قل ھو اللہ احد اور معوذتین زیادہ کرتے ہیں۔

برائے چیچک

نیلے دھاگے پر سورۃ رحمٰن پڑھے۔ جب تکذبٰن پر پہنچے ایک گرہ دے کر دم کرے۔ اسی طرح یہ آیات سورہ میں اکتیس بار آتی ہے۔ تو اکتیس ۳۱ گرہ دے کر سورۃ پوری کرکے سب پر دم کرکے بچے کے گلے میں ڈال دے۔

اسماء اصحاب کہف

یہ امان ہیں غرق، حرق (جلنا) چوری، غارت، امراض و حاجات کے لیے لکھ کر مکان، مال و متاع یا کشتی میں رکھیں۔ سب محفوظ ہوں گے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الٰہی بحرمت یملیخا ۱، مکسلمینا ۲، کشفوطط ۳، تبلونس ۴، اذرفطیونس ۵، کشافطیونس ۶، یوانس ۷ بوس وکلبہم قطمیر وعلی اللہ قصد السبیل ○

قضاء حاجات

غم و اندوہ دُور ہوں۔ چار رکعت نمازِ نفل پڑھیں۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد لآ الٰہ الآ انت سُبحٰنك اِنی کنت من الظالمین ○ فاستجبنا له و نجّینٰه من الغم وکذلك ننجی المؤمنین ○ سو بار پڑھیں اور دُوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ربِ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ○ سو بار پڑھیں۔ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیرٌ بالعباد ○ سو بار پڑھیں چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو بار پڑھنا ہے۔ سلام کے بعد رب انی مغلوب فانتصر سو بار کہے اور اللہ تعالےٰ سے دُعا مانگے۔

جنّات کی سنگ باری

لوہے کی چار مینخیں لے کر ہر ایک مینخ پر پچیس بار پڑھ کر مکان کے کونوں میں گاڑ دے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ انهم یکِیدون کَیدًا و اکِیدُ کَیدًا فمهل الکافرین امهلهم رویدا ○

ایضاً اسماء اصحابِ کہف لِکھ کر چاروں طرف دیوار پر لٹکادیں۔ سنگ باری دُور ہوجائے گی۔

علاج عقیمہ

ہرن کے چمڑے پر زعفران و عرق گلاب سے لکھ کر کمر میں باندھے ان شاء اللہ حمل ہوگا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولو ان قرانًا سُیرت به الجبال او قطعت به الارض او کُلّم به الموتیٰ بل للہ الامر جمیعا ○ افلم یایئس الذین امنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا ○

ایضا برائے حمل : اکتالیس لونگ لے کر ہر ایک لونگ پر سات بار پڑھ کر دم کرے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ او کظلمٰت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ○ ظلمٰت بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰیھا ○ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور ○ ہر رات ایک لونگ کھائے۔ اوپر پانی نہ پیے۔ ہر رات کو قربت کریں۔ یہ عمل جب حیض سے پاک اسی روز شروع کریں۔

حفظِ جنین در شکمِ مادر

عورت کے قد کے برابر زرد رنگ کا اکتالیس تار دھاگا لے کر سات بار پڑھ کر دم کردے ایک گرہ دے کر عورت کی کمر میں باندھے : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ○ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ○ اور تل

یاایہاالکٰفرون پُوری سورت سات بار پڑھ کر ہر بار دھاگے پر دم کریں اور گرہ لگائیں۔

دفعِ مشکل

یابدیع العجائب بالخیر بارہ روز تک روزانہ ایک ہزار دو سو بار پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ مشکل حل کردے گا۔

برائے دردِ زہ

کاغذ پر لکھ کر پاک کپڑے میں باندھ کر بائیں ران پر باندھیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ والقت مافیہا و تخلت واذنت لربہا وحقت اھیا اشراھیا ○

جس عورت سے لڑکیاں ہوں لڑکے کیلیے

حمل کے تین ماہ کے اندر ہرنی کے چمڑے پر گلاب و زعفران سے لکھ کر کمر پر باندھے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ اللہ یعلم ماتحمل کل انثیٰ وماتغیض الارحام وماتزداد وکل شیٔ عندہ بمقدار ○ عالم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال ○ یاذکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا ○ بحق مریم وعیسیٰ ابنا صالحا طویل العمر بحق محمد و آلہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم۔

○

برائے مسان (بچّہ زندہ نہ بچتا ہو)

اجوائن اور کالی مرچ لے کر سوموار کو بوقتِ ظہر سُورۃ " والشّمس" اِکتالیس۴۱ بار پڑھے۔ ابتداء و اِنتہا درود شریف پر ہو۔ ظہورِ حمل پر روزانہ تھوڑا تھوڑا کھاتے رہیں۔ جب تک بچّہ دُودھ پینا نہ چھوڑے اِن شاء اللہ لمبی عمر والا ہوگا۔

جو عورتیں لڑکیاں جنتی ہوں

عورت کے پیٹ پر انگشتِ شہادت سے ستّر دائرے بنائیے ہر بار اُنگلی پھیرتے ہُوئے یَامَتِیْنُ کہیں۔ بفضلہ تعالٰے لڑکا پَیدا ہوگا۔

جانوروں کی بیماری گل گھوٹو کا دفع کرنا

ایک تعویز لِکھ کر ٹلّی میں دُوسرا لِکھ کر پانی میں گھولیں۔ اور جانوروں کے مُنھ پر چھینٹے ماریں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ ولی الذین اٰمنو یخرجھم من الظلماتِ الی النور والذین کفروا اولیآؤھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات اولئك اصحاب النار ھم فیھا خٰلدون

دفع زنا

دفعِ زنا کے لیے عَلَیْھِمُ الشُّقَّۃُ پڑھے۔ اور اگر اس کو پڑھ

کر کتوں میں چلا جائے تو کچھ ایذاء نہ دیں گے۔

مرض لادوا

(جس سے اطباء عاجز ہوں)

سفید چینی کی پلیٹ پر لکھ کر چالیس روز پلائیں یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَآئِہٖ یَاحَیُّ ○ اگر سورۃ فاتحہ پلالیں تو زود اثر ہوگا۔

گم شدہ چیز کی بازیابی

بلاکمی بیشی ایک سو انیس (۱۱۹) بار یَاحَفِیْظُ پڑھیں۔ اور یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ بھی ایک سو انیس بار پڑھیں واپس مل جائے گا۔

برائے تپ لرزہ

لکھ کر پلائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ براۃ من اللہ العزیز الحکیم الی ام ملدم التی تاکل اللحم وتشرب الدم وتھشم العظم امابعد یاام ملدم ان کنت مومنۃ فبحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وان کنت یھودیۃ فبحق موسیٰ الکلیم علیہ السلام وان کنت نصرانیہ فبحق المسیح عیسیٰ

بن مریم علیهما السلام ان لا اکلت لفلان ابن فلانه لحما ولا شربت له دما ولا هشمت له عظما و تحولی عندالی من اتخذ مع الله الٰهًا اخر لا الٰه الا هو العزیز الحکیم الا فانت بریئة من الله تعالیٰ والله تعالیٰ بری منك حسبنا الله ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ○ وصلی الله علی سیدنا محمد و اٰلہٖ واصحابہٖ وسلم ○

ایضا: آیت قلنا ینار کونی بردا وسلامًا علی ابراهیم ○ لکھ کر تپ والے کو پلائیں۔

خنازیر

مریض کے قد کے برابر چمڑے کا تسمہ لے کر تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر گرہ دیں۔ ہر گرہ کا فاصلہ تین انگل ہو۔ اسی طرح تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر گرہ دیتے جائیں۔ اسی طرح تمام تسمہ پورا کریں۔ اور پھر مریض کے گلے میں باندھیں۔

ایضا: تسمہ چرم مریض کے قد کے برابر لے کر اکتالیس گرہ دے ہر گرہ پر ایک بار پڑھیں بسم الله الرحمٰن الرحیم ○ اعوذ بعزة الله وقوة الله وعظمة الله وبرهان الله وسلطان الله وکنف الله وجوار الله وامان الله وحرز الله وصنع الله وکبریاء الله وکمال الله لا اله الا الله محمد رسول الله من شر ما اجد ○

پڑھ کر دم کریں۔ مریض کی گردن میں باندھیں۔

ضُعفِ بصر

بعد ہر نماز تین بار پڑھ کر آنکھوں پر دم کریں فکشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حديد ○

مِرگی کے لیے

تانبے کی پتری پر اتوار کو کندہ کریں اور گلے میں ڈالیں۔ ایک طرف: یاقہار ذو البطش الشدید انت الذی لایطاق انتقامہ یا قہار لکھیں۔ اور دُوسری طرف: یامذل کل جبار عنید بقہر عزیز سلطانہٖ لکھ کر گلے میں ڈالیں۔

برائے امراضِ سحت

بسم الله الرحمٰن الرحیم ○ اعوذ بکلمات الله التامات کلها من شر ما خلق ○ اعوذ بکلمات الله التامات الهامات من غضبهٖ وعقابهٖ ومن شر عباده ومن شر همزات الشیاطین وان یحضرون ○ بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیءٌ فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم ○ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ○ یاشافی یاشافی ○ وصلی الله علیٰ خیر خلقه محمد واٰلهٖ

واصحابہ اجمعین ○ لکھ کر بازو یا گلے میں باندھیں۔ اگر تمام بدن میں درد ہو تو اس تعویز کو لکھ کر پلائیں، تھوڑا سا پانی بچا کر کڑوے تیل میں ملا کر مقامِ درد پر ملیں۔

بچے کا تمام آفات و امراض سے محفوظ رہنا

لکھ کر گلے میں باندھیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من کل عین لامۃ ومن شر کل شیطان و ھامّۃ تحصنت بحصن الف الف لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○ وصلّی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ○

مُحافظتِ زراعت

کاغذ پر لکھ کر اُوپر نیچے کوری ٹھیکری دے کر درمیان میں بند کردیں اور کھیت کے درمیان دفن کردیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا رزاق العباد یا خلاق الخلائق یا فاطر السمٰوات ویا منبت الزرع فی الارض والنبات ویا مجیب الدعوات ادفع من ھذا الزرع شر الھوام والوحوش وشر الفارۃ والخنازیر المفسدۃ وارزقنا رزقًا حسنا وصلی اللہ علی خیر خلقہ مُحمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ○

دافع تپ ہر قسم

كٓهيٰعٓصٓ ○ ذكر رحمت ربك عبده زكريا ○
اذ نادى ربه ندآء خفيا ○ قال ربّ انى وهن العظم
مِنى واشتعل الرأسُ شيبا ولم اكن بدعآئك
ربّ شقيا ○ وصلى الله على خير خلقه مُحمد وآلہ
واصحابه اجمعين ○ کاغذ پر لِکھ کر گلے میں باندھیں۔

اور تین پرچوں پر یا مُحیط لِکھ کر تین دِن مریض کو کِھلائیں۔

دفعِ بواسیر

يارحيم كل صريخ ومكروب وغياثه
ومعاذه يارحيم وصلى الله علىٰ خير خلقه مُحمد
وآله واصحابه اجمعين ○ لِکھ کر کمر میں باندھیں۔

اور اگر صبح و شام سورۃ فاتحہ باتسمیہ سات بار پڑھ کر ہاتھ پر دم کرکے اپنے آگے پیچھے زانو تک پھیریں۔

ناف سے زانو تک اگر صرف تسمیہ سات بار پڑھ کر دم کریں تو بواسیر دفع ہوجائے گی۔

دفعِ دَرد

اللهم انت الباعث و انا المبعوث ومن يدع المبعوث

الا الباعث یارب وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہٖ و اصحابہٖ اجمعین ○ لکھ کر مقامِ درد پر باندھیں۔

مال جلدی فروخت ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ و ذٰلك ھو الفوز العظیم ○ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ مُحمد و الہٖ و اصحابہ وسلم لکھ کر اپنے مال میں رکھے، جلدی بِک جائے گا۔

تیزیٔ ذہن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ اللھم نور قلبی بعلمك واشرح صدری بنور معرفتك واستعمل بدنی بطاعتك و بارك وسلم ○ سبق شروع کرنے سے پہلے سات بار پڑھ کر سینہ پر دم کریں۔

بچے کا رونا

ط ط ط ط ط ھ ھ ھ ھ ھ قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ مُحمد و علیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین ○ لکھ کر بچے کے گلے میں باندھیں۔

برائے دفعِ طحال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ کان اللہ حلیمًا غفورًا یاطحال ارجع الیٰ مکانک بحق ابی بکرن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ○ لکھ کر طحال پر باندھیں۔

ایضًا: سات تہ نیلے کپڑے کرکے تر کریں اور طحال پر رکھیں۔ کپڑے پر کوری ٹھیکری رکھ دیں، اوپر انگارے رکھ کر اوپر تعویذ رکھ دیں۔

تعویذ یہ ہے:

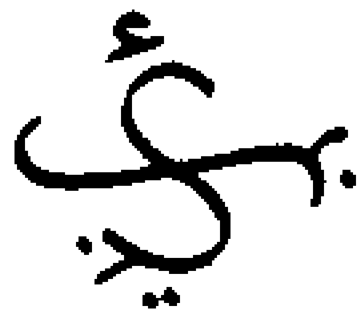

یرقان

لمبے پتوں کا گھاس لے کر ایک طرف سے مریض پکڑے اور دوسری طرف سے خود پکڑیں، بائیں ہاتھ سے۔ دائیں ہاتھ میں چاقو لیں۔ ایک بار سورۃ الم نشرح باتسمیہ پڑھ کر چاقو سے گھاس کاٹیں۔ اس طرح سات بار کریں۔ اوّل و آخر درود شریف بھی ضرور پڑھیں، یہ عمل تین اتوار کریں۔ یرقان ختم ہوجائے گا۔

ختم قادریہ

حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ حصول

جمیع مقاصد اور حلّ مُشکلات دینی و دُنیاوی : اوّل درود شریف ایک سو بار۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچ سو بار۔ درود شریف ایک سو بار ہمیشہ پڑھے، جب تک مطلب حاصل اور مشکل حل نہ ہو۔ ثواب حضرت غوث الثقلین کی روحِ مبارک کو دے کر دُعا مانگیں۔ آپ کا واسطہ قبولیتِ دُعا کا ضامن ہے۔

دُوسری شادی کی خواہش

کِسی کی بیوی مرگئی ہو اور وہ دُوسری شادی کرنا چاہے تو یہ دُعا پڑھے : اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ ھٰذِہٖ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا ○ جب تک کہ شادی نہ ہوجائے پڑھتا ہی رہے۔

برائے حُب

دائیں بازو پر خوشبو لگا کر باندھیں :

یحبونہم کحب اللہ یاغفار ۱	والذین امنوا اشد حبا للہ یاکریم ۱۴	والقیت علیک محبۃ منی یاکریم ۱۱	انہ لحب الخیر لشدید یاودود ۸
انہ لحب الخیر لشدید یاودود ۱۲	والقیت علیک محبۃ منی یاکریم ۷	والذین امنوا اشد حبا للہ یارحیم ۲	یحبونہم کحب اللہ یالطیف ۱۳
والذین امنوا اشد حبا للہ یالطیف ۶	یحبونہم کحب اللہ یارحمٰن ۹	انہ لحب الخیر لشدید یارحیم ۱۶	والقیت علیک محبۃ منی یارحمٰن ۳
والقیت علیک محبۃ منی یارحمٰن ۱۵	انہ لحب الخیر لشدید یاودود ۴	یحبونہم کحب اللہ یاکریم ۵	والذین امنوا اشد حبا للہ یارحیم ۱۰

الحب فلاں بن فلاں علی حب فلانۃ بنت فلانۃ

تعویذ ہر شے کے لیے

ع ہ نہ ہ نہ ے

حم حم حم حم حم حم حم وجاء اللہ النصر فعلینا ینصرون وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ مُحمّد اللہ اللہ والہٖ واصحابہٖ اجمعین

بقائے حمل کے لیے

یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض
یاقابض	یاقابض	یاقابض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ یایحییٰ خذ الکتٰب بقوۃ واٰتیناہ الحکم صبیا ○ وصلی اللہ علی خیر خلقہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین

تعویذ برائے ناف کاٹنا

الٰہی بحرمت حضرت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

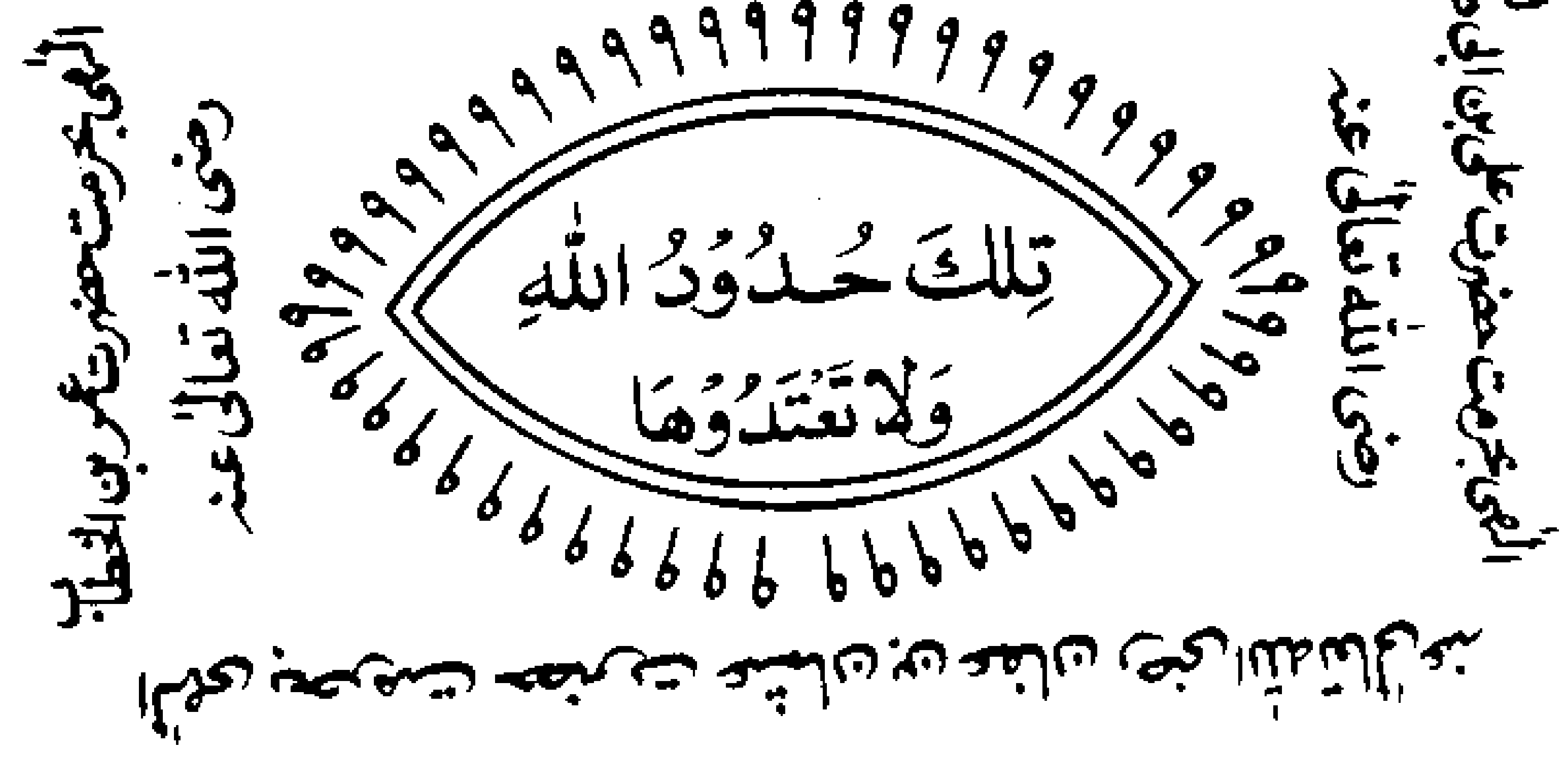
الٰہی بحرمت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَلَا تَعْتَدُوهَا
الٰہی بحرمت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعویذ دردِ سر

یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح

تعویذ دردِ چشم

یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح

یاروح یارُوح یارُوح یارُوح یارُوح یارُوح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ فکشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید ○ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

لکھ کر آنکھ پر باندھیں۔

طِلسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حفاظت از جادو . مُصیبت . امراض ، باعزت وابرو فتوحاتِ غیبی اور فیوضات حاصِل ہوتے ہیں ۔

خمس ھاءات وخط فوق خط　　وصلیب حوله سبع نقط
ثم همزات اذا اعددتها　　فهی سبع لایری فیها الغلط
ثم واو ثم هاء بعدهٗ　　ثم صاد ثم میم فی الوسط
وبها یدفع عن حاملها　　کل سحر و بلاء وسخط
یشفی الاسقام والداء الذی
عجزت عنه الاطباء النمط

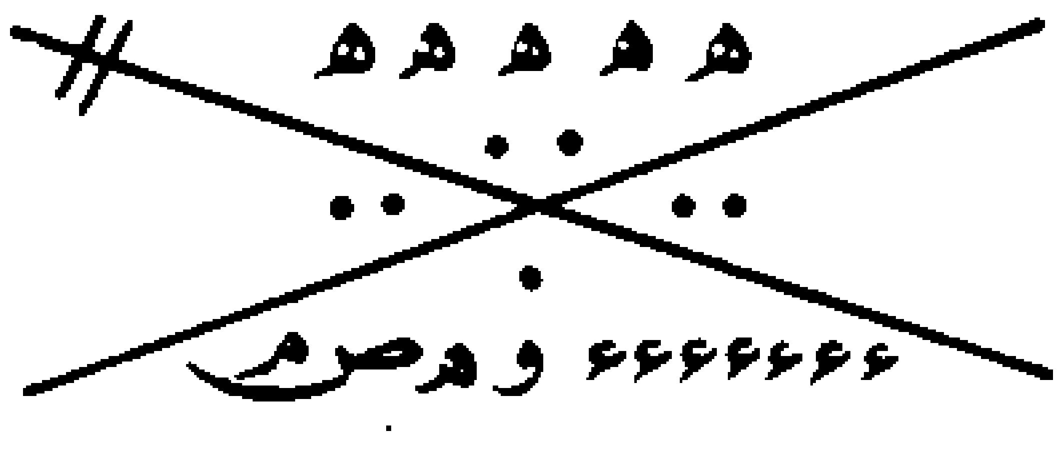

* * *

عمل

اللہ تعالیٰ اور مشائخ عظام کی محبّت . گناہوں کی مغفرت . فراخیٔ رزق . اداء قرضہ کے لیے یہ درود شریف بلا ناغہ دِن رات میں ہزار بار پڑھیں : اللّٰھم صل علیٰ سیّدنا مُحمّد وّ علیٰ اٰل سیّدنا محمّد افضل صلوٰتك بعدد معلو ماتك و بارك و سلم علیه ○

* * *

دَردِ دنداں، دَردِ سر، دَردِ ریاح

پاک ریت بچھا کر اس پر درجِ ذیل حروف لکھیں:

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

درد والا شخص درد کی جگہ اپنے انگوٹھے اور انگل سے پکڑ کر بیٹھے۔ آپ چاقو یا چھری یا میخ لے کر اس کی نوک "الف" پر رکھ کر ایک دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھیں، دم کرکے دبائیں اور مریض سے پوچھیں کہ آرام آیا یا نہیں؟ ورنہ پھر "ب" پر نوک رکھ کر دو بار سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ اسی طرح "ج" پر تین بار سورۃ فاتحہ عددِ حرف کے مطابق پڑھیں۔ جہاں درد ختم ہو چھوڑ دیں۔

سفر سے بخیر و خوشی واپسی ہو

سفر پہ جلتے وقت سات بار آواز سے مسجد میں اذان کہیں اور واپس آنے تک ہمیشہ ہر نماز کے وقت سات بار اذان کا وِرد رکھیں۔ سفر بخیر و خوبی کٹے گا۔

مَطالبِ دینی و دُنیاوی کے حُصول کیلیے

کثرت سے استغفار اس طرح پڑھیں: استغفر اللہ استغفر اللہ تا کہ تسبیح پوری ہو جائے۔ آخر میں اَستَغفِرُ اللّٰہَ تعَالیٰ رَبّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ کہے۔

تعویذات

از حضرت ثانی خواجہ غلام محمد

رحمہ اللہ تعالیٰ

چند تعویذات اور عمل حضرت خواجہ ثانی حضرت مولانا غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیاض "عجائبات محمدی" سے پیر بھائیوں کے فائدے کے لیے ایزاد کیے گئے ہیں۔

مکھن اور دودھ زیادہ ہو

سورۃ انا انزلناہ ۱۴ بار۔ اوّل و آخر درود شریف ۱۴ بار پڑھ کر مٹوری پر دَم کریں۔ اور مدھانی پر یہ تعویذ باندھیں:

انا اعطینا	لك الكوثر	ان شانئك	هو الابتر
فصل	لربك	وانحر	بحق
برین	حافظ بکو	وایلامین	نا امین

ایضاً مکھن زیادہ ہو

پہلے سوا روپیہ شیرینی لے کر تعویذ لکھیں۔ مدھانی میں باندھیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

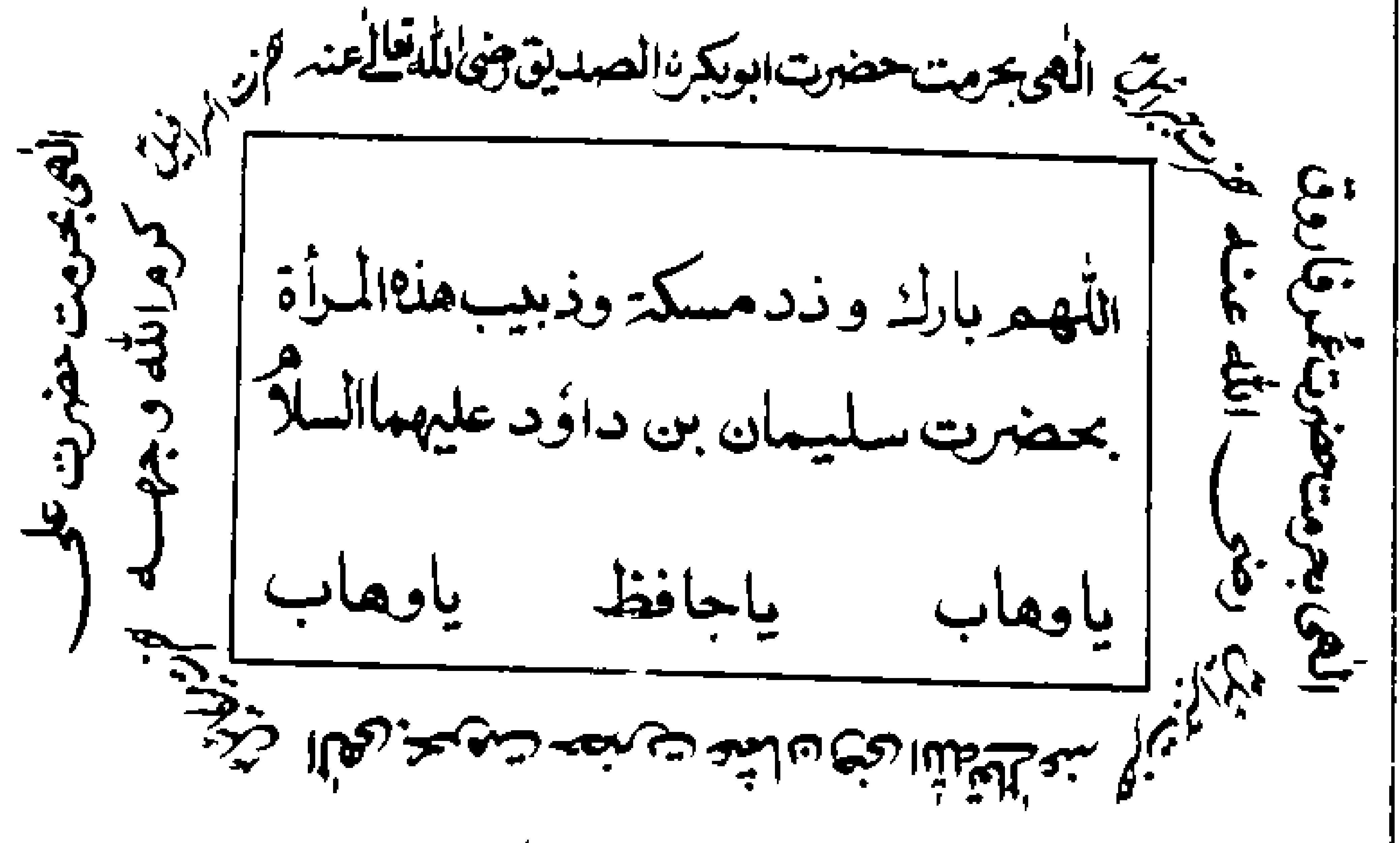
الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اللّٰھم بارک و ذد مسکۃ وذبیب ھذہ المرأۃ
بحضرت سلیمان بن داؤد علیھما السلامُ

یاوھاب یاحافظ یاوھاب

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

دَردِ کان یا کان بند ہو

یہ تعویذ لکھ کر کان پر لٹکائیں ۔ اِن شاء اللہ شفا ہوگی :

۸	۲	۲۲	۲۳
۲۵	۲۰	۷	۳
۱	۹	۳۳	۳۲
۳۱	۳۴	۶	۴

دَردِ دَندان

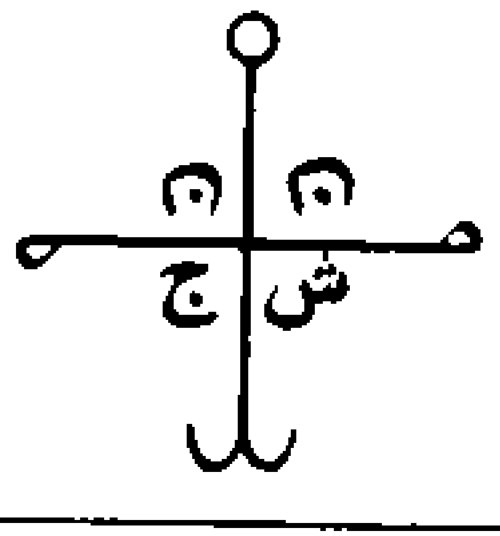

لکھ کر دانت پر رکھ کر دبائے :
اِن شاء اللہ شفا ہوگی ۔

باری کے بخار کے لیے

بخار ہونے سے دو گھنٹے پہلے پیپل کے سات پتوں پر لکھ کر ان پتوں کو مریض چاٹ لے : یاتمشیخا ویاشعوثا ویاشیعثا برحمتك یا ارحم الراحمین

رُکاوٹ آندھی

شہادت کی اُنگلی سے ہَوا میں اِبتداء سے اِنتہا تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے آندھی رُک جاتی ہے۔

بندشِ ژالہ باری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ومامحمد الا رسول ... الخ کاغذ پر لکھ کر ایک کانٹے پر لٹکا کر ژالہ میں رکھ دے۔ اِنشاءاللہ ژالہ باری ختم ہوجائے گی۔

فراخیٔ رزق

ہر روز بعد نمازِ عشاء ایک بار سورۃ واقعہ کی تلاوت کرنا باعثِ فراخیٔ رزق ہے۔

برائے ہر مُشکل وحاجاتِ قلبی وضروریات

نماز تہجد کے بعد ہزار ۱۰۰۰ بار یاربِ پڑھیں۔ بہت مفید ہے۔

فال نامہ اصلی

فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ

فیہ ۱	یوصل ۲	ولاتعجل ۳	اولیٰ ۴	التصدق ۵	لیس ۶	یخرج ۷	فیہ ۸	لیس ۹
خیرات ۱	الیٰ ۲	فی ہذا ۳	ہذاالامر ۴	اولیٰ ۵	فی ہذاالامر ۶	من ۷	حصول ۸	فی ہذا ۹
وبشارات ۱	مراد ۲	الامر ۳	عسیر ۴	حسن ۵	صواب ۶	الظلمات ۷	المراد ۸	الآتی ۹
ووصول ۱	ومطلوب ۲	یعسیر ۳	وعاقبۃ ۴	یحصل ۵	وترکہ ۶	والخسران ۷	والعزۃ ۸	منفعات ۹
سرور ۱	عنقریب ۲	خیر ۳	یسر ۴	مُرادہ ۵	احسن ۶	الی سرور ۷	والاولۃ ۸	والاعشرۃ ۹

طریقۂ فال

اول تین بار درود شریف سُبحٰن اللہ والحمد للہ لا الٰہ الاھو اللہ اکبر ایک بار۔ قل ھو اللہ احد ایک بار۔ آیت وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الاھو پُوری آیت ایک بار۔ اور درود شریف تین بار پڑھ کر دائیں ہاتھ والی شہادت کی اُنگلی پر دم کرکے کسی خانے میں رکھے۔ اس نمبر کے سارے خانے ملا کر جواب حاصل کرے۔

دافع جمیع آفات و بلیّات

سحر و جادو اور نظر وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ و بقائہ یا حی

نصر	من	اللہ	فتح قریب
جبرائیل	میکائیل	اسرافیل	عزرائیل
توراۃ	انجیل	زبور	فرقان
بحق ایاک	نعبد	وایاک	نستعین

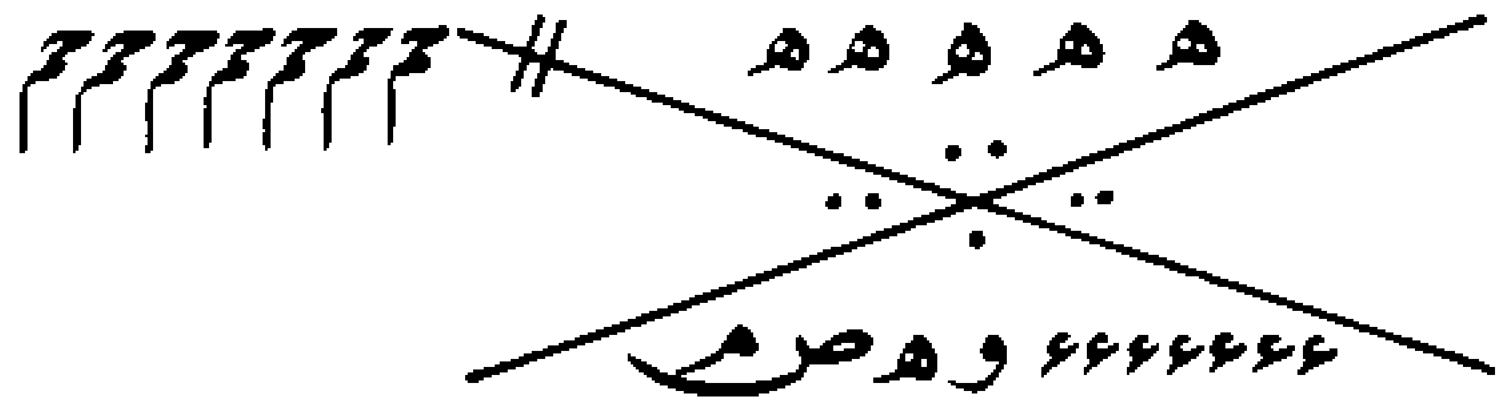

لامرد جاء اللہ النصر فعلینا لاینصرون الٰہی بحرمت مُحمد صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین بحرمت حضرت حاجی دوست محمد قندھاری وحضرت مولوی محمد عثمان دامانی وحضرت مولوی سراج الدین دامانی از آفات وبلیات وامراض، سحر و جادو، وچشم بد درخود بدار وصحت کامل وشفاء عاجلہ نصیب گرداں ۔

ہر مشکل کا حل

حَسبِیْ رَبِّی کُلّی نُور　　یا مُحَمّدؐ یا رسولؐ
مَیں ہَکلا منزل دُور　　میں فریادی تیرا توں سُن فریاد رسولؐ

سو بار روانہ رات کو بعد نمازِ عشاء ۴۱ دِن پڑھیں

بِچّھو کا دَرد

واذا بطشتم بطشتم جبّارین فاتقوا اللہ واطیعون ۲۳ بار پڑھے اور اوّل و آخر ۳ دفعہ درود شریف پڑھ کر دَم کرے۔

دَردِ سر طلوعی

اُبھر سجھ اُبھارا مَیں جیتا تَیں ہارا
یا تیڈے سر تے پھلیندا کھارا
اگوں مِلیا نبیؐ سوہنڑا پڑھ کلمہ تھیوں چھُٹکارا

۹ بار قبل از طلوعِ آفتاب تین دِن تک پڑھیں۔

جمیع امراضِ جانوراں

قققققققققققققققق　　سطر اول ۱۶ "ق"

ققققققققققققققق　　سطر دوم ۱۵ "ق"

ققققققققققققققق　　سطر سوم ۱۵ "ق"

برائے زیادتی ذہن

ن	والقلم	وما	یسطرون
والقلم	وما	یسطرون	ن
وما	یسطرون	ن	والقلم
یسطرون	ن	والقلم	وما
ن	والقلم	وما	یسطرون

چاندی کے تعویذ میں لپیٹ کر گلے میں لٹکائیں ۔

مِرگی ، اُم الصّبیان

تمام آفات سے محفوظ ۔ جس مکان میں ہوگا وہ مکان محفوظ ہوگا ۔ نوچندی جمعہ کی رات کو غسل کرکے شیرینی پر فاتحہ موکلاں اخلاص کا دے ۔ خوشبو جلائے ۔ ۱۴ بار درود شریف اور سورۃ اخلاص چار سو بار پڑھ کر تعویذ لکھیں ۔

بحق یا جبرائیل

بحق یا میکائیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لۃ ہ ی ع ص ح م ع س ق

قل	هو	الله	احد	الله	الصمد	لم	یلد
هو	الله	احد	الله	الصمد	لم	یلد	ولم
الله	احد	الله	الصمد	لم	یلد	ولم	یولد
احد	الله	الصمد	لم	یلد	ولم	یولد	ولم
الله	الصمد	لم	یلد	ولم	یولد	ولم	یکن
الصمد	لم	یلد	ولم	یولد	ولم	یکن	له
لم	یلد	ولم	یولد	ولم	یکن	له	کفوا
یلد	ولم	یولد	ولم	یکن	له	کفوا	احد

بحق یا عزرائیل

بحق یا اسرافیل

باب دہم

خُلفاءِ حَضرت پیر سواگ

رَحِمَہُمُ اللہُ تعَالیٰ

حضرت خواجہ گُل حسن صاحب مُرشد آبادی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ قومیّت کے لحاظ سے "پنوار" ہیں۔ آبائی پیشہ کاشتکاری اور طبابت تھا۔ آپ کے اسلاف صاحبِ دل، مُتّقی، پرہیزگار، اور صاحبِ عزّت وحشمت تھے۔

آپ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہُوئے۔ "اظہارِ گُل حسن آباد" سے آپ کا سنِ ولادت ظاہر ہوتا ہے۔ فطری طور پر "مختون" پیدا ہُوئے بچپن ہی سے شوقِ الٰہی کی طرف طبیعت راغب تھی۔ آپ کے والدِ ماجد ایک مرتبہ آپ کو اپنے پیر و مُرشد خواجہ صالح محمد صاحب سجادہ نشین دربار سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئے تو حضرت سجادہ نشین صاحب نے ازراہِ شفقت بچے کو گود میں اُٹھا لیا۔ چنانچہ آپ نے گود میں اللہ کا ذِکر شروع کردیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا: "سبحان اللہ! یہ لڑکا اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار ہوگا۔ اور اللہ کی مخلوق اس سے فیض حاصل کرے گی۔"

آپ نے قرآن مجید مع تجوید پڑھنے کے بعد عُلوم شرعیہ کی تحصیل کی اور اس کے بعد شادی کرلی۔ ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں پیدا ہُوئیں۔ اور بچپن میں ہی ان کا وصال ہوگیا۔

چند سال کے بعد اہلیہ محترمہ فوت ہوگئیں۔ برادری کے لوگوں نے دُوسری شادی کی درخواست کی مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور اپنی جوانی خدمتِ دینِ متین اور اِشاعتِ سلسلہ اور ذکر و عبادت میں گزار دی۔

آپ نے اپنے پیر و مُرشد حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کی غلامی اور خدمت کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ حتیٰ کہ پچاس پچاس اُونٹ تربوز کے اور تین صد کے قریب شتر بار لکڑیوں کے لنگر شریف میں بھیجتے۔ اُونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، نقد و جنس، جس قدر ہو سکتا اپنے پیر و مُرشد کے لنگر میں پیش کرتے۔ اور فرماتے کہ میں لنگر کا خادم ہوں، یہ سب مال لنگر کا ہے۔

آپ ۱۳۳۴ھ میں باون ۵۲ سال کی عُمر میں خرقۂ خلافت سے بہرہ ور ہُوئے۔ آپ نے بہت زیادہ ریاضت اور مجاہدہ کیا ہے۔ اس قدر شب بیدار تھے کہ آپ کے عبادت خانہ کی چھت کے ساتھ ایک رسّی لٹکی رہتی اور اس سے اپنی زلفوں کو باندھ لیتے، تاکہ نیند نہ آئے۔ نو سال تک کوئی غذا تناول نہ فرمائی۔ کبھی بیضۂ مُرغ اور روغنِ زرد ملا کر روزہ اِفطار کرتے۔

آپ اس حد تک کامل التقویٰ تھے کہ ہر غذا با وضو تیار کرائی جاتی تھی، اور با وضو ہی تناول فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ عوام و خواص کے لیے لنگر شریف بھی با وضو پکایا جاتا۔ اگر

کوئی کھانا مُشتبہ ہوتا تو آپ خود بھی پرہیز کرتے اور دُوسروں کو بھی روک دیتے۔ درویشوں کو ترکِ مُستحب پر بھی تنبیہ فرماتے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ "سیف الرحمٰن" آپ کا لقب تھا۔

جب آپ بیمار ہُوئے تو اپنے بھانجے مولانا مولوی عبدالغفور صاحب کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ بارگاہِ رسالت سے اس سلسلہ میں مجھے اشارہ ہوا ہے۔

ایک دِن بمقام "انگرا" نزد دریا خان اقامت فرما تھے عشاء کے وقت وضو کرتے ہُوئے فرمایا: "لوگ کہتے ہیں فقیروں کے حواس درست نہیں رہتے۔ مجھے تو اتنا معلوم ہو رہا ہے کہ میری موت چاند کی پہلی تاریخ کو، سوموار کی رات مغرب و عشاء کے درمیان جامع مسجد جمعہ شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہوگی۔"

آپ کو "ذیابیطس" کا مرض لاحق ہُوا۔ علاج کے لیے کافی عرصہ ڈیرہ اسمٰعیل خان جامع مسجد جمعہ شاہ میں اقامت گزیں رہے۔ آپ یہ شعر پڑھتے تھے: ؎

ہزار عیش تصدّق کنم بقطرۂ غم
کہ غم ہمیشہ رفیق است و عیش خواب و خیال

وصال سے کچھ دِن پہلے علماء و اقارب اور مخلص مُریدین کی موجودگی میں حضرت مولانا عبد الغفور صاحب کو تمام سلاسل میں اجازت عطا کرکے اپنا سجادہ نشین مُنتخب فرمایا۔

حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد پہلے گزر چکا ہے آپ نے فرمایا: "فقیر کے پاس ایک مرد آیا تھا، مگر افسوس کہ زندگی نے اُس سے وفا نہ کی"۔

حضرت خواجہ فقیر سُلطان علی صاحب قدس سرّہُ العزیز سے سُنا گیا، آپ نے فرمایا کہ: "میرے شیخ (حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ) فرماتے تھے کہ: اگر کسی نے ادب سیکھنا ہو تو مولوی گل حسن صاحب سے سیکھے"۔

حضرت پیر سواگ کی بارگاہ میں ہمیشہ آپ کا سر جُھکا رہتا تھا۔ نگاہیں نیچی ہوتیں اور دو زانو بیٹھتے۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۵۶ھ سوموار کی رات کو بوقت آٹھ بجے، جامع مسجد جمعہ شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں دار الفنا سے دار البقاء کی طرف اِنتقال فرمایا۔

"گل حسن گلِ باغِ عدن ہو" تاریخِ وصال ہے۔

○

آپ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبد الغفور صاحب منصبِ خلافت پر فائز رہے۔ اور حضرت خواجہ عبد الغفور صاحب کے وصال شریف کے بعد اِس وقت مُرشد آباد شریف میں آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا عبد المعید صاحب سجادہ نشین ہیں۔

حضرت خواجہ گل حسن صاحب رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے سالہا سال قبل جس شمعِ ہدایت کو روشن فرمایا تھا وہ آج بھی پُوری نورانیت کے ساتھ ضو فشانی کر رہی ہے۔ اللھم زد فزد۔

خواجہ محمد عبد اللہ المعروف حضرت پیر بارو رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ کا اِسمِ گرامی محمد عبد اللہ والد کا نام اللہ دتہ بن موسیٰ قوم جوتہ ہے۔ آپ موضع نوشارہ تھل کلاں تاجہ شمالی نزد فتح پور ضلع لیہ میں پیدا ہُوئے۔ والد ماجد نے آپ کا نام عبد اللہ تجویز فرمایا۔ بعد میں آپ "بارو" کے لقب سے مشہور ہُوئے۔

آپ کے والدِ گرامی ذریعۂ معاش کے لیے مزدوری کیا کرتے تھے آپ نے بھی جب ہوش سنبھالا تو یہی پیشہ اِختیار کیا۔ جب حصولِ علم کا شوق دامن گیر ہُوا تو اپنے چچازاد بھائی کے ہمراہ آبائی مُرشد خانہ "پنج گرائیں" ضلع بھکر پہنچے۔ پیر صاحب آستانۂ عالیہ پر موجود نہ تھے۔ واپسی پر بمقام گرہ سواگ شہبازِ ولایت حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہُوئی تو آپ وہاں ہی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد تکمیل کے لیے جن اساتذہ سے رجوع کیا ان میں مولانا نور محمد صاحب۔ مولانا محمد اعظم صاحب اور مولانا فیض محمد شاہ جمالی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔ علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے سیّد العارفین حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کی صحبتِ کیمیا اثر سے فیضیاب ہونا شروع کیا۔ حضرت پیر سواگ قدس سرہٗ العزیز نے آپ کے حال پر

خصوصی توجہ فرمائی۔ اور تھوڑے عرصہ میں آپ کو منازل سلوک طے کرا کے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت پیر بارو نے اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ آپ نے دربار شریف پر مکانات اور حجروں کی تعمیر میں بذاتِ خود شب و روز کام کیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد پُرانی مسجد کو شہید کر کے نئی مسجد تعمیر کرائی۔ روضہ شریف کی مرمت کرائی اور برآمدہ تعمیر کروایا۔ ضعف اور پیری کے باوجود خود مستریوں کو اینٹیں اُٹھا کر دیتے۔

حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عُرسِ مبارک پر تمام اِنتظامات تاحیات خود سنبھالتے رہے اور کثیر تعداد میں مویشی لنگر شریف میں ذبح کرنے کے لیے پیش فرماتے۔

آپ نے حضرت ثانیٔ لاثانی خواجہ غلام محمد سواگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حکم پر سلسلۂ بیعت شروع فرمایا۔ ہزارہا تشنگانِ روحانیت نے آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض حاصل کیا۔

آپ کی حیاتِ مبارکہ فقرِ محمدی کی تصویر تھی۔ سادگی، بے تکلفی، تواضع و انکساری، شفقت و محبت اور صبر و تحمل آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ نے لباس و طعام، اندازِ کلام، اور نشست و برخاست، غرض ہر چیز میں سادگی اِختیار فرمائی۔

ہمیشہ سادہ لباس اِستعمال کیا۔ کھدر کا کُرتا اور تہبند، سادہ کپڑے کی صدری، سر مبارک پر عمامہ اور اس کے نیچے کپڑے

کی ٹوپی اور پگڑی کے اُوپر چادر استعمال فرماتے ۔ سادہ جُوتا زیبِ قدم فرماتے اور سُنّت کے مُطابق عصا مُبارک ہاتھ میں رکھتے ۔ خُوراک ہمیشہ سادہ اور قلیل تناول فرماتے ۔

آپ نے اپنی پوری زندگی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بسر کی ہے ۔ آپ سُنّتِ رسول کے عاشق اور تقوےٰ و طہارت کا پیکر تھے ۔ حق گوئی و بیباکی اور شریعتِ مُطہرہ کی پابندی میں اپنی مثال آپ تھے ۔

آپ نے اپنی خانقاہ میں لنگر شریف کا وسیع اِنتظام فرمایا کِسی شخص کو بغیر کھانا کھلائے واپس نہ ہونے دیتے ۔ عموماً کہا کرتے تھے کہ: "بابو کھانا کِھلانا سیکھو ، صرف کھانے پر اکتفا نہ کرو ۔"

آپ علماءِ دِین کی بہت قدر کرتے ۔ بلکہ اُن کی عِزت افزائی بذاتِ خود فرماتے ۔ اور اپنی طرف سے اِمداد و اِعانت بھی کرتے ۔ علمِ دِین حاصل کرنے والے طلبہ کی دِلجوئی کے ساتھ ساتھ محض رضاءِ الٰہی کے لیے علمِ دین حاصل کرنے کی تاکید کرتے ۔ کوئی طالب علم اگر وظیفہ پوچھتا تو اسے فرماتے کہ :

"دینی کتب کے مُطالعہ سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ۔"

نمازِ تہجد کے لیے بیدار ہوتے ۔ تہجد ادا فرمانے کے بعد تلاوتِ قرآن پاک اور اوراد میں مشغول ہوجاتے ۔ صبح کی اذان کے بعد فجر کی سنتیں گھر میں ادا فرماکر مسجد میں تشریف لاتے نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد ختم خواجگان پڑھا جاتا ۔ اس کے

بعد آپ مُراقبہ فرماتے۔

حلقہ میں شامل ہونے والوں کو خصوصی توجہ سے فیضیاب کیا جاتا تھا۔ نمازِ اشراق کے بعد عام مجلس میں لوگوں کو شرفِ ملاقات بخشتے اور رُشد و ہدایت و تبلیغِ دین کا سلسلہ دوپہر تک جاری رہتا۔ بعد ازاں قیلولہ فرماتے۔ پھر نمازِ ظہر کے بعد پند و نصائح کا سلسلہ شروع کرتے۔ نمازِ عشاء کے بعد آرام فرماتے اور پھر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوجاتے تسبیح ہمیشہ ہاتھ میں رہتی اور وظائف و اوراد کا سلسلہ جاری رہتا۔

آپ نے ہمیشہ اپنے مُریدین کو مسلک اہلِ سُنّت وجماعت پر قائم رہنے کی تبلیغ کی۔ اور بدعقیدہ اور بد مذہب لوگوں (وہابیہ، دیابنہ، شیعہ اور قادیانیوں) سے بچنے کی ہدایت کی۔

آپ فرماتے تھے کہ مُختلف فیہ مسائل میں اعلیٰحضرت امامِ اہلِ سُنّت الشاہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرّہ کی تحقیق ہی قرآن و سُنّت کے عین مُطابق ہے۔

آپ نے اپنی زندگی میں دُعا بعد نمازِ جنازہ۔ اذان واقامت میں سرکار کے نامِ نامی کو سُن کر انگوٹھے چُومنا۔ ایصالِ ثواب۔ ختم شریف اور میلاد شریف میں سلام و قیام پر خود بھی عمل کیا۔ اور تمام مُریدین کو بھی عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

حضرت خواجہ فقیر سُلطان علی صاحب قدس سرّہ العزیز فرماتے تھے کہ میں نے اپنے پیر ومُرشد (حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ) کی زبانِ مُبارک سے سُنا۔ آپ فرمارہے تھے

کہ: "میں نے جب بھی اپنی مرضی کے مُطابق فیض دینے کی کوشش کی تو کوئی شخص نہ لے سکا سوائے مولوی "بارو" صاحب کے' کہ ان کو جتنا فیض دیا وہ لیتے گئے۔" یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ ؎

مے پرستی کا مزا تب ہے کہ ساقی خود کہے
مے میں وہ مستی کہاں جو میرے مستانے میں ہے

آپ کا وصال ۱۹ رجب ۱۳۹۹ھ کو ہوا۔

حضرت پیر بارو رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کے آستانۂ عالیہ پر سجادہ نشینی کے فرائض آپ کے بھتیجے حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب مدظلہ العالی سر انجام دے رہے ہیں۔

موصوف علم و عمل کا حسین پیکر ہیں۔ مسلک اہلِ سُنّت و جماعت کی اِشاعت اور سلسلۂ عالیہ کی ترویج میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ حسنِ اخلاق، مہمان نوازی' اور شریعتِ مطہرہ کی پابندی پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔

حضرت پیر بارو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح آستانۂ عالیہ حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب مدظلہ العالی نے مختصر عرصہ میں حضرت پیر بارو صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ کے مزار شریف پر ایک عظیم الشان روضہ تعمیر کرایا ہے۔ اور وسیع و عریض مسجد

شریف کے ساتھ ساتھ خانقاہ میں مہمانوں اور زائرین کے لیے مہمان خانے بھی بنوائے ہیں ۔

دربار شریف میں ایک بہترین مدرسہ بھی قائم ہے ، جہاں علاقے کے طلباء حصولِ علمِ دین میں مصروف ہیں ۔

دربار شریف میں ایک شاندار لائبریری بھی ہے جو حضرت سجادہ نشین صاحب کے ذوقِ علم کا پتہ دیتی ہے ۔

○

قدوۃ السالکین حضرت خواجہ مُحمّد عبد الغفور دریا شریف

المعروف

حضرت باباجی صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کی پُوری زندگی عبادت و ریاضت اور مُجاہدہ میں گزری سنِ بلوغ سے لے کر وقتِ رحلت تک آپ نے ہر نماز باجماعت تکبیرِ اُولےٰ کے ساتھ ادا کی ۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت قبلہ بڑے باباجی صاحب ایک ولیٔ کامل اور عالمِ باعمل تھے ۔ لوگ دُور دراز سے علمِ میراث پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۔ ان کی بیعت قادریہ سلسلہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت پیر مانکی شریف سے تھی۔

حضرت باباجی صاحب نے قرآن مجید شکر درہ شریف میں حفظ کیا ۔ حفظ کے بعد حُصولِ علمِ دین کے لیے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے ۔ جن میں کامرہ شریف ، اکھوڑی رام پور اور دہلی شامل ہیں ۔

آپ طالب علمی کے دَور میں ہی تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے اور تمام زندگی مجاہداتِ شاقہ میں گزاری ۔ آپ کی پہلی بیعت بھی مانکی شریف میں ہے ۔

جب مانکی شریف میں حضرت ثانیؒ لاثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ کا اِنتقال ہُوا تو باباجی صاحب نے حضرت ثانی کے خلیفہ حضرت باباجی صاحب برہ زئی شریف کے ہاں آمد و رفت شروع کی ۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کا بھی اِنتقال پُر ملال ہوگیا۔

حضرت باباجی صاحب کا نظریہ تھا کہ ماہر حکیم کے بغیر زندگی بسر کرنے والا مُختلف بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے ۔ زمانہ کی مسموم ہَوائیں اِنسان کو روحانی امراض کا شکار بنا دیتی ہیں، چنانچہ آپ ہروقت متحیر اور پریشان رہنے لگے ۔ اور دُعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی مُرشدِ کامل عطا فرمائے ۔

اسی اثنا میں آپ نے خواب دیکھا کہ ایک کامل بزرگ ہیں، جنھوں نے میرے گلے میں ریشمی پٹہ ڈال دیا ہے ۔ آپ نے اس کی تعبیر بیعت کے پٹہ سے دی ۔

دریا شریف کے قریب ایک گاؤں "کالو کلاں" نام سے موسوم ہے ۔ وہاں ایک سید صاحب "غلام شاہ صاحب" نامی رہتے تھے ۔ جو حضرت خواجہ غلام قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے خلفاء میں سے تھے ۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے ۔ آپ نے ان کو بلوا بھیجا، اور خواب میں نظر آنے والے بزرگ کی صُورت بیان کی ۔ شاہ صاحب نے مُراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ گندیاں لائن پر ایک سٹیشن کروڑ شریف ہے، وہاں یہ بزرگ قیام پذیر ہیں ۔ آپ شاہ صاحب کو ساتھ لے کر کروڑ شریف کے لیے ریل گاڑی پر سوار ہوکر روانہ ہُوئے ۔

اس وقت شہبازِ ولایت حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کچہ شریف میں قیام پذیر تھے جو کروڑ سٹیشن سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ سٹیشن کے قریب ہی ایک بزرگ تھے، حضرت نے اُنھیں خواب میں حکم فرمایا کہ ہمارے مہمان آرہے ہیں اُن کو ساتھ لے کر آنا۔ وہ بزرگ حضرت باباجی صاحب کو ساتھ لے کر دربار شریف میں حاضر ہُوئے۔

چنانچہ زیارت کرتے ہی آپ کو خواب والا نقشہ نظر آیا۔ اور آپ بیعت ہوگئے۔

صاحبِ "لمعات نور" (سوانح حیات حضرت باباجی) کے مُطابق: "جب باباجی صاحب اعلیٰ حضرت سواگوی رحمۃُ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو اُس وقت آپ کے ایک محبوب خلیفہ حضرت مولانا گل حسن صاحب کا وصال ہوچکا تھا۔ حضرت پر اُس صدمہ کا اثر تھا۔ آپ نے باباجی صاحب کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک گل حسن لے لیا اور دُوسرا گل حسن دے دیا ہے۔"

آپ ڈیڑھ یا دو سال اعلیٰ حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اس کے بعد جب حضرت کا وصال ہُوا تو باباجی صاحب نے حضرتِ ثانی خواجہ غُلام محمد صاحب سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ حق پرست پر تجدید بیعت فرمائی اور سلوک طے کیا۔

آپ جب بھی دربارِ عالیہ پیر سواگ پر حاضر ہوتے تو کیمبل پُور (اٹک) سے باوضو ہوکر گاڑی پر سفر کرتے۔ اور کروڑ سٹیشن پر اُتر

کر پیدل دربار شریف تک جاتے ۔

جب حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر روضہ تیار ہو رہا تھا تو دریا شریف سے طلباء لے کر آپ حاضر ہوتے اور اپنے ہاتھ سے خود کام کرتے ۔

حضرت ثانی صاحب خواجہ غلام محمد سواگوی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے آپ کو سلاسلِ اربعہ (نقشبندی ۔ قادری ، چشتی ، سہروردی) میں خلافت عطا فرمائی ۔

آپ نے اپنی پُوری زندگی خلقِ خُدا کی ہدایت و خدمت میں بسر کی ۔ قرآن مجید سے آپ کو بہت زیادہ لگاؤ اور اُنس تھا ۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصّہ قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے میں بسر ہُوا ۔ آپ کے تمام صاحبزادے حافظِ قرآن ہیں ۔ اور اکثر عالمِ دِین ہیں ۔ صبح سے لے کر شام تک آپ کا لنگر شریف مہمانوں اور محتاجوں کے لیے کھُلا رہتا تھا ۔ کثیر طلباء آپ کے مدرسہ میں عِلمِ دِین حاصل کرتے تھے ۔ آپ نے اپنی مسجد تین منزلہ بنوائی تھی ، اس خیال سے کہ دریا شریف گاؤں کی کوئی عمارت اللہ کے گھر سے اونچی نہ ہو ۔ پوری زندگی کِسی شخص سے مسجد یا مدرسہ کے لیے آپ نے کوئی پیسہ نہیں لیا ۔

آپ نے اپنے تمام صاحبزادگان اور طلباء کو اس بات کا پابند کیا ہُوا تھا کہ وہ خدمتِ دِین کا کِسی سے کوئی معاوضہ نہ لیں ۔ اور نہ ہی قرآن مجید تراویح میں سُنانے کا کوئی پیسہ لیتے اور نہ ہی اپنے متعلقین کو لینے دیتے ۔

آپ فرماتے تھے کہ قرآنِ مجید کے حافظ رمضان المبارک میں قرآن مجید سُنا کر جو رقم وغیرہ لیتے ہیں چند دِن تو لنگی کلاہ باندھتے ہیں۔ مگر سارا سال خراب گزرتا ہے۔

آپ کی اکثر گفتگو حُبِّ دُنیا کی مذمت، فکرِ آخرت، حُسنِ نیت، پاکیزہ اخلاق، ترکِ دُنیا و ترکِ راحت اور خشیّت و للّٰہیت کے موضوع پر ہوتی۔ ادب اور تواضع کی اہمیت پر بہت زور دیتے تھے۔

آپ منگل کے روز کو پسند فرماتے تھے اور منگل کو "مَن گل" فرمایا کرتے۔ کیونکہ آپ کو حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت بہت پسند تھی' اور اس پسند کا یہ عالم ہے کہ آپ نے اپنے لیے بھی منگل پسند فرمایا۔

آپ کا وصال ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ بروز منگل' بوقت چاشت ہُوا۔ چاشت کی نماز آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد جان' جان آفریں کے سپرد کردی۔

آپ کا مزار پُر انوار مرجعِ عوام و خواص ہے۔ آپ کے تمام صاحبزادگان خدمتِ دینِ متین میں آج بھی شب و روز مصروف ہیں' جو چشمۂ فیض حضرت باباجی صاحب نے اپنی حیاتِ مُبارکہ میں جاری فرمایا تھا' آج بھی تشنگانِ معرفت کو سیراب کررہا ہے۔ دریا شریف میں دینی مدرسہ قائم ہے جس میں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں آج بھی سامعہ نواز ہورہی ہیں۔ اور اس دینی و روحانی مرکز میں درس و تدریس' افتاء اور تصنیف و تالیف کا کام جاری ہے۔

حضرت خواجہ غلام قاسم کمبوہ رحمہُ اللہ تعالیٰ

آپ یکم اپریل ۱۹۰۲ء میں کمبوہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسبی تعلق پاک و ہند کے مشہور قبیلہ کمبوہ سے ہے۔ آپ کے جدِ امجد ملک لُطف علی بغرض دینی تعلیم شور کوٹ ضلع جھنگ سے بلوٹ حضرت پیر شاہ عیسیٰ رحمہُ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ تحصیلِ علم سے فارغ ہونے کے بعد اُن کو اپنے استادِ محترم نے "میاں وڈا" بھیج دیا جو "کمبوہ شریف" سے ملحق ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اس کے بعد آپ کے صاحبزادہ حافظ بدر الدین رحمہُ اللہ تعالیٰ (جوکہ اپنے وقت کے ولیِ کامل تھے) نے موضع "امیرشاہ" کو اپنا مسکن بنایا۔ وہاں آپ نے تمام زندگی رشد و ہدایت اور قرآن مجید کی تدریس میں گزاری۔ کثیر تعداد میں خلقِ خُدا آپ سے فیضیاب ہوئی۔

آپ کا سلسلۂ نسب جو آپ خود بیان فرمایا کرتے تھے، وہ دَرجِ ذیل ہے :

قطبِ وقت حضرت خواجہ پیر غلام قاسم صاحب رحمہُ اللہ تعالےٰ ولد ملک شمسُ الدّین صاحب ولد ملک غلام حسین صاحب ولد ملک محمد اعظم صاحب ولد حضرت حافظ بدر الدین صاحب ولد مولانا لطف علی صاحب۔ آگے آپ کا نسب کمبوہانِ شورکوٹ سے جا ملتا ہے۔

آپ کا گھرانہ اِبتدا ہی سے اہل علم اور راستباز چلا آیا ہے، اسی لیے آپ نے قرآن مجید ناظرہ، اپنے چچا مولانا غلام حیدر صاحب سے شروع کیا۔ لیکن ابھی تک آپ کا سبق جاری تھا کہ حضرت چچا صاحب کا وصال ہوگیا۔ اس لیے آپ نے تکمیل دُوسرے اساتذہ سے کی۔ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد آپ لوئر مڈل سکول رنگ پُور میں بتاریخ ۱۶ مارچ ۱۹۱۴ء جماعت اوّل میں داخل ہُوئے اور پرائمری پاس کرکے بغرض دینی تعلیم مولانا سیداحمد صاحب کمبوہ کے پاس "پنیالہ" چلے گئے۔

تحصیلِ علم کے بعد آپ نے زکوڑی خاندان سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمائی۔ کُچھ عرصہ بعد حضرت غریب نواز پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پیر بھائی شیخ محمد معصوم کے ایما پر غوثِ زمان قطبِ دائرۂ زمان خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر عنفوانِ شباب میں شرفِ بیعت سے مُشرف ہُوئے۔

بیعت کے آٹھویں سال آپ حضرت غریب نواز کے ساتھ آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف حاضر ہُوئے تو حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ہاتھ حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پُر انوار پر رکھوایا اور اُوپر اپنا دستِ اقدس رکھ کر فرمایا کہ: "فقیر کو جو کُچھ اِس صاحبِ مزار سے فیض ملا ہے وہ فی سبیل اللہ تیرے حوالے کیا۔" پھر تین دفعہ فرمایا:

"مبارک ۔ مبارک ۔ مبارک۔"

آپ کو اپنے شیخ کامل سے انتہائی' والہانہ عقیدت تھی، بایں وجہ آپ کی کوئی محفل حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں ہُوا کرتی تھی۔ آپ جامع مسجد چادن، اور عبد اللہ شاہ دالی کرامت کو اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔

آپ اپنے شیخ کے فرمودات کا اِنتہائی پابندی سے اِہتمام فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر آپ کے عزیز و اقارب میں کوئی شخص فوت بھی ہوجاتا تو وظائف مکمل کرنے کے بعد اُس کی تجہیز و تکفین کا اِنتظام فرماتے تھے۔

حضرت پیر محمد عبد اللہ صاحب عُرف پیر بارو رحمۃُ اللہ تعالیٰ کو آپ کے ساتھ بڑی محبّت تھی۔ جب بھی ان کی خدمت میں حضرت کمبوہ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادگان یا مُریدین حاضر ہوتے تھے تو آپ اکثر اوقات انھی کے ذکر میں مصروف رہتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت پیر بارو رحمۃُ اللہ تعالیٰ نے حضرت فقیر صاحب کے خلیفہ حافظ اللہ ڈتہ کلیرا کو فرمایا کہ میرے نزدیک حضرت غریب نواز رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں پہلا مقام حضرت حاجی گل حسن صاحب کا اور دُوسرا مقام تیرے پیر (حضرت خواجہ غلام قاسم رحمۃُ اللہ تعالیٰ) کا ہے۔

تہجد، اشراق، چاشت اور اوّابین وغیرہ نوافل اور اڑتالیس ہزار اسمِ ذات، بارہ ہزار نفی اثبات، صبح کی نماز کے بعد تلاوتِ قرآن مجید، دلائل الخیرات شریف، اور حزب البحر وغیرہ یہ آپ کے روزانہ کے معمولات تھے' جن کو آپ حتیٰ الوسع قضا نہیں فرمایا

کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے، حتیٰ کہ مرضِ موت میں بھی جب تک آپ مسجد میں آنے کے قابل تھے تو مسجد میں پہنچ کر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔

ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مُبارک محفل بڑے اہتمام سے منعقد فرمایا کرتے تھے۔

آپ جلوت سے خلوت کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ امراء اور دُنیا داروں سے آپ کو نفرت تھی۔ آپ بسا اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے: ؎

میکوں پیر سکھائی ایہا ریت
ہِک حجرہ تے ہِک مَسِیت

بہا پروتھا ٹُکڑا کھا
غیر دے دَر تے مُول نہ جا

آپ صاحبِ کراماتِ کثیرہ بزرگ تھے۔ جو بات مُنہ سے نِکلتی تھی وہ ہو کر رہتی تھی۔ آپ کی کرامات سے ایک زندہ کرامت آپ کے نام سے موسوم "دار العلوم قاسمیہ رضویہ" ہے۔ جس میں اس گئے گزرے دَور میں بھی پونے دو سو کے قریب مسافر طلباء زیورِ تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔ جس وقت حضرت ثانیؒ لاثانی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خلفاء عظام کو حکم فرمایا کہ اپنی اپنی خانقاہوں میں دینی مدارس قائم کریں، تو آپ نے یہ عظیم ذِمّہ داری اپنے صاحبزادوں پر چھوڑتے ہُوئے

فرمایا کہ یہ گنہگار زادے مثالی درسگاہ بنائیں گے۔ اس زمانے اور پسماندہ علاقے میں طلباء کی یہ کثیر تعداد' واقعی حضرت کا تصرّف ہے۔

۱۹۶۲ء کے اوائل میں آپ کو گلے کا سرطان ہُوا تھا، جس کی وجہ سے نشتر ہسپتال مُلتان میں آپ کے گلے کا اپریشن ہُوا۔ چند ماہ نشتر میں رہنے کے بعد میو ہسپتال لاہور تشریف لے گئے۔ لیکن: ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

علم وعرفان کا یہ نیّرِ تاباں ساٹھ سال سات ماہ اور تیرہ دن اس دارِ فنا میں ضوفشاں رہنے کے بعد ۱۵ ر جمادی الاخرے ۱۳۸۲ھ بوقت ایک بجے شب مُطابق ۱۴ ر نومبر ۱۹۶۲ء کو رُوپوش ہوگیا۔ رحمہُ اللہ رحمۃً واسعۃً

اس وقت سجادہ نشین آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ ابوالحسن صاحب ہیں۔

(یہ حالات آپ کے صاحبزادہ حضرت
ابوالحسن صاحب کی تحریر کے مُطابق
درج کیے گئے ہیں۔) (مُرتّب)

حضرت خواجہ پیر محمد اسد خان ترین رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم گرامی "محمد اسد خان" ہے۔ "ترین" پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنا نام اس طرح تحریر فرمایا کرتے تھے:

"لاشیٔ محمد اسد ترین نقشبندی مُجدّدی حسنی"۔

آپ کی پیدائش بستی آڑی لعل خاں نزد قصبہ گجرات تحصیل کوٹ ادّو ضلع مظفرگڑھ میں ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام خالق داد خان تھا، جو کہ نہایت متقی آدمی تھے۔

اِبتدائی تعلیم آپ نے ملتان شریف میں حاصل کی۔ ہر جماعت میں اِمتیازی حیثیت میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآن مجید بھی پڑھ لیا۔ اور دینی کتب کی تعلیم جاری رکھی۔ تعلیم دینیہ مکمل کر لینے کے بعد آپ نے حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز کو بھی آپ سے محبت تھی۔

حضرت موصوف نے اپنے پیر روشن ضمیر کے لنگر شریف کی جانی و مالی ہر لحاظ سے خدمت فرمائی۔ آپ اپنے رقبہ جات کے درخت اور زمینیں بیچ کر لنگر شریف میں حاضر کرتے اور اپنے ہاتھ سے لنگر شریف کے لیے لکڑیاں اٹھا کر لاتے۔ حتیٰ کہ لنگر

شریف کا کام کرتے کرتے آپ کے ہاتھوں سے خون جاری ہو جاتا تھا۔

آپ نے ۱۹۶۰ء میں قصبہ گجرات میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی، جس میں کئی طلبہ آج بھی دینی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔

آپ کو کشف عیانی حاصل تھا۔ آپ کو سلبِ امراض کی طاقت عطا فرمائی گئی۔ کئی قریب الموت مریض آپ کی توجہ سے صحت یاب ہُوئے۔

آپ نے ایک کتاب "دُرِ مکنون" دو حصوں میں، اور دوسری کتاب "معمولاتِ اسدی" تحریر فرمائی۔ تقریبًا ایک صد پچاس حضرات کو آپ نے خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ کی وفات ۳ نومبر ۱۹۸۶ء میں ہُوئی۔ مزار شریف آپ کے آبائی گاؤں قصبہ آڑی لعل خان میں مرجع خاص و عام ہے۔ اس وقت آپ کے بڑے فرزند صاحبزادہ محمد امجد خان ترین سجادہ نشین ہیں۔ جو اپنے والدِ گرامی کے معمولات کے مُطابق سلسلہ جاری رکھے ہُوئے ہیں۔

آپ کی تاریخِ وفات ۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۸۶ء ہے۔

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی

قدس اللہ سرہ العزیز

سید العلماء الراسخین، قدوۃ الاولیاء المتأخرین حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روحانی تربیت حاصل کرنے والے اِس مردِ حق آگاہ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی سُلطان علی، والدِ گرامی کا اسمِ مُبارک حضرت خواجہ محمد امین صاحب بن حضرت خواجہ غلام حبیب قادری بن حضرت خواجہ غلام مُرتضیٰ بن جھنرت میاں احمد بن مہرِ سماء قادریت مظہرِ انوارِ غوثیت حضرت خواجہ محمد موسیٰ مجازِ اعظم حضرت خواجہ شیر شاہ صاحب مُلتانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کا خاندان کئی پشتوں سے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا خانوادہ رہا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد سالہا سال سے عوام و خواص کی عقیدت کا مرکز رہے۔ آج بھی ان کے مزارات قبولیتِ دُعا کے لیے مجرب ہیں۔

آپ کا قد متوسط، مائل بہ بلندی، انوارِ مبارک سے روشن پیشانی، زلفیں تا بگوش اور کبھی زیرِ گوش، ریش مبارک نہ زیادہ گھنی نہ پتلی۔ آواز میں جہر اور رُعب کے ساتھ ساتھ بے پناہ تاثیر۔ لباس ہمیشہ سادہ مگر سفید عموماً تہبند کے اُوپر، کُھلا اور لمبا کرتا۔ سر پر عمامہ، اور اس کے نیچے کپڑے کی ٹوپی اور اس کے اُوپر سفید چادر جو نصف راس اور کُچھ چہرہ کو ڈھانپ لیتی۔ رہن سہن، نشست و برخاست،

گفتار و رفتار کھانا، پینا، ملنا جلنا، خوشی، غمی، ہر چیز میں سادگی نمایاں تھی۔

آپ کی عُمر شریف دس بارہ برس کی تھی کہ والدِ گرامی دُنیائے فانی سے رُخصت ہوگئے۔ مگر آغوشِ پدری سے محروم ہونے کے باوجود رحمتِ خُداوندی نے اپنی آغوش میں لے کر آپ کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا۔

آپ کی حیاتِ مُستعار کے ایام اطاعت شعاری، و عبادت گزاری سے عبارت تھے۔ تمام زندگی دُنیا کی دولت سے بے نیاز اور اہلِ دُنیا سے مُستغنی رہے۔ اور ہمیشہ ہنگامہائے دُنیا سے دُور رہے۔ محسوس یہ ہوتا تھا کہ انھیں فکرِ آخرت کے سوا اور کوئی فِکر نہیں۔ اور غمِ دین سے بڑھ کر کوئی غم نہیں۔

آپ تکلف سے آزاد تھے اور ہر ایک کے نہاںخانۂ دِل کی آواز تھے۔ تواضع و اِنکساری، خوش کلامی و خندہ پیشانی آپ کی عادت تھی۔ صبر و رضا کا یہ عالم تھا کہ راحت ہو، تکلیف ہو، ہر حال میں سجدۂ شکر بجا لاتے۔

فرائض و واجبات تو کُجا، نوافل کی ادائیگی بھی اس اِلتزام سے فرماتے کہ سوائے بیماری یا سخت مجبوری کے قضا نہ ہوتے۔ آپ کے اوراد و وظائف میں اسم ذات، نفی اثبات، کلمۂ تمجید، درود پاک، سُورۂ یٰسین شریف اور سُورۂ مُزمّل کی تلاوت شامل تھے۔

آپ چونکہ حافظ قرآن تھے، اِس لیے روزانہ تقریباً ڈیڑھ پارہ

قرآن مجید، اوابین کے نوافل میں پڑھتے۔ نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد اسمِ ذات شریف فرماتے۔ اور مُراقبہ بھی فرماتے۔ پھر صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے۔

امامت آپ خود فرماتے۔ صبح کی نماز میں سُورۂ "القیامۃ" سورۂ "دھر"۔ سورۂ "الرحمٰن" اور کبھی "عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ" کی تلاوت فرماتے۔ نماز اس خشوع وخضوع اور حضور و طمانیت سے ادا فرماتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔ فجر کی نماز کے بعد پُوری جماعت سے مل کر کھجور کی گٹھلیوں پر درود پاک پڑھتے، پھر دُعا فرما کر مُراقبہ میں مشغول ہو جاتے اور جب سُورج اچھا خاصا بلند ہو جاتا تو اشراق ادا فرماتے۔

آپ کا اکثر وقت تبلیغ دِین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بسر ہوتا۔ حُصولِ تعویذات یا ملاقات کے لیے آنے والوں کو مسلک اہلِ سُنت وجماعت پر کاربند رہنے کی ترغیب اور نمازِ پنجگانہ پابندی سے ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔

نوجوانوں کو ڈاڑھی رکھنے، سیدھی مانگ نکالنے اور لباس اِسلامی طرز کا اِستعمال کرنے کی تبلیغ فرماتے۔ سینکڑوں افراد آپ کی تبلیغ سے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہُوئے اور سُنت کے مُطابق ڈاڑھی رکھی اور اِسلامی وضع قطع اِختیار کی۔

آپ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ کِسی کو تکلیف میں دیکھ کر خود بے چین ہو جاتے۔ لوگوں کے اِختلافات اور جھگڑے ختم کرانے میں بذاتِ خود دِلچسپی لیتے۔ چنانچہ آپ کی

مصالحت کی برکت سے کئی خاندان جن میں سالہا سال سے دشمنی چلی آرہی تھی، آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

باوجود اس کے کہ آپ عابدِ شب زندہ دار تھے۔ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں ذکر و فکر میں محو رہتے۔ خلقِ خُدا کی تعدادِ کثیر اُن کی صحبت اور تبلیغ سے راہِ ہدایت پر گامزن ہُوئی۔ مگر عاجزی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھتے۔

ظاہری طور پر ہر نیکی کرنے والے اور دینِ متین کی معمولی خدمت سر انجام دینے والے کی بھی بہت زیادہ تعریف اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ بہت دیر سے ناراض ہونا اور بہت جلد معاف کردینا آپ کی عادتِ مبارکہ تھی۔ دُنیاوی کاموں میں نقصان پر بہت کم غُصہ آتا۔ مگر دینی معاملات میں کسی فروگزاشت کو ہرگز برداشت نہ کرتے تھے۔

آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا خاندان تھا۔ اس لیے بچپن ہی سے آپ کی طبیعت صوم وصلوٰۃ اور ذِکر و فکر کی طرف مائل تھی۔ چنانچہ آپ دِن میں تسبیح بدست ہوکر اپنے گاؤں (شاہ والا) کے شمال مشرق میں حضرت شیر شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزارِ پُر انوار پر محوِ ذِکر رہتے۔ اور مُختلف بزرگانِ دین کے مزارات پر

حاضری دے کر مرشدِ کامل کے حصول کی دُعائیں مانگتے۔ اسی اثنا میں آپ کو خواب میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد امین صاحب رحمۃُ اللہ تعالیٰ خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ جان محمد میبلوی رحمۃُ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہُوئی۔ آپ نے فرمایا کہ:

> "جنوب میں ایک بزرگ ہیں "دلباغ" ان کا نام ہے، ان کے مُرید ہوجاؤ۔"

آپ نے "دِلباغ" نامی بزرگ کی تلاش شروع کردی، یہ وہ وقت تھا جبکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے وقار، تعلیماتِ امام ربانی کے علم بردار قطب العارفین مجدّدِ دَوران حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ آسمانِ شہرت پر مہِ کامل بن کر چمک رہے تھے۔

آپ اِسی ذوقِ جستجو میں "لعل عیسن کروڑ" شریف میں حضرت پیر سواگ رحمۃُ اللہ تعالیٰ کے دربار دُر بار میں حاضر ہُوئے۔ آپ اس وقت کچہ شریف میں قیام پذیر تھے۔ آپ کی زیارت کرتے ہی دِل اس قدر باغ باغ ہُوا کہ فوڑا بیعت ہونے کی درخواست پیش کی۔

آپ فرماتے تھے کہ جب حضرت پیر سواگ نے مجھے بیعت فرما کر اسمِ ذات شریف اور نفی اثبات کی تلقین فرمائی تو حضرت نے اپنی انگشتِ مبارک میری ناف پر رکھی، اور اس کو پیشانی تک اُوپر کھینچ کر لائے اور ساتھ ہی زبان سے کلمہ "لا" ادا فرمایا۔ پھر اُنگلی کو سر سے دائیں کاندھے تک لائے

اور کلمہ " اِلٰہَ " ادا فرمایا۔ اس کے بعد انگلی کو کاندھے سے دائیں پستان سے گزار کر قلب تک لائے۔ اور کلمہ " اِلَّا اللّٰہ " ادا فرمایا۔

جب پیچھے ہٹ کر بیٹھا تو میں نے محسوس کیا کہ " لا " سر تک اور " اِلٰہَ " کاندھے تک اور " اِلَّا اللّٰہ " قلب پر اس تیزی کے ساتھ گھوم رہا ہے، جیسے مشین کا پہیہ گھومتا ہے۔

پیرِ نقشبند نے ایک ہی صحبت میں " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " کا نقش دِل پر ایسا منقش کیا جو تا دمِ واپسیں پُوری نورانیت کے ساتھ جگمگاتا رہا۔

بیعت کے بعد آپ نے چوبیس ۲۴۰۰۰ ہزار اسم ذات شریف کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ روزانہ حسب الحکم چوبیس ہزار مرتبہ قلب پر اسم ذات کرنے لگے۔ کچھ دِنوں بعد حاضری ہُوئی تو نباضِ باطن نے مُراقب ہُوئے بغیر فرمایا کہ "خُوب محنت نہیں کی"۔ عرض کی گئی: "حضور! چوبیس ہزار کا حکم تھا، وہ تو روزانہ پابندی سے کرتا ہوں"۔

آپ نے فرمایا کہ: "شیخ، وظیفہ کم اس لیے بتاتا ہے کہ اس میں اگر سُستی ہو جائے تو طالبِ سلوک کو نقصان آجاتا ہے بتایا چوبیس ہزار جاتا ہے مگر کرنے والے زیادہ کرتے ہیں"۔

آپ فرماتے ہیں: "اس کے بعد میں نے روزانہ ایک لاکھ اسم ذات شریف کا التزام کر لیا"۔

پھر جب حاضر ہُوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"اب تم نے خوب محنت کی ہے"۔

قلب پر اس قدر اسم ذات ہُوا ہے کہ دُوسرے لطائف بھی حرکت میں آگئے۔

آپ نے فرمایا کہ: "مرشدِ کامل کی توجہ اور تربیت سے جب میرے لطائف جگمائے اور مجھے اپنا سینہ گلزار کی طرح مہکتا ہُوا محسوس ہُوا تو اُس وقت اپنے والدِ گرامی کا خواب ہم کنارِ تعبیر ہوکر سامنے آگیا۔ یعنی "دِلباغ" سے اس طرف اشارہ تھا کہ وہ دِل میں اللہ کے نام کے باغ لگاتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہو رحمۃ اللہ کے شعر پڑھتے تھے: ؎

الف اللہ چنبے دی بُوٹی مُرشد من وِچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو

اندر بُوٹی مُشک مچایا جان پھلن پر آئی ہو
جیوے مُرشد کامل باہو جیں ایہ بُوٹی لائی ہو

عِلمِ دین اور علماء دین سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی تمام اولاد کو عِلمِ دین کی تعلیم دِلوائی۔ ماہر اور جیّد علماء و اساتذہ سے اِسلامی علوم و فنون پڑھائے۔

دارالعلوم جامعہ رحمانیہ حسنیہ رضویہ رجسٹرڈ شاہ والا وہ دینی ادارہ ہے جسے حضرت خواجہ فقیر سُلطان علی صاحب قدس سرّہُ العزیز نے اپنے ہادیٔ طریقت ثانیٔ لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد سواگوی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے حکم سے آج سے تیس سال پہلے قائم فرمایا۔ آج بھی تشنگانِ عُلومِ

اِسلامیہ کی ایک کثیر تعداد اِس چشمۂ نور سے اِکتسابِ ضیاء کرنے میں مصروف ہے۔

مدرسہ میں آج بھی قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداؤں کا سامعہ نواز ہونا، عُلومِ اِسلامیہ کا روز افزوں ترقی پذیر ہونا۔ اور مُختصر وقت میں پُرشکوہ عمارت کا تعمیر ہونا۔ اس کی گراں قدر خدمات کے بار آور ہونے کی دلیل ہے۔

فقر و درویشی کی دُنیا میں پُورے پچاس برس چہچہا کر یہ بُلبل ہزار داستان ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ کو ہمیشہ کے لیے خاموش ہوئی ۔

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گُل افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

پیرِ طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ مولانا مُحمّد اسماعیل فقیر الحسنی صاحب اس وقت سجادہ نشین ہیں۔ موصوف علم و عمل کا حسین اِمتزاج ہیں جید عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن کے لحاظ سے اپنے والدِ گرامی کی مکمل تصویر ہیں۔ تبلیغ و تقریر، تصنیف و تالیف اور اِفتاء و تدریس کے ذریعہ پورے علاقہ میں خدمتِ دینِ متین میں مصروف اور مسلکِ اہلِ سُنت وجماعت کے نقیب ہیں۔ متعدد ادارے اور مدارس ان کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں۔

اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

حضرت مولانا عبدالکریم بلوچ احمدانی جام پوری

رحمہُ اللہُ تعالیٰ

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم بن مولانا مولوی محمد صدیق صاحب آپ کی ولادت بمقام آدم گڑھ مضافات جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ بوقتِ ظہر ہوئی۔

قرآن شریف وکتب فارسی اور بعض کتب مثلاً صرف ونحو، اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور تکمیل علوم کی سند "کان پور" میں علامۃ الزمان حضرت مولانا مولوی سیّد مشتاق احمد صاحب بن حضرت فخرِ زمان مولانا مولوی سیّد احمد حسن صاحب سے حاصل کی حصولِ علمِ دین کے بعد بواسطہ سیّد رکنِ عالم شاہ صاحب جو کہ قطب الارشاد غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد سراج الدین دامانی رحمہُ اللہ تعالیٰ کے خلفاءِ اجل میں سے تھے، حضور حضرت غریب نواز رحمہُ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ پانچ سال تک لنگر شریف کے کام میں مشغول رہے۔ اور دس سال تک امامت اور حضرات مخدوم زادگان کی تعلیم کے کام میں مصروف رہے۔ اور شرفِ اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے حضرت پیر سواگ کے وصال کے بعد "ملفوظاتِ حسنیہ" کے نام سے فارسی میں اپنے شیخ کی سوانح حیات تحریر فرمائی۔

حضرت پیر سواگ کے دیگر خلفاء

حضرت پیر سواگ رحمہُ اللہ تعالیٰ کے جن خلفاء کے حالات مہیا ہوسکے ہیں وہی درج کیے گئے ہیں۔ دیگر خلفاء کے اسماءِ گرامی کی فہرست پیشِ خدمت ہے:

۱ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب سواگوی رحمہُ اللہ تعالیٰ
۲ حضرت مولانا خان محمد صاحب سکنہ بستی بُزدار ڈیرہ غازی خان
۳ حضرت حافظ عبدالرحمن صاحب سکنہ آڑی لعل خان ضلع مظفر گڑھ
۴ حضرت سیّد محسن شاہ صاحب راڑہ شم لورالائی بلوچستان
۵ حضرت سید حافظ اسماعیل شاہ صاحب راڑہ شم لورالائی
۶ حضرت سیّد شیر شاہ صاحب سکنہ بستی لعل شاہ لودھراں ملتان
۷ حضرت سیّد عبداللہ شاہ صاحب بستی کالے وا۔ ڈیرہ غازی خان
۸ حضرت سیّد اکبر علی شاہ صاحب اچھرہ لاہور
۹ حضرت صاحبزادہ اخوند حزب اللہ صاحب موسیٰ زئی شریف
۱۰ حضرت شیخ سعد الدّین صاحب سکنہ اورہ۔ جھنگ
۱۱ حضرت مولانا علّامہ غلام نبی صاحب لودھراں (حافظ مثنوی مولانا روم)
۱۲ حضرت صوفی خیر محمد صاحب سکنہ بغلانی۔ تونسہ شریف
۱۳ حضرت قاضی عطا محمد صاحب قریشی سکنہ قادر پور راں۔ ضلع ملتان

۱۴ حضرت اخوند عبد الغفار صاحب قریشی۔ سکنہ سبی۔ کوئٹہ بلوچستان۔
۱۵ حضرت مولوی لال دین صاحب مرحوم کاتیمار ضلع خوشاب
۱۶ حضرت مولانا عبد الغفور صاحب۔ مرشد آباد ضلع بھکر
۱۷ حضرت خدا بخش خان صاحب کمنگر ضلع بھکر
۱۸ حضرت حافظ محمد رمضان صاحب نتکانی ڈیرہ غازی خان
۱۹ حضرت مولانا شیر محمد صاحب سکنہ شجاع آباد ضلع ملتان۔
۲۰ حضرت سید دوست علی شاہ صاحب سکنہ ریتڑہ ضلع ڈیرہ غازی خان
۲۱ حضرت سید بہادر شاہ صاحب سکنہ ماڑی شاہ سخیرہ ضلع جھنگ
۲۲ حضرت سید محبوب شاہ صاحب بلاولی سکنہ ڈھوک فتح شاہ ضلع اٹک
۲۳ حضرت سید احمد شاہ صاحب سکنہ بستی پیرزادہ ضلع مظفر گڑھ
۲۴ حضرت سید گلاب شاہ صاحب سکنہ لاڑی ضلع جہلم
۲۵ حضرت سید راجن شاہ صاحب سکنہ بستی محمد شاہ محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ
۲۶ حضرت سید کرم علی شاہ صاحب بہاول پور
۲۷ حضرت سید غلام حیدر شاہ صاحب سکنہ بانر شریف ضلع مظفر گڑھ
۲۸ حضرت عبد اللہ خان صاحب سکنہ غزنی افغانستان
۲۹ حضرت مولوی اللہ بخش صاحب سکنہ ریتڑہ ضلع ڈیرہ غازی خان
۳۰ حضرت مولانا مُرید احمد صاحب قریشی سکنہ کلول میبل شریف۔ میانوالی
۳۱ حضرت مولانا نور محمد صاحب سکنہ کالڑ کاریز بلوزی افغانستان
۳۲ حضرت مولانا بہاؤ الحق صاحب سکنہ کڑی شموزئی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
۳۳ حضرت جلال خان صاحب چوٹی زیریں
۳۴ حضرت حاجی تصدق خان صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان

۳۵ حضرت مولانا کریم بخش صاحب ۔ (مصنف مسیحائی صادق)
آڑہ اکبر شاہ ضلع مظفر گڑھ
۳۶ حضرت بہاؤالدین صاحب قریشی میانوالی ۔
۳۷ حضرت مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب کوٹلہ جام
۳۸ حضرت صوفی نور محمد صاحب بصیرہ قندرانی ضلع مظفر گڑھ
۳۹ حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب ۔ راڑہ شم ۔ بلوچستان
۴۰ حضرت سید اللہ بخش صاحب سکنہ عنایت شاہ فتح پور ۔ لیہ
۴۱ حضرت سید مہربان شاہ صاحب وزیرستان
۴۲ حضرت مولانا غلام حیدر صاحب قندھاری ۔ افغانستان
۴۳ حضرت حاجی پھلا خان صاحب چوٹی زیریں ۔ ڈیرہ غازی خان
۴۴ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب داسو آستانہ ضلع جھنگ
۴۵ حضرت شیخ عبد الرحیم صاحب نور پور تھل ضلع خوشاب
۴۶ حضرت مولانا محمد حیات صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان
۴۷ حضرت مولانا سید محمد بخش صاحب ڈیرہ غازی خان

نقل اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ وعلیٰ
اٰلہ واصحابہ اجمعین

اجازت طریقہ شریفہ نقشبندیہ منجانب فقیر حقیر لاشئے
غلام حسن عفی عنہ

امروز درویش جناب 'ملا نور محمد صاحب ولد اخوندزادہ شمس الدین مرحوم قوم کاکڑ ساکن کاریز بلوزی' بروز جمعہ بوقتِ ظہر بتاریخ ۲۷ ماہِ محرم ۱۳۵۷ھ ، اجازت از قلب تا لاتعین دادم کہ سلوک یعنی طریقہ حضرات کرام نقشبندیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہم الاقدس و فیوضات ایشاں ہمہ خلق را بدہید ۔ اللھم ارزقنی من فیوضاتھم ولا تحرمنی من برکاتھم ۔ اٰمین یارب العالمین ۔

ترجمہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ و
علیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین

اجازت طریقہ شریفہ نقشبندیہ
من جانب فقیر حقیر لاشئ غلام حسن عفی عنہ

آج درویش جناب ملا نور محمد صاحب ولد اخوندزادہ شمس الدین مرحوم قوم کاکڑ سکنہ کاریز بلوزی کو بروز جمعہ بوقت ظہر۔ بتاریخ ۲۷ ماہ محرم ؁۱۳۵۷ھ اجازت "قلب" سے "لاتعین" تک دے دی ہے تاکہ سلوک یعنی طریقہ حضرات نقشبندیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہم الاقدس اور ان کے فیوضات لوگوں تک پہنچائیں۔ اللھم ارزقنی ولا تحرمنی من برکاتھم آمین یارب العالمین

فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ حسن آباد تھل

خاتمہ

قصائدِ مدحیّہ

عرضِ حال

بحضور حضرۃ خواجہ خواجگان حضرۃ خواجہ غلام حسن سواگوی

رَحِمَهُ اللهُ تعالیٰ

از : سیّد راجن علی شاہ نوین کوٹی

ابر را کاریست باریدن بہریک خُشک و تر
میشود سر سبز زو در باغ ہر برگ و شجر

بحر را جیب مراد از وے زنقد دُر پُر است
دامنِ کوہیست مالا مال با کانِ گہر

از نباتِ گونا گوں دست است زو بزمِ عروس
ہم زراعت شد زقطراتش چو مردِ باہنر

گردِ رہ ہم صدجمعیت یافت از فیضانِ او
دِیدہ روشن کرد از نورش رُخِ دیوار و در

رُوئے خود را آسماں خود پاک کرد است از غبار
یافت زو نُورِ ضیا تا دیدہ شمس و قمر

در خلوِ آسمان و ہم زمیں بادِ بہار
میخرامد ہمچو در گلگشت سروِ خوش نظر

میتراود خرّمی از چہرۂ وحش و طیور
شاد و فرحاں بنگرم یک رنگ طبعِ ہر بشر

چیست آں ابرِ کرامت خیز اے آگاہِ حال
آں کہ جیبِ چشمِ گل زو شد پر از نقد اثر

باز میگو زاں کفیلِ حالِ ہر زشت و نکو
تا کہ ما ہم میشویم از نورِ فیضش بہرہ ور

بر سر اصرارِ سائل را چوں راجے شاہ دید
گفت بشنو اے سراپا خیر و پاک از زنگِ شر

مصدرِ خُلقِ حسن، بل مظہرِ فیضِ رسول
منبع بحرِ ہدایت کاملاں را راہبر

وارثِ خیر الرسل یک حارثِ دشتِ سلوک
حاملِ اسرارِ قرآں، عاملِ علمِ خبر

عرضِ حال

بحضور دستگیر درماندگان کارساز بیچارگان حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ

از : محترم جناب محمد امین صاحب گوٹھ چنی بہاولپور

عارف پاک باز بسم اللہ — سالکِ جاں نواز بسم اللہ
مسندِ زهد مرترا زیبد — باهمہ عِزّو ناز بسم اللہ
از وجودت جہاں جہاں خورسند — باد عُمرت دراز بسم اللہ
دست جودت ہمہ دہد گنجے — حاتمے دِل دراز بسم اللہ
چشم دار از فیاضیت عالم — سر بعجز و نیاز بسم اللہ
پہلوانِ شریعتی لاریب — ھادئ دیں نواز بسم اللہ
یوسف حسن صد زلیخارا — دِلبرے بے نیاز بسم اللہ
عاملِ کامل اندریں دُنیا — پیرِ راز و نیاز بسم اللہ
صید دِل ہا ہمے کنی بہ نگاہ — واحدی شاہ باز بسم اللہ
آشنائے دِل الیم سقیم — صاحبِ اِمتیاز بسم اللہ
دستگیر از بلائے فاقہ وفقر — از کرم کار ساز بسم اللہ
دائم اندر رضائے حق پویا — سر بسجدہ نیاز بسم اللہ

یافت از یُمنِ غلامی نام در فخرِ حسن
با مُنوّر دیدهٔ دِل ہم چوں خورشید سحر

گو من از سادات دانم خویش را لیکن برو
یک کمینہ چاکرِ درگاہِ وے گشتم مگر

بز امیدِ یک نگاہِ ناز آں مَستِ الست
ایستا دستم برہنہ پا سرِ پائینِ دَر

قبلہ گاہا جُز نگاہت بر ریاضت تکیہ نیست
صبر کے ورزد پدر چوں تشنہ لب بیند پسر

گرچہ عرضِ حال یک شوخیست ہم ترکِ ادب
لیک دُور اُفتادہ نہ تواند کنوں ضبطِ دِگر

ساربانِ بے شُتر را بیشتر نبود مُہار
وقفِ دستِ اِختیار قلب اکنوں وانگر

تاکہ بر منزل کہ می خواہم رسم با یُمنِ چشم
دستگیری کُن کہ اُفتادم بدشتِ پُر خطر

ہم بصاحبزادگاں گویند از بندہ سلام   با جلال الدین ہم ایں ہدیہ بادارزاں دِگر
ہم بمنشی[1] صاحبِ خوانندۂ مکتوبِ خاص   باد نیز ایں ہدیہ ارزاں از غریبِ بے ہنر

---

[1] منشی اللہ بخش۔

شہرۂ نیک تو بہ ہر جاست   مُرشدی سرفراز بسمِ اللہ
سگ دربار تو بہ گنج زراست   حاسد اندر گداز بسمِ اللہ
قصۂ درد راقم ایں نامہ   چارۂ درد ساز بسمِ اللہ
غم گسارم بجز تو دیگر نیست   ہم توئی کار ساز بسمِ اللہ
قیدِ ما قید غربت و افلاس   سر نگوں کردہ باز بسمِ اللہ
چارہ ام نیست زیں بلائے نجات   زود تر آفراز بسمِ اللہ

دستِ عاجز ایں بہ پیشت ہست
راہِ للہ نواز بسمِ اللہ

التجائے اختر

بحضور حضرت پیر سواگ

رحمۃ اللہ تعالیٰ

از محترم غلام محمد رنگین صاحب

اے خُدا کے رازداروں کے حبیب و رازدار
قبلۂ من دُنیائے روحانیت کے تاجدار

مُرشدِ کامل و اکمل، عارفِ فخرِ زمان
اے سخا و لُطف اور رحمت کے بحرِ بیکراں

منبع جود و کرم اے معدنِ لطف وعطا
اے کہ تیری ذات ہے سرچشمۂ فیض وسخا

میں سمجھتا ہوں زمانے میں وہی ہے سرفراز
آستاں پر جو جُھکا تیرے بصد عجز ونیاز

خُوبیٔ قسمت کہ میں ناپاک اِس قابل ہُوا
خُوبیٔ قسمت کہ مُجھ کو یہ شرف حاصل ہُوا

یعنی تیرے حلقۂ خُدام میں داخل ہُوا
مُجھ کو بھی خادم ترا ہونے کا حق حاصل ہُوا

اللہ اللہ ذرّۂ ناچیز کیا ممتاز ہے
مجھ کو اپنے اس مقدر پر بڑا ہی ناز ہے

گرچہ میری زندگانی ہے سراسر معصیت
آیتِ لَاتَقْنَطُوْا سے ہے اُمیدِ مغفرت

میں سگِ دُنیا بُرا بدفعل ہُوں، بدکار ہُوں
کیا ہوں بد اعمال و بد افعال و بد اطوار ہُوں

میں ہوں وہ بدبخت، ہے جس سمت بھی اُٹھتی نگاہ
مُجھ کو آتا ہے نظر چاروں طرف بخت سیاہ

ہاتھ میں دُنیا نہیں اور ہے مِرا عُقبیٰ خراب
آخرت کا بھی ہے ڈر اور زندگانی ہے عذاب

جس طرف دیکھوں ہیں بس ناکامیاں آتی نظر
آفتیں دُنیا کی ہیں اور اِک اکیلی جان پر

کیا بتاؤں چارہ گر میں تجھ کو رازِ آرزو
ہے شکستہ تیس حسرت سے یہ سازِ آرزو

ایک عرصے سے شکستہ میرے دِل کا ساز ہے
راز تھا جو آرزو کا وہ ابھی تک راز ہے

میری دُنیا دِل کی ہے اُجڑی زمانہ ہوگیا
میری قسمت مجھ سے ہے بِگڑی زمانہ ہوگیا

دیدۂ تر سے جگر کا خوں بہاؤں تابہ کے
موتیوں کی کشتیاں بھر کر لٹاؤں تا بہ کے

حالِ دِل کہتا ہوں میں دُنیا سے گھبرائے ہُوئے
آیا ہوں در پر تیرے اب ہاتھ پھیلائے ہُوئے

مُجھ کو ہے وہ درد جس کا ہے فقط تو چارہ گر
تیری رحم و لُطف پر ہے آج کل میری نظر

مجھ کو بھی مطلوب ہے نسخہ اسی اکسیر کا
اک جہاں قائل ہے جس کے فیض عالمگیر کا

واسطہ تجھ کو محمد مصطفےٰ کا واسطہ
واسطہ تجھ کو ہے محبوبِ خدا کا واسطہ

واسطہ تجھ کو عرب کی برگزیدہ ذات کا
واسطہ تجھ کو رسولِ فخرِ موجودات کا

جس طرح ممکن ہو مجھ ناچار کی اِمداد کر
مجھ ذلیل و خوار اور بدکار کی اِمداد کر

ابرِ رحمت اس طرف بھی چار بوندیں رحم کی
جن سے ہو جائے مرے ایمان کی کھیتی ہری

رحم کر میرے لیے بھی تو اُٹھا دستِ دُعا
دُنیا و عقبیٰ مرا ہو سُرخ رُو مردِ خُدا

صدقِ دِل سے میری خاطر یہ سفارش کیجیے
اس بڑے دربار میں بس یہ گزارش کیجیے

دہر میں بے غم گزاروں، اور نہ ہو عقبیٰ میں ڈر
جس طرف جاؤں قدم چومے مرے فتح و ظفر

دیکھیے اب ہاتھ آئے کب یہ دُرِ آرزو
دیکھیے کب میری قسمت میں ہے ہونا سُرخرو

دیکھیے یہ حسرت و ارمان کا ہے ویرانہ جو
شادی و امید کا کب یہ بھی لالہ زار ہو

دیکھیے کب چشمِ رحمت رحم کی بارش کرے
دامنِ امید میں امید کے گوہر بھرے

کیجیے مت دیر اِتنی سوچ اور تدبیر میں
جان مضطر بھی نکل جائے اسی تاخیر میں

وقف

وقف